

اشعار

کرامت کی بھانے عبادت کے حکمت بغیر مثال ہی نہ ہو
 خاص عقائد بت میں ایک مدد ہو کہ دوسرے دنیا و دین کے
 گویا فن میں علامہ فی صدائے حق میں نصیحت کی دین اور بیگ رسالہ العارف فراموش
 میں گراور درجہ اعلیٰ عبارت طیس کہ جس میں کل عقائد نہایت وضاحت سے مذکور ہیں اور
 میں ہر چیز کے بارے میں سطر بہ سطر درجہ اول اور سکون کی شکوک کا جواب ہر اہل کتاب ہی جو اپنے حق
 الہی میں حوالہ کتاب ہو رد و اثبات میں ہر ایک خطاب ہر ایک نظر نے انہی اور انہی پر مقصود
 ایک صورت زد کہلائی تھی لیکن یہ مدد محمد ہر آنے پر کہ خاطر سے خودست و آخر خدا پس پر وہ تقدیر
 خوشنوی سے کتابت عارفہ السلام انہی اور انہی طبع نے کمال محنت و خوبی سے طبع فرمائی و جنی بیابان
 چاہتا تھا اوس نہیں عہد کا شیوہ آچر دیکھا کہ میں یہ سہ سہ ہو میں پر شرب عہد کتاب و کتاب لایا اب
 شتر کو بکوبت ہی زندہ کون روشن ضمیروں کو مرد واد و نصارت ہی جلد اس مجبور و خوبی کو خیر
 در چند روز میں گل شمع تبرک کی طرح انہوں نے آج کل کے دنے دے کے گفت و
 میں گئے اور بہت بچپان میں گئے قیمت بلا محنت لایا و بعد اور جو ایک بار طلب فرمائیں تو
 قیمت کی چارہ محمول ہی پائیں اور اگر وہ چارہ محمول بھیجیں تو میں کہنے کو طلب فرمائیں
 شتر محمد عبدالرشید رحمہ اللہ السلام از مدینہ کو چارہ ساکن

اطلاع یہ کہ کتاب حقیقہ فی حق ۱۹۳۳ء میں داخل ہو چکی ہو
 مگر کسی کوئی صاحب نے اجازت نہ نصیب
 طبع فرمائیں
 ابو محمد عبدالحق عفا اللہ عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله المنعم

کریم کلام میں جو کل علوم و دینہ کے اصل اور سب

فصل اور اشرف اور حکیمانہ خاص و عام پر فرض تام ہے یہ کتاب تصدیق نام

میں ہے

عقائد الہام

کتاب مصنف

مولوی ابو محمد عبدالحی حبیب اللہ مولوی کمال تقصیل اور عقیدہ و تہذیب کے ساتھ عقائد

اسلام کی شہرت اور مخالفین کے کل شبہات کی جواب کا

الزام کیا ہے -

محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله علی نوالہ و الاسلام علی محمد بقدر سنہ و حالہ و علی اہل بیتہ وآلہ متقدّمہ ان
خیال کرے کہ دنیا میں ہمیشہ کوئی نہیں رہا ہے آخر ہر شخص ایک روز یہاں سے جاوے گا اور آخرت میں اپنا
کیا یا دے گا پس ضرور ہے کہ یہاں سے کچھ کمال حاصل کر لیا جاسکے تاکہ وہاں کی عذابوں سے بچے اور عیش و
آرام و اُٹھ پادے اور وہ کمال یہ ہے کہ اپنی خالق کے سب سے حکام کو جانی اور رائے اور ان کے حکام کی
فہم میں ایک وہ کہ جن میں ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا کی عمل کی حاجت ہو جتنی ضرورت ہو جتنی حاجت ہو
وہ سب سے وہ جن کو جنس جنس کی عمل کی احتیاج نہ ہو بلکہ وہ صرف ان لینا ہے کافی ہے جیسا اللہ تعالیٰ
ایک جانتا اور اس کو سمیج و علیم و بصیر سمجھنا یا قیامت کو اور حجت و دروغ کو حق سمجھنا سو علمائے رحمہم
نے لوگوں کی آسائش کے لیے قرآن و احادیث سے پہلی قسم کے احکام نکال کر تفصیل سے جدا کر دیے ہیں اور
اس علم کا نام فقہ رکھا اور دوسرے قسم کی احکام کو ان کے تفصیل سے کہا اور اس علم کا نام علم
عقائد رکھا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ علوم تدوین نہ ہوئی تھی یہ
کیزکر دینی علوم ہو گئے جو اب اس وقت خیر میں کہ جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ان

فرمایا ہی بخیر القرون وقرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم بحیث ان علوم کی تدوین اور ترتیب کی ابتدا
 نہ تھی کیلیں کہ حضرت کی برکت صحبت ہی اولن لوگوں کی ہیں صاف اور طبعین پاک تبیین اور کج طبع دلیل و ہدایت
 نہی پس اس زمانہ کی بعد طرح طرح کی واقعات پیش آئے اعلیٰ درجہ کی اونہیں احکام کو کچھ مجملہ قرآن و احادیث
 میں مذکور تھی مغرب اور مائل کر کے باب و فصول احسب اینچ اونچی مواقع پر فصل سی الگ الگ کج طرح
 علیٰ ہذا القیاس و زبر و زوہد ہی علوم کہ جب تک طرحت چڑھتی گئی تدوین ہوتی گئی اور اس علم عقائد کو علم
 کلام بھی اسوجہ سے کہی ہیں کہ جب یہ علم تدوین ہوا تو ہر مسئلہ کی اول میں بجای لفظ بیان اور بحث کی لفظ
 کلام لایا کرتے اور یوں کہا کرتی تھی الکلام فی کذا یعنی کلام شروع ہی فلاں مسئلہ میں پس اس سبب اسکو
 علم کلام کہنی لگی یا سوجہ سے کہ اس علم کی بنیاد عقلی و دلیلونی پر نہ تھی اس کی مخالفت کی دل میں
 تاثیر ہوتی ہی بخلاف اون علوم کی جو فقط عقلی یا اولیٰ پر ہی ہیں اور لفظ کلام مشتق کلم سے ہی کہ جسکی معنی
 لغت میں ضم کرنا ہی ہیں چونکہ یہ علم مخالفت کی دلیلیں بسبب یا دلی تاثیر کی ضم کرنا ہی اسکو کلام کہنی لگے
 یا یہ وجہ یہی کہ کلام آپس کی اس علم میں زیادہ تحقیق ہی اسکی اسکو کلام کہنی لگی یا یہ وجہ یہی کہ جس طرح
 یونان فی منطق کو کہ جس سے مقابل کی رد کرنا منطق یعنی گویائی پیدا ہو جاتی ہی تدوین کیا اسی طرح
 حکما کی اسلام فی منطق کی رد کر کے واسطی علم کلام کہ جسکی سبب ہی مخالفت کی ساسنی کلام کرنا ہی قدرت
 پیدا ہو جاتی ہی تدوین کیا پس جس طرح منطق کو بسبب قیاسی منطق کے منطق کہنی لگی اسی طرح اس علم
 بسبب قادر کرنے اور کلام کرنا ہی لگی یہ علم سبب دینی علموں سے اشراف ہی کیونکہ اس عقائد
 دینی کا ذکر ہے اور عقیدہ کی صحت پر سبب عبادات کا دہری کیونکہ اگر عقیدہ و احادیث ہی تو کوئی عبادت
 قبول نہیں ہوتی اور یہ سبب علوم دینیہ کی اصل ہی ہی کیونکہ اس علم میں استدلال کی ذات اور صفات
 خصوص کلام اور نبوت و غیر اسی جبر و نکتہ نبوت ہی کہ جس پر سبب علوم دینیہ کا مدار ہے اور نہ بتو ذہن
 پس یہ مسلمان کو چاہی کہ اول اس علم کو حاصل کری تاکہ عقائد درست ہو جاوین اوکی بعد تب عبادات
 درجہ قبولیت پادین فائدہ اس علم کا یہی کہ ان اپنی عقائد درست کر کے جنت الفردوس میں
 ہمیشہ آرام پادی اور دوزخ کی سخت عذابوں سے کہ جو بسبب عقیدہ کی ہوگی چھوٹ جاویں ابو منصور

و جہ سے کہ جسکی معنی لغت میں ضم کرنا ہی ہیں چونکہ یہ علم مخالفت کی دلیلیں بسبب یا دلی تاثیر کی ضم کرنا ہی اسکو کلام کہنی لگے

کلام

کلام فائدہ کلام

ماتریدی کہ جو تین واسطے سی امام ابو حنیفہ ریح کے شاگرد ہیں اور سند تین سو تیس سچے
 ہیں وفات بانی اور ماتریدی جو فرقہ کے قریب ایک گانوہے وہ ان کے رہنے والی تھی اور ابو جعفر
 اشعری کہ جو قریب اسی زمانہ کی تھی یہ دونوں شخص اہل سنت و اجماعت کی علم عقائد میں امام
 ہیں مسئلہ کھوین وغیرہ چند تحقیقات میں ابکا امام اختلاف ہی باقی ہے مسئلہ میں متفق ہیں مسئلہ اختلاف میں
 شافعی لوگ امام ابو حنیفہ کے تابع ہیں اور جو سی انکو متعز کہتے ہیں اور حنفی لوگ امام ابو حنیفہ کے
 فوکل تابع ہیں اس سبب انکو ماتریدی کہتے ہیں۔ اور اہل سنت شافعی حنفی اہل حنفی لوگ میں ابوہریرہ
 حدیث ہیں انہیں میں داخل ہیں ان متفقین میں امام ابو حنیفہ میں علم عقائد میں عبادہ و عبادہ کے جو قرآن احادیث
 سی ثابت تھی مذکور ہوئی تھی سلف ابو حنیفہ کو دخل نہ تھا جسطرح کہ فقہ اکبر امام ابو حنیفہ کی کتاب
 میں مذکور ہے ابو حنیفہ میں فرقہ معتزلہ کے رو کر نکالنا زیادہ اہتمام کرنے سے انکو ہم تک و دام میں نکالنا
 معتزلہ کی حد تک انکو یہ قصہ کہ ایک شخص واصل بن عطاء اسی شیخ حسن بکری کی مجلس میں
 یہ کہتے تھے کہ کبیر و گناہ کرنی نہ سوسن رہنا تھی کا فرموا ہی حسن فرمایا کہ اعتزل حمانی ہی پیش شخص جو جو
 اہل اسلام سی ایک ہو گیا سو اور دوسرے اہل کی گردہ کو معتزلہ کہتے تھے اہل ملی بذا الفیاس جو جو لوگ جو ابوہریرہ سے
 عقائد میں تھا ہوئی تھی فخرانی کہ جہدنی امام مفر کسی گئی یہاں تک کہ ملی ہو گیا کہ علم خبر کی مطابقت جو ابوہریرہ
 میں سی تھے فخرانی ملی وہ سب سب کہ وہ میں ملا کسی عقائد کو غیر نکلتے تھے جو تو ابی کلام و فخرانی تھا باور تھے وہ ان
 فرقہ جو ابوہریرہ سے ملا سکا کہ جبکہ امام اہل سنت و فرقہ باجری و خاص میں صلی علیہ وسلم کی مال مصباحی طریقہ
 شود راہ راست پر ہی چنانچہ کسی تحقیق آئی اوگی فاشا سے تک معتزلہ اور شیعوں سے بغض سائل میں مسئلہ آتا
 کے اکثر عقائد میں متفق ہیں دلیل کی وجہ ایک پیریت ماننا اپنی عقائد کو اور فلسفہ سے مل کر کی لوگوں کو
 یہ کافی رہی اور جو ابوہریرہ سے ملا سکا کہ جبکہ امام اہل سنت و فرقہ باجری و خاص میں صلی علیہ وسلم کی مال مصباحی طریقہ
 استاد ابو علی حنیفی معتزلہ میں مسئلہ صلح میں کہ جبکہ ذکر کی اوگی فاشا سے تک معتزلہ اور شیعوں سے بغض سائل میں مسئلہ آتا
 فاشا کہا یا اور سب کو اختیار کیا یہ فخرانی اور ابوہریرہ سے ملا سکا کہ جبکہ امام اہل سنت و فرقہ باجری و خاص میں صلی علیہ وسلم کی مال مصباحی طریقہ
 معتزلہ کا خوب ہی رد کرنا شروع کیا گیا کہ ابو حنیفہ میں میں مخالفین کا رد کرنا انہیں سی شروع ہوا ہے

جب خلفائی عجمی اسید کی جہد میں منطبق اور فلسفہ کا یونانی راہنہ میں ترجمہ کیا گیا تو بہت بڑی
فی منطق اور فلسفہ کو نہ کھانچا لیتیں اور خصوص حکما کی کاخیں کچا اور نہیں کی اور اسی خوب دہر و علم کلام میں نظر
کر دیا یہاں تک کہ اس فن کی کتابوں کو طبیعت اور الہیات اور ریاضیات ہی بہر دیا جس ایسی کلام کو حکما
محققین نے بڑا کہا ہی اور سبکی بڑی بڑی منع کیا ہی کیونکہ سبکی شغل ہی اکثر شرعیاتی انکار کر سکی
خصوص کہ جہان انکی سبکی مخالف ہو عادت ہو جاتی ہی آیات قرآنہ باخا ویت صحیحہ کی جہد و صحیحہ اور
آئینہ کی برخلاف اپنی قواعد مہندہ اور قواعد اسلامہ کی طور پر کہ وہ قواعد اکثر راسی اور سہمہ دلال بنی
ہیں اور کہیں شخص حکما کی یونان میں غیر کی تعلیم ہی ہوتی ہی تاویلات سبکی اور توجہات باطلہ کر سکی خود ہی
ہی اور بعض فلسفہ کی مراد و حکما کی فرنگ کی فی چائی و اس تو بہت بڑی انکار ہی کیونکہ ہی میں چنانچہ
اس ملک ہندوستان کی لوگ نصاریٰ حکومت کی سبب بہت ہی ایسی ہو گئی ہیں ان لوگوں نے دیر
کی ہندو سرکار کو اپنی راسی کی ترویج کر لیا ہی پس جس چیز کو اپنی راسی متوافق دیکھتی ہیں اور پس بیان کرتے
ہیں اور جہان مخالف پائین یا منکر یا اول ہو جاتی ہیں گو دار مدار حکیم شرعی کا عقل ہے اور اسی جہان
رسول نہیں آؤ نام کی لوگوں پر صرف توحید ہی فرض ہی کیونکہ توحید کا حق پہچان ہی دریافت ہو سکتا ہی
اور باقی احکام میں لوگ ماضی و ہنوی لیکن ہر وقت میں شخص کی عقل صواب پر نہیں ہو سکتی
اور کیونکہ ہر سبکی ہی حالانکہ عقل نامعلوم چیز کا اور اک چند معلومات ہی ترتیب کیہ حاصل کرتے ہی اور وہاں
باعث غلطی کا ہوتا ہی بسا اوقات عقل کا مزاج ہو جا کر تا ہی پس کہی ہوں معلوما میں کہ جو مبادی ہو
میں غلطی واقع ہو جا کر تے ہی کہ جو اس مطلوب کیو غلطی سبب نہیں ہو سکتی وہ سبب و نظر کی لئی ہو جا یا
کرتی ہیں اور کہی ہوں سبب میں غلطی واقع ہو جا کر تے ہی کہ جبکہ مقدم کرنا تھا موز کر دیا کسی مفہوم کے
کوئی شرط فوت ہو گئی علی ہذا القیاس اور یہی وجہ ہی کہ ایک عاقل کی راسی دوسرے راسی کی برخلاف ہوتے
ہی بلکہ کہی ایک ہی عاقل کی راسی دوسری راسی کی مخالف پڑتی ہی پس کہی ایک نتیجہ صحیح قرار
دینا ہی پر کہی اس سبب کو غلط یا تا ہے چنانچہ اس امر میں ہما متباہان افشا ہی کہ کل حکما نے
یونان اور فرنگ وغیرہ کے و فریق میں اور نہیں سے ایک فریق کو حقیقہ میں غلط سمجھا ہی

اسی میں غلطی واقع ہو جا کر تے

او کی یہ ہے کہ اس کتاب میں اور میں دیکھی کہ جو کلام ثامن اور ثانی لافک کہنی میں ہر سب سے
 میں اور دوسرے فریق کے جس میں حکیم فیہا غور کرے اس کا ایک کلام کہانی اور دونوں فریق اپنی اپنی کتاب
 پر اور لاف میں اور شہادت پیش کرتی ہیں پس ضرور ہے کہ دونوں فریق میں سے ایک غلطی ہو رہی ہو کہ جس
 کل حکامی میں سے ایک فریق کا فریق غلطی ہو رہی ہو اور دوسرے فریق کا کسی اور جگہ غلطی ہو رہی ہو کہ یہی
 اور جب بہت حکامی ایک خطا ہو چرمن اور ہی گرسے تو یہ ایک دیکھی کہ غلطی کا خصوص امر آخر میں
 کیا اعتبار ہے پس اس قابل نہیں ہے کہ اسکی اعتقاد پر انبیاء علیہم السلام کی اقوال یا قرآن وغیرہ کو
 میں شک کیا جاوے اور اسکی ظاہر ہی معنی کو چھوڑ دیا جاوے کیونکہ وہی میں کی سطح کی غلطی واقع نہیں ہے
 ہی پس جب بنی علیہ السلام کا کوئی قول پسند صحیح ثابت ہو جاوے اور پھر یقین لانا چاہی اور اسکو ماننا چاہیے
 اور جب کسی راوی اسکی مطابق نہ ہو تو اس قول نبوی علیہ السلام کو کوئی دیکھی غلطی کی نسی تصور کرنا چاہی
 جسکے اسے مطابق ہو اور اسکو صحیح اور درست قرار دینا چاہی اس حال میں تاخرین کی کلام میں معصوف بنا
 اچھا نہیں ان مستندین ہی عناء وینیکہ کو قرآن اور احادیث سے ملے کیا کرتی تھی اور مخالفان کے
 شہادت کا جواب یا کرتے ہی چنانچہ قرآن مجید میں ہی اللہ تعالیٰ نے اثبات حشر کے لئی بہت سی جہتیں قائم
 فرمائی ہیں اور شہرہ کو کو روشر میں بہت سی الزام فاش میں ہیں کہ اس حال میں اسکو کافرا فیما لہذا کا لفظ
 لفظ دنا اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ابن شعیبہ کی کو اسکی اعتقاد پر الزام فاش بنا لیا لیکن مطلق
 اور فلسفہ وغیرہ علوم کو فرض مذہبی ہی سو حکم ہی اپنی اس کتاب میں متقدمین ہی کی طرف سے کہنا کہ بن کی
 ان اللہ تعالیٰ ہر سب سے اس کتاب کا یہی کہ پہلی کچھ لکھنا پڑنا ضرور ہے کہ جس ہی کتاب خرب ہو رہی ہو
 اور اسکا ہر ایک مسئلہ میں نہیں ہو جاوے حال کے لئے پھر اس کتاب کو کچھ ہی پھر اگر اتفاق دیاوے میں مشور
 ہو جاوے گا یا غیر جس لوگوں کی صحبت کا اتفاق ہو چکا تو عنان میں کسی طرح کا فتوہ نہ دے اور عائد وہ ہو کہ
 کی بہت ہی اور اگر کوئی میں میں کہیہ فتوہ نہ دے گا **مسلمانوں** کو اور حسب ہی کہ اس حکم کو سیکھیں
 اپنی جہتیں اور پھر کو کہیں ان تکامیات دینی اور اخروی سے نجات پان اور ان کے لڑکائی غلطی ہو رہی ہو
 اور داخل عمر میں عنان ہر نقش مجر ہو جاوے ان کے مخصوص اس نماز میں کہ ہر طرف سے گمراہی کا زور ہی اور گمراہی کا

اس کتاب میں اور میں دیکھی کہ جو کلام ثامن اور ثانی لافک کہنی میں ہر سب سے
 میں اور دوسرے فریق کے جس میں حکیم فیہا غور کرے اس کا ایک کلام کہانی اور دونوں فریق اپنی اپنی کتاب
 پر اور لاف میں اور شہادت پیش کرتی ہیں پس ضرور ہے کہ دونوں فریق میں سے ایک غلطی ہو رہی ہو کہ جس
 کل حکامی میں سے ایک فریق کا فریق غلطی ہو رہی ہو اور دوسرے فریق کا کسی اور جگہ غلطی ہو رہی ہو کہ یہی
 اور جب بہت حکامی ایک خطا ہو چرمن اور ہی گرسے تو یہ ایک دیکھی کہ غلطی کا خصوص امر آخر میں
 کیا اعتبار ہے پس اس قابل نہیں ہے کہ اسکی اعتقاد پر انبیاء علیہم السلام کی اقوال یا قرآن وغیرہ کو
 میں شک کیا جاوے اور اسکی ظاہر ہی معنی کو چھوڑ دیا جاوے کیونکہ وہی میں کی سطح کی غلطی واقع نہیں ہے
 ہی پس جب بنی علیہ السلام کا کوئی قول پسند صحیح ثابت ہو جاوے اور پھر یقین لانا چاہی اور اسکو ماننا چاہیے
 اور جب کسی راوی اسکی مطابق نہ ہو تو اس قول نبوی علیہ السلام کو کوئی دیکھی غلطی کی نسی تصور کرنا چاہی
 جسکے اسے مطابق ہو اور اسکو صحیح اور درست قرار دینا چاہی اس حال میں تاخرین کی کلام میں معصوف بنا
 اچھا نہیں ان مستندین ہی عناء وینیکہ کو قرآن اور احادیث سے ملے کیا کرتی تھی اور مخالفان کے
 شہادت کا جواب یا کرتے ہی چنانچہ قرآن مجید میں ہی اللہ تعالیٰ نے اثبات حشر کے لئی بہت سی جہتیں قائم
 فرمائی ہیں اور شہرہ کو کو روشر میں بہت سی الزام فاش میں ہیں کہ اس حال میں اسکو کافرا فیما لہذا کا لفظ
 لفظ دنا اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ابن شعیبہ کی کو اسکی اعتقاد پر الزام فاش بنا لیا لیکن مطلق
 اور فلسفہ وغیرہ علوم کو فرض مذہبی ہی سو حکم ہی اپنی اس کتاب میں متقدمین ہی کی طرف سے کہنا کہ بن کی
 ان اللہ تعالیٰ ہر سب سے اس کتاب کا یہی کہ پہلی کچھ لکھنا پڑنا ضرور ہے کہ جس ہی کتاب خرب ہو رہی ہو
 اور اسکا ہر ایک مسئلہ میں نہیں ہو جاوے حال کے لئے پھر اس کتاب کو کچھ ہی پھر اگر اتفاق دیاوے میں مشور
 ہو جاوے گا یا غیر جس لوگوں کی صحبت کا اتفاق ہو چکا تو عنان میں کسی طرح کا فتوہ نہ دے اور عائد وہ ہو کہ
 کی بہت ہی اور اگر کوئی میں میں کہیہ فتوہ نہ دے گا **مسلمانوں** کو اور حسب ہی کہ اس حکم کو سیکھیں
 اپنی جہتیں اور پھر کو کہیں ان تکامیات دینی اور اخروی سے نجات پان اور ان کے لڑکائی غلطی ہو رہی ہو
 اور داخل عمر میں عنان ہر نقش مجر ہو جاوے ان کے مخصوص اس نماز میں کہ ہر طرف سے گمراہی کا زور ہی اور گمراہی کا

میں اور اتم کے بلقی میں اور شہر میں کہ جہاں ان کی فائز کی چیزیں ایک دوسرے میں ملتی ہیں اور
 اوس پانچمین گلا سکوانہ آسمانی اور تار پیر اوس سے ملے زمین کو زندہ کیا اور اوس میں ہر قسم کے جانور
 پیدا کی اور جو ان کی پھر زمین اور باد و زمین کہ جو آسمان و زمین کے درمیان میں جو زمین پر ہے ان میں
 ان کی نشان میں ہر باوجود کہ سب مخلوق کا مقصد طبعی ایک ہی ہے زمین کی جاسی ہی ایک ساکن اور
 مختلف کی جاسی ہی نہایت تیز رفتار و سلاطی و اقلیاس سب ایک ہی کا مقصد طبعی ایک ہی ہے ہر اختلاف پیدا
 ہر تاکہ امتلازمین کہ زمین سے نرم اور کہ زمین سے نہایت سخت کہ زمین بلند اور کہ زمین بہت کہ زمین کوئی رنگین
 اور رنگ اس طرح شب و روز کا کم زیادہ ہوا ان وغیرہ شب و روز کا اور خود بخود شکل نوعی کی کثرت
 میں ایسا اختلاف ہوا کہ ایک مدد سب سے مستند اور سچا کہ وہ کسی کی سادہ نوع یہ جن میں مستند اور
 ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ ہر کسی کا و شہر کے اختیار کے اختیار سے واقع ہوتی ہیں کسی کو خود بخود ان کا
 ہوا ایسا حال ہی کہ بعد انہر کا بدل کی جاتی ہوتا اور علیہ حال ہی پس عالم کی یہہ تصرفات و
 حاصل کو زمین کا مل ہوا ہے کہ کسی اختیار کی کہ یہی پہلے ہوتی ہیں جس طرح کہ نہی کی حرکات و سکنات
 و یکہر حاصل جان لیا ہی کہ ہرچ وہ کوئی شخص اس کو حرکت دے رہا ہی اور وہ تصرف کرنا اسام عالم
 کی لئے اللہ تعالیٰ ہی کہ نہ کہ اوس کی ہر چیز عالم میں داخل ہی اور عالم یا جزو عالم کا اثر
 کرنا عالم یا جزو عالم میں محال ہو ضرور ہوا کہ وہ تصرف کرنا الا غیر عالم کی ہونا چاہی اور وہ غیر عالم
 اس سے اور یہی دعا ہے از اجلہ کہ یہیت ہی کہ ہر شے کو درجہ بدرجہ اس کی کمال تک پہنچاتا
 اور شہا نشینا پرورش کرتا ہے اس کی توان میں سب ہی اول تشکیلی ہی صفت نہ کہ ہر شے کا انا
 تعالیٰ کے لئے کہ سب تصرف میں اللہ کو کہ جو تمام عالم کا مربی ہے لہذا ہر ممکن کو ہر وقت ہی
 میں اوس کی طرف حاجت رہتی ہی پس اگر ہم ممکنات خود بخود ہوتی تو ایک ہی بار ہوتا ہی اور اپنے
 کمالات حسب محض حاصل کرتے اور کوئی کسی کی ہمت میں کہ ہر تاکہ جو اپنی ذات میں کسی کمال
 نہیں ہی تو وہ اپنی صفات میں ہی کسی کا محتاج نہیں ہی اور کہتی کوئی چیز قائم نہیں ہوتی کہ نہ کہ جو اپنی
 میں اور جمیع صفات میں کسی کا محتاج نہیں اور خود بخود ہی تو وہ قائم نہیں ہوتا ہی اور کوئی چیز

نہایت عالم

متغیر ہوتی ہے کہ کثیر غیر کے طرف احتیاج کسی ہوا کرنا ہی اور یہ نظام ہی کہ عالم میں ہمہ انچون اوصاف
 پائی جاتی ہیں کہ کہ عالم دفعہ نہیں ہوا جیسا کہ ستارہ ایام کا لفظ اس پر صاف لالت کرنا ہی اور یہت سے
 چیز و نکتہ تدبیر بنانید ہوا شاید ہی معلوم ہوتا ہی اور کمالات میں ہی ہر ایک چیز کو کسی متفاوت ہے
 آفتاب کا نور زیادہ مانتاب کا کم الیکٹروسٹیسی ہی قوت و طاقت میں کم زیادہ ہی ایک ہی حجت دوسری
 بڑا چہرہ ہی علیٰ ہذا الیقین اور صد ہا چیزیں عالم کی بالمشاہدہ فنا ہوتی ہیں اور روز بروز تغیر ہوتی ہیں
 پس معلوم ہوا کہ عالم خود بخود نہیں ہوتا پس ضروری ہے کہ اسکی کوئی اور شخص خالق اور مربی اور موجد ہو
 وہ اللہ تعالیٰ ہے اگر اس نظام و تدبیر عالم کی آسمان سی زمین تک اور عرش سی فرش تک تمام
 عالم میں ایک عجیب نظام رکھا ہوا ہی کہ غافل کی عقل حیران اور شہد کا فہم سرگردان ہی جیسا کہ قرآن
 شریف میں آیا ہی خلق السموات والارض بالحق یفور اللیل علی النہار ویفور النہار علی اللیل
 اللہ تعالیٰ کے آیت کہ اللہ نے بنایا آسمان اور زمینوں کو حق سی شہدائی برائے خود اور مورات پر
 مسخر کیا سورج اور چاند کو کہ ہر ایک چنانہ ہی ایک وقت میں تک و قال بڑا کام من السماء الی الارض
 کہ تدبیر کرنا ہے ہر کام کی آسمان سی زمین تک و قال هو الذی خلقکم من انفسکم نطفۃ فمر علیکم
 فی حیرتکم طلاقا ثم لتبلغوا الشدکم ثم لتکونوا شیوخا و منکم من یتوفی قبل ان تلحقوا
 بالعیالکم تغفلون کہ اللہ وہ ہے کہ جسینی تکو اول خاک سی بنایا ہر نطفہ سی ہر علقہ سی بنایا ہر لڑکا بنکر
 یا ہر لایا ہر بعض مٹی جو انی کو پہنچا ہی ہر لڑکا ہوتا ہی اور بعض مٹی پہلی ہی مر جاتا ہی ہر سلسلی کی
 اجل مقرر تک پہنچو اور کچھ پس گردش افلاک سی شب و دن کا ہونا ہر جسم کا بدلنا اول ہستی پر
 مانتاب کا اول شب میں نکلنا موسم پر برسات کا ہونا عین نظام ہی اگر ان میں سی کسی چیز میں
 اتنی تو سب کا رخا درہم ہریم ہوا و علیٰ ہذا الیقین اول انسان کا مادہ مٹی غذا و ان سی ہونا ہر
 چالیس دن کی بعد جسم میں باور کا علقہ ہونا ہر ضغیف ہر بڑے کو بڑے گوشت کا پینا ہر چند روز کے بعد اسکو
 ماہر لڑکے بنیج و بصیر کرنا عین تدبیر ہی ہر نہ لڑکا کو کو ایک شخص کی تابعدار کر دینا اور حیوانات کو
 مسخر کرنا اور ہر شخص کو مختلف الاحوال کرنا کہ کوئی حکیم ہے اور کوئی سداگر اور کوئی اہل حرفہ اور کوئی

سچ

و اما در این مورد که از اجزای عالم است

کاسته کار و در کونی در کوی پیشه او کونی غنی گشتی و بر پیر بخش کی زمین ملک جدا گانه عرض پیدا کرد
 سبب نظام او در تیر به پس خردی کلاس نظام او در تیر که کریمه است و عالم کی کونی او بطوری
 که بزرگ عالم که هر یک جنس نظام او در تیر که لئی مجبور و مستور کی که بزرگ تیر و مخلوقات انسان است
 کو و دیگر که و ما چنی تدبیر پیدا وونی او در فنا و تیرین بی اختیار سی چنانچه شرح کی بعد معلوم نمین
 بین لطف کب با او که وقت علفه او مضغه بنا او بر پیر نه پیا داده او بعد پیدا وونگی با مام مطلق لبت
 که گذشتی او جز اینکی اتنی او در شب که کانی او را بونگی سیاه او در تیر وونی مامه یار و تندرست و تیرین
 او غنی او تیر تیرین محض مجبور به علی و العیاس غذا که با نکی بعد به علم نمین که بهضم کب بر او جز
 سود او بهضم خون بکر عرفین که سطح سی که وقت گیا چسب و سکولانی وجود و بقاین نه اختیار سی نه او که
 اسباب عالم سی تو در عالم تو کیا اینی نفس کاسی در تیرین بی پس جیست و مخلوقات که به حال بی
 تو او جز تیر و نکا که در چه سوده عالم که در او در تیر و علم العدم به از آنجمله چه که کسی حیرانی گوشت که
 برین من دانکار که بر جلالی سی او کی اجزا و خاک او را پانی و غیره جدا جدا و یا کونی این لبت و حلقه
 هر حیرانی بلکه جوش و خروش و غیره اجسام کی رایع و سنا و تیرین ملک و مواد خاک و پانی که جو و قرار دیتی بین نفس و
 بی که کونی و نکا یک با جمع کریمه الا که کونی که در جو را بهیسی مخالفت با جی چیزون که اسطر حسی را یکجا
 جمع پیدا او را پیا اینها خیر و فسی چو را محال بی و جمع کریمه الا اگر بخیر و کیسی تو الله تعالی بی جی که پیا
 که در قرآن مجید بین عالم کی بهیسی او امسی الله تعالی وجود کانی تیر بی لبت اس امر بین بهیسی
 آیات بین که و نمین سی ایک ایک آیت او کی وجود کی لے بملک قاطع او حجت ساطع بی لبت
 که خوف سی قدلیل پر کانتا کیا لگاف الله لطیف و خیر و هر بی نه عرض بین این حواس سی
 که جز خاص جدا و اعراض کی دریافت کی و طلی مخصوص بین هر یک محسوس نمین هر یک کانی بی که نمین
 جامه لطیف بی لطافت کی بهیسی که سی نظر نمین اتنی بین جی که بر او لطافت کی سبب که کلا شکر
 دیتی بی حال که او کی موجود و نمین کی یک بی شک نمین بی نفس سطح ممکن بی که در لطیف که بر
 جوهر به نمین بی سبب که اس محسوس بود کی او و بدون چشم چلن کی دنیا بین نظر و لکی او بهیسی

بسیار

ن

و جو پہلی کہ جب کوئی چیز نہایت ظہور کرے ہی تو نظر نہیں آتی جدا کہ غماش کو عین دو پہر میں آفتاب کے
 اور غمبہ اور سنا نہایت ظہور کرے ہی تو نظر نہیں آتا یا جب کوئی چیز اگر نہایت قریب ہوتی ہی تو باوجود
 کے دکھائی نہیں دیتی اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کمال چنانچہ در کمال قریب مانع آگاہی اسکی اور کسی کو پہنچے
 و نہایت شہخص عاجز نہ ہے پس یہ شبہ برادر اگر اللہ تعالیٰ جو وہی تو دکھائی کیوں نہیں جیتا شخص نادانی ہی
ف یہ نہایت ہر چہ کا ہی کہ مکان با حین خاص جہاں پر اجسام کیواسی ہوتا ہی پسین اللہ تعالیٰ جو وہی
 جسم نہیں ہی پاک ہی مکان اور حیر سے ہی پاک ہی دیکھو جبکہ یکو غم یا خوشی لاحق ہوتی ہی تو اس شخص کو
 اپنی غم یا خوشی کی موجود و نہیں کی طرح حاکم شک نہیں ہوتا ہی لیکن غم یا خوشی نہ جسم ہے نہ جوہر اس سب سے
 اوکی لئی اوکی بدن میں کوئی بائی مقرر نہیں وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے سر میں یا سینہ میں یا پیٹ یا
 ران میں غم یا خوشی ہی گویا گناہ و لکھ و لکھ و لکھ لیکن حقیقت میں کوئی جگہ ای اوکی خاص نہیں کہ غم یا خوشی
 وہاں ہوا اور اگر اس عضو کو چھو دیکھیں تو وہ میں ہی اس بطرح اللہ تعالیٰ جو ہر ہی نہ جسم نہ عرض سر وہ ہی
 مکان کا محتاج نہیں پس اوکی لئی ہی کوئی جگہ مقرر نہیں کہ وہ وہاں رہتا ہو ان اور کما ظہور ہر جگہ ہی
 پر یہ کہہ سکتا کہ وہ کہاں سے تباہی اور کس طرف ہی بالکل مفصول ہی اوکی الگ تمام عالم ایک سے کی مانند ہی
 پس جہ طرح زری یا گور کے اندر کی مخلوقات کا باہر کے موجودات کا ہونا محال سمجھنا اور یوں خیال کرنا
 کہ اس فضا ہی کوئی چیز باہر نہیں ہی اور یہی محالہ و بچات ہی غلط ہی ایسا ہی بعض نادانوں کا اندر تھا
 کی نسبت ایسی شہادت اور شکوک کرنا غلط ہے اوکی حقیقت کیسے کو کر معلوم ہو سکی حالانکہ نہ کوئی اور کسی
 نظیر ہے نہ ہم جنس ہی ممکنات کی حقیقت تو دریافت کرنے مشکل ہی چہ جائیکہ واجب الوجود کی حقیقت
 معلوم ہو سکی پس اس میں نہ باہر عقل نہ ورنہ موجب تباہی اور سبب مگر ای ہی گناہ و تباہی کیسی نہ
 نہ ہر طری مرکب توان ناخن کہ کہ باہر یا بدستہاں **فصل صفات کی بیان میں**
 اور وہ عالم کا بنانیوالا جہاں نام اللہ ہی ایک ہے کہانی القرآن **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ**
 ای ہی لوگوں کو خبر دے کہ اللہ ایک ہی کیونکہ اگر وہ ہنگی تو آدمی آپس میں مخالفت ممکن ہوگی اگرچہ بعض
 اتفاق ہو شائد ان میں سے ایک نزدیک مانا چاہی اور دوسرا دور وقت اوکی سب سے زندگی چاہی پس صریح

نہ کہان آفتاب
 غمبہ ای حدت
 دیکھ کر نہایت
 دیکھ کر نہایت

ن

فصل صفات میں

جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت
 جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت
 جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت

جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت
 جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت
 جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت

جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت
 جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت
 جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت

جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت
 جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت
 جنت اول سے توبہ کرنے والوں کی حالت

کہ اس کی نئی موت ہوگی یا زندگی کیونکہ روزِ قیامت میں ایمان و محال ہی پس اگر اس کو موت ہو
 تو جس نے اس کی زندگی چاہی وہ عاجز ہو گیا اور اگر وہ زندہ رہا تو جس نے اس کی مرگ چاہی وہ عاجز ہو گیا
 تقدیر و وزن میں ہی ایک کی ضرورت عاجز ہو گیا اور جو عاجز ہے وہ عالم کا پیدا کرنے والا اور حسیہ اور جہی
 نہیں ہی عاجز ہو کر خدا نہیں ہو سکتا ہی سوال ہو سکتا ہی کہ دونوں اتفاق کر لیں یا نہیں یہ
 مخالفت ہی ممکن نہ ہو کیونکہ اس سے محال لازم آتی ہے اور دونوں کے ارادی ایک شخص پر جمع ہو سکتے ہیں
 جواب بفضلِ اگر وہ اتفاق ہو لیکن مخالفت ہی ممکن ہے کس لئے کہ ہر ایک کو زندگی دینی اور زندہ نہ ہو
 ارادہ ممکن بالذات ہے کما لا یخفى اور یہی معنی امکان کی ہیں اور محال و خدا و فضل کی ضرورت لازم آتی ہے
 نہ امکان اختلاف سے اور وہ دونوں کی ارادہ کا جمع ہونا ہی ممکن ہی ہے تو ان کی مراد میں جمع نہیں
 ہو سکتی ہیں کہ نہ زندہ ہی رہے اور اور یہ وقت میں مر رہی ہو کہ یہ برہان منافع قرآن کی اس آیت
 مستفاد ہوتی ہے لو کان فیہما اھلۃ الا اللہ لفسدنا لایمنی انہما سمعنا من ربہ من کئی خدا ہوتی تو
 آسمان زمین خراب ہوتا طریق دوم اگر وہ خدا ہوں تو ہم پر چینی ہیں کہ انہیں ہی ایک کو دوسرے
 مخالفت کر لیں قدرت ہی نہیں اگر کہ قدرت ہی تو دوسرے کا عاجز ہونا ثابت ہوتا ہے کس لئے کہ جس کی مخالفت
 کی دوسرے کو قدرت ہی تو وہ کیا نہ ہو سکتا ہی اور اگر کہ قدرت نہیں ہی تو اب یہ کیا خدا یا نہیں
 اپنی مثل کی مخالفت کر لیں قدرت نہیں ہی یہ ایک کمزور و ضعیف کیا تھا کہ کیا طریقِ سیم ہم
 ظاہر ہے کہ خالق کو اپنی مخلوق پر قبضہ تصرف کامل ہو کر رہا ہی اور یہ ہیں ظاہر ہے کہ ایک شخص کا
 قبضہ اور تصرف کامل جبکہ ہوا ہی کہ دوسرے کا وہ ان قبضہ اور تصرف کامل نہ ہو کہ ایک نئی پر قبضہ
 کامل کا جمع ہونا ظاہر البطلان ہے سوال دو شخص کا قبضہ تصرف کامل ایک جگہ ہو سکتا ہی
 جیسا کہ ایک مکان یا غلام کی دو مالک ہوں اور دونوں کا اوپر قبضہ تصرف ہو جو اسے مطلق قبضہ
 تصرف میں کلام نہیں ہی بلکہ قبضہ تصرف کامل نہیں ہوگی اور بلا شک جہاں ایک غلام یا مکان کے
 مالک ہوگی وہ ان قبضہ اور تصرف کامل کی کیا بھی نہ ہو گا کیونکہ وہ ان ایک دوسری مرضی بدون تصرف نہیں
 کر سکتا ہی پس جب دوسرے کی مرضی کی تابع ہو تو قبضہ اور تصرف کامل کہاں سے ان تصرف نہیں

اوقیضہ غیر کامل ہر ایک شریک کو حاصل ہے جب یہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتی ہیں کہ اگر عالم کی وضاحت
 ہوں تو یہ موجود ہے نہ کہ وہ کسی دوزن میں کسی کا بھی قبضہ اور تصرف کامل عالم میں نہ ہوگا جس جب
 تصرف کامل اور پورا قبضہ نہ ہو تو یہ جب مقدمہ ہوگی خالق ہونا ہی ممکن ہو گیا فاصل ہذا واضح علیٰ حدیث
 ہوں امداد فی طریق جہاں ہم اگر دوزن ہوں تو تمام عالم حجاب ہو جاوے گا سب سے عالم کا پیدا ہونا
 ناممکن ہو جاوے گا کیونکہ ہر شخص کو کچھ میں اختلاف ہے تو ہر شخص کو نہ کہ کوئی چیز ہی ہر کہ جس میں ان کی
 ثابت ہو گئی کہ اگر دو شخص نہ ہوگی بلکہ ایک ہی ہوگا تو یہی مخالفت نہ پائی جاوے گی کیونکہ مخالفت
 ایک شخص سے یہ دونوں مقابل کی ناممکن ہے اور سب طرح اگر کوئی چیز ہی نہ ہوگی اگر وہ شخص ہوں
 میں یہ مخالفت نہ ہوگی بلکہ مخالفت کسی چیز میں ہو کر ہی ہے جس جب ثابت ہوگا اگر عالم کی نئی دوزن ہوں اور ہر کہ جس میں
 ہر کہ جس میں مقدمہ نہ کہ وہ کی ان میں مخالفت ہاں جاوے گا ناممکن ہو جاوے گا اور یہ حال ہی کہ لا تخفی علی العاقل
 دفع مخالفت کی نئی یا تو دوزن کہوں پس حاصل ہوگا یا عالم کو موجود یا ممکن نہ کہوں گی سو یہ سب ہی کیونکہ عالم
 موجود ہی اور یہی مقصود ہی ثابت ہوگا کہ وضاحت ہونا پائل ہی اور یہ سب دلیل بعینہ اس آیت میں
 نہ کہ وہ کسی کو کہ ان فیما لہذا کہ اللہ نفسہ کا توحید کی اثبات میں اور بہت سی اولیٰ قویہ میں لیکن ہر مقام میں
 عام ہم سمجھیں کہ نہیں چند دلیل پر ان کا کیا اور کلام کو طویل دریافت امداد فیما لہذا کہ ایک سمجھنا ہر عقل کی طبیعت
 میں داخل ہی اور مخلوقات میں سے ہر چیز کے گواہی ہی یہ ہر حال ہی کیا خوب کہاں کسی نبی سے نفی
 کسی نہ شاید یہ دلیل علیٰ انداد یعنی اگر بغیر کسی تو ہر ایک چیز اس عالم کی زبان حال سے اس کی ایک
 ہر کہ جس میں دی رہی ہی اس کی جگہ انہیں نہیں آئی اور احکام شریعت وہاں نہیں پہنچی وہاں کی کو گزرت
 توحید میں امداد تھا کہ ایک سمجھنا اور خاص اس کی معاملات عبودیت برزنا اور اس کی ساتھ کہ ایک شریک نہ کہ
 فرض ہی اور قیامت کی روز اس امر کا اونی سوال ہوگا اور شرکوں کی کسی شرک بال ہوگا کیونکہ اس کو
 وہ اپنی عقل سے جان کی نہیں اگر چہ اور احکام کو انہیں علیہم السلام کی نہ ان کی سبب نہ پہچان سکتی تھی اور یہ
 کسی شرک کے نزدیک ایسا سخت جرم ہی کہ اس کی کوسے والی کو ہر چیز میں جلا باوے گا کیا قال اور تعالیٰ
 إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ يَفْعَلُ مَا دُونَ ذَلِكَ وَاللَّهُ يَخْتَارُ بَيْنَهُ الشِّرْكَ كَمَا كَرِهَ نَجَشِي كَانِ وَأَوَّلِي سَوْدَى جَبِي

حجب عیال

ن

کوسوں کا کشت

بنیاد کا اور یہی سبب جس میں شرک ہی نہ بالاتفاق سبب اہل عقل کی نزدیک رہی اور
 دانشمند کی نزدیک نہایت رہی اور وہ قدیم ہی اپنی چوٹی ہی ہی پر نہیں کہ کبھی پہلی نہ
 بہر پیدائش چنانچہ آئین باہمی حلال و حلال چکا ہو یعنی وہ اللہ تعالیٰ اول حقیقی ہی کہ کوئی
 ابتدا نہیں اور آخر حقیقی ہی کہ کوئی ایسی انتہا نہیں ہی کیونکہ اگر وہ ازلی اور قدیم نہ ہو کہ عدم کی بعد
 موجود ہو تو بالضرورت کسی اور کے پیدا کر ہی پیدا ہو گا اور وہ پیدا کر خیر الہی جملہ عالم میں داخل ہو گا پھر
 انکی ذات و صفات کی سوا اور ہی عالم میں داخل ہی اور عالم انکے کل عالم کا پیدا کر خیر الہی ہی
 کہ اپنی ثابت ہو چکا ہی علاوہ انکی حقیقت میں عالم کا خالق و سچے اور پیدا کر خیر الہی ہی
 پس لازم آئے گا کہ بعض عالم فی عالم کو پیدا کیا ہی اور پھر بحال پہلا اور ہی اپنی اللہ تعالیٰ نہ ہی
 اور صفت جبات انکی ہی ثابت ہی جیسا کہ قرآن میں آئے ہے *هو المحی القیوم* یعنی وہ زندہ
 ہر چیز کا قائم رکھنی والا ہی کہے گئے کہ وہ صن عالم نہیں ہو سکتا ہی اور قدر یہ ہے کہ اسکو صفت
 کی عقل ہی کہ جسکی سبب مقدرات پر اثر کرنا ہی موجود کو محدود اور معدوم کو موجود کر سکتا ہی
 آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان اور کائنات کو کافر و شاہ کو فقیر اور فقیر کو غنی کر سکتا ہی
 بادشاہ بنا سکتا ہی غرض کسی چیز سے وہ عاجز نہیں ہی ہر چیز کے اسکو قدرت ہی جیسا کہ قرآن
 آیا ہی *ان الله علی کل شئ قلیو* یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کہ کسی کہ اگر اس میں صفت
 قدرت داخل نہ ہو تو لازم آئے کہ وہ عاجز بعض اور بیکار ہو جاوے پس عالم کا پیدا کرنا بل ہو جاوے کہ
 عاجز سے عالم کا پیدا کرنا محال ہی پس جب تمام عالم اسکا پیدا کیا ہوا ہے تو اسکو مقدر پروردگار
 ہی ہی و ف اہل اسلام کے اسکا اکثر فرقوں فی الہی معافیہ میں اللہ تعالیٰ کو عاجز سمجھ کر کہا ہے
 جنانچہ حکما فی الزمان فی انکو اسکی مخلوقات میں تصرف کرے عاجز سمجھ کر کہا ہی کہ آسمان و زمین
 کرنا بلا واسطہ مقول عشرہ کی عالم پیدا کرنا وغیر ملک کو اس ہی محال جانتی ہیں اور کہتی ہیں
 اسکی امور کے اسکو قدرت نہیں ہی انصاف کی کہتی ہیں کہ عیس علیہ السلام کو یہودنی سپاہی یا
 اور نہایت دولت ہی مارا اور جی خدا ہی بہت آہ و زاری کیا ساتھ فرماؤ کہ تم ہی کہ کبھی

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

شخص پر کام کر گیا اور فغان و توبہ میں یہ کہہ چکا تھا کہ اگر سالزین اس ملک پر اجماع اللہ سے میں اپنے
 پر کچھ کر دیا کرتی شخص اپنی دل میں کسی طرح کا دوسرا دوسرا دوسرا ہی اور کو معلوم ہی محبت برود علم کہ
 پر شید غیبت کہ پیدا و پنهان بنز و شکیست و کسلی کہ عالم کا پیدا کرنا اور پھر اس کو باقی رکھنا اور
 زینت کرنا اور جمال پر شمس کے ساجات و اگر تابدون علم کی محال ہی پس بعض حکمای
 ایران کا یہ حقیقت کہ اللہ تعالیٰ نے خود و غیر و جبریات کو علی و جہد علی عام طور سے جانتا ہی اور پھر
 اور کائنات مخصوص حالات مخصوصہ میں نہیں جانتا بلکہ غلط ہی فہم و ہر دور و در و در و غیر
 عقائد ہی ہی مستفاد رہی کہ اللہ تعالیٰ کو بعض چیزوں کی خبر نہیں خود آمدن (اور سمیع) ایسی اور
 شوقانی کا وصف حاصل ہی کیا دوسری چیز کے آواز اور ہر کی لینا ہی خواہ سالزین میں پر
 چیزوں کی آواز کی آواز پر خواہ سالزین آسمان پر شمس کی کتہ جانور کی ہر کی آواز پر خواہ کوئی آواز
 کچھ کہی یا کیا کر کہی وہ سب سنند ہی بیا کہ قرآن مجید میں ہی ذات اللہ تعالیٰ عظیم و عظیم یعنی اللہ تعالیٰ ہی
 اور خبر داری کسلی کہ ایسی مبالغہ عالم اور چنانکی مالک کبیرہ ہر اثر و عیب اور سخت نقصان اور پھر
 یعنی اور کو وصف بصد حاصل ہی کہ جسکی سبب سے ہر چیز کو دیکھتا ہی خواہ کوئی چیز نہ ہر میں ہر خواہ اور
 میں خواہ نزدیک خواہ دور خواہ راست میں خواہ و نہیں خواہ کسیت چوٹی ہر خواہ ہر سبب سے ہر خواہ
 ایک ان دیکھتا ہی کسیت میں کوئی تھی اوس ہی چوٹی ہر میں ہی کبیرہ اگر اوس میں ہر ہر صفت ہر ہر
 وہ اندک کسیت اور اندک ہر ایسی مبالغہ عالم کے فی عیب اور سخت نقصان ہی لہذا قرآن مجید میں ہی
 صفت اور کسلی کہ ان کتابت میں ثابت ہی اننا بخلا سید آیت ہی اننا یخلفی خلق تصور یعنی اللہ تعالیٰ
 چکر دیکھتا ہی کوئی شئی اور کسلی کہ غائب نہیں ہی ف مغیر کہ کسی میں کہ اللہ کی سمیع اور ہر
 کہ جو اوسنی اپنی ذات کی الٹی ثابت کی ہی اور قرآن میں اور کا ذکر فرمایا ہی علم راوی پس ان اللہ سمیع
 بعد کے معنی میں کہ اللہ تعالیٰ خبر دے کہ سمیع اور ہر و عیب و نقصان کی غفلت میں اور اللہ تعالیٰ عنہا
 اور جسم ہی پاک ہی ہر طرف ہی ہر جاب ہی کہ جہ طرح اللہ تعالیٰ کی مدد اور سمیع و متفقا مخلوقات کی مدد
 اور متفقا سے غیر ہی ہر طرح اور کسلی سماعت اور بصارت ہی غفلت کی سماعت اور بصارت ہی کسلی سماعت

البتہ مخلوقات کو سماعت اور بصر میں عصاکی احتیاج ہے نہ اس خالق کو حاصل ہو سکی تھی ایسی ہی
 و بصر میں ثابت کرتے ہیں کہ جو ممکنات میں ہیں پس اس ضعیف شبہ سی قرآن کی آباء صریحاً کاناویں
 ایسا ہے (اور ترجمہ ہے) یعنی اس کو کلام کر سکی صفت حاصل ہی کہ جس سے کلام کر سکا ہی
 پس جس سے جس طرح چاہتا ہی کلام کرنا ہے جیسے چاہتا ہی منع کرنا ہی اور جیسا چاہتا ہی حکم کرنا
 اور جیسے چاہتا ہی خبر دینا ہی کیونکہ اگر نگاہ ایسی صانع عالم خالق مختار کے تھی نظام عالم کیو طوری نظر
 اور خاص اس کی حق میں بڑا سخت عجب ہی لہذا قرآن مجید میں اس کی اپنی وہی اس صفت کو ثابت
 کیا ہی از تجمل پر کہ بت ہی وَكَلَّ اللَّهُ مُوسَىٰ تَحْلِيًا ۖ بِعَنِي اللَّهُ تَعَالَىٰ تَوَسَّىٰ سِي كَلَامِ كَيْفَ تَهْتَابُ مَطْلَقًا
 کلام کرنا سب اہل اسلام کی نزدیکی علم اور تقی علیہ ہے اور اس کی حقیقت میں کہ کرنا کہ ہے اور
 کہ طرح ہی البتہ اختلاف ہی اور اس میں کل اقوال میں سب کو ملا علی قاری فی فقہ اکبر کے شرح میں
 تفصیل ہی لکھا ہی سوا اس حق کی نزدیک جو کلام کہ خدا کی صفت ہی وہ حروف اور آواز سے کہ
 نہیں ہی بلکہ وہ صرف معانی میں جو اس کی ذات پاک ہی قائم ہیں اور اس کو کلام نفی کہتی ہیں
 کیونکہ کلام اصل میں مضمون اور معانی کو کہتی ہیں چنانچہ خط مشاعر کہتا ہی ۵ اب الکلام
 لَفِي الْفَوَادِ وَأَنَا بِحِصْلِ اللَّسَانِ عَلَى الْفَوَادِ لَيْسَ كَلَامٌ وَلَٰكِنْ هُوَ زَبَانٌ أَوْ سِدْقٌ مَضْمُونٌ
 دلالت کرتے ہے لہذا مجازاً الفاظ اور اصوات سے جو مرکب ہوتا ہی اس کو کہی کلام کہتی ہیں
 پس ہم لوگ اس مضمون کو کہی زبانی ظاہر کرتے ہیں کہی لکھ کر یا وہی ہیں کہی اشارتوں سے ظاہر
 کر دیتی ہیں اسی سب سے اللہ تعالیٰ کی کام میں محتاج نہیں ہے بدون زبان کی کلام کرنا ہی
 پس جب زبانی اور کلام نہیں تو الفاظ اور صورت ہی نہیں ہی اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کے
 جس طرح اور صفات ازلی میں ایسی طرح سے صفت کلام ہی از سے اور قدیم ہی پس اگر اس کی
 کلام الفاظ اور حروف سے مرکب ہو تو قدیم نہ ہے کہ سے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کسی کی عجبی نہیں
 ہوتے ہے اور کلام لفظی میں نفی ہم وہاں خبر ہوا کرتے ہے مثلاً زید میں جب تک
 نہ آواز نہ کہیں گے ہی آواز نہ ہو گے علی ہذا الہیاس پس یہ کلام لفظی جو حرف و اصوات سے

نفسی

نظم

مرکب ہوتی ہے اور کسی صفت نہیں سوال اگر کلام فغنی ہی اور کسی صفت ہی اور قرآن مجید کی
 عبارت عربیہ اور کلام نہیں ہی پس اس کو کلام خدا کہنا نہ چاہی حالانکہ بالاتفاق جمہور اہل اسلام
 جو قرآن مجید کی عبارت کو کلام الہی کہتی قطعی کا ہے اور قرآن میں حصہ جاکفارسی معارضہ کیا ہے
 کہ اگر تم مجھ پر تو ہمارے کلام ماننا لاؤ اور معارضہ الفاظ اور عبارتیں ہی ہو اگر ہی جواب کلام
 خدا کی مدحی میں ہیں ایک کلام فغنی جو قدیم ہے پس یہ صفت انہی ایک اور کو حاصل ہے
 اور کسی سبب ہی جس سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے جیسا کہ ہر کو صفت کلام حاصل ہی اور ہر صفت ہر
 ساتھ کہ گویا کسی ہی کلام مگر میں پس یہ صفت کلام بالاتفاق انہی ہے اور اور کسی ساتھ تاکہ
 ہی سو یہ کلام الہی اس سبب ہی کہ اور کسی صفت ہی مدح کے یہ الفاظ اور عبارت قرآن
 اگر کلام الہی اس وجہ سے کہتی ہیں کہ یہ سوا ہی خدا کی کسی اور کے تابع اور تصنیف نہیں ہی بلکہ
 انکو حاصل اللہ تعالیٰ نازل کیا ہی پس اس معنی سے الفاظ اور عبارت قرآن مجید کی یہی کلام
 ہی سو یہ کلام الہی کہتی ہیں حال بالاتفاق کا ہے اور انہی معارضہ ہی درست ہی پس قرآن
 مجید اور پہلی کتاب میں جو انبیاء علیہم السلام نازل ہوئی تھیں سب کلام الہی ہیں اعتبار
 محققین اہل حدیث کا یہ مذہب ہی کہ خدا کی کلام میں لفظ اور صورت ہی ہی کہ جبکہ مخاطب
 اس ایسا ہی اور پر قدیم ہی کہیو کہ قدیم نوع کلام کو کہتی ہیں اور صورت خاصہ اور الفاظ
 مخصوصہ کو قدیم نہیں کہتے میں پس انکی حادث ہوتی ہی اور اس طاق کا حادث ہونا لازم نہیں
 آتا ہی جیسا کہ مطلقاً خالق ہونا اور کسی لفظی صفت قدیم مانا گیا اور کسی تعلقات حادث ہیں اور کسی
 یہ بھی لازم نہیں آتا ہے کہ اور کسی لفظی زبان مضمر گوشت ہی ہو کہیو کہ اور کسی الفاظ اور صورت
 ہماری الفاظ اور صورت کی طرح نہیں ہی بلکہ صیغہ اور کسی ذات کی مناسب ہمارے طرح ہی ہے
 لا علی الفارسی فی شرح فقہ اکبر و قال ہما ہوا لما تو حین آتہ احد ریت و کہتہ تھی لہ اہل حلی
 قرآن مجید قدیم ہے اہل سنت سمگا اور صفائین کا اعتقاد کہ قرآن کو قدیم علم
 اور کسی صفت وارد ہوتی ہیں معتزلہ اور کسی الفاظ اور عبارت پر نظر کر کے اور کو حادث

کہتے ہیں کہ تقدیم و تاخیر الفاظ کا اندیشہ پیش برس میں انسانی ہمت و ہمت پرستی کی منافی ہے اور حادث
 ہونی پر دلالت کرتا ہے البتہ معتزلہ کا یہ شبہ بعض جنابوں کو گون پر وارد ہوتا ہے کہ وہ الفاظ اور معانی
 سب کو قدیم کہتی ہیں چنانچہ اہل سنت پر یہ شبہ ہرگز وارد نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ وہ الفاظ کو قدیم نہیں کہتے
 ہیں اور تقدیم و تاخیر الفاظ میں ہے نہ کہ معانی میں و امداء علم زیادہ تحقیق اس مسئلہ کلام کی بجائے
 کتابوں میں ہے جو کہ منظور مردان و بچوں کے اس مختصر میں ادنیٰ گنجائش نہ رہی لہذا فر
 قیل پر انکشاف ان صفات مذکورہ کو صفات ذاتیہ اور امہات اہمات یہی کہتے
 ہیں انکا اور سب صفات بزرگ خدائی پر مرتبہ مقدم ہے کیونکہ مثلاً انکی لئی حیات نہ ہو تو خدا زرا
 پس جب حیات پہلی ہوگی تب کچھ اور صفات پائی جائیں گی گو یا صفت حیات اور صفات کے
 اصل پھیری علیٰ ہذا القیاس اب صفات فعلیہ کو ذکر کرنا ہوں (اور وہ کتوں ہی کے
 پیدا کر کے صفت او کو حاصل ہی صفات ذاتیہ کی ہے البتہ کے بقدر اور صفات میں جیسا ماننا
 خدا نادرسی و بنات درستی بیا کرنا عزت و دل وینا علیٰ ہذا القیاس انکو صفات فعلیہ کہتی ہیں کچھ
 سر یہ صفات فعلیہ اور ذاتیہ میں یہ فیض ہی کہ جس خاص صفت سے وہ موصوف ہو اور اس کے
 ضد ہی موصوف نہ ہو کہ وہ ذاتیہ ہیں جنطیج کہ علم پس اللہ تعالیٰ اور ہی موصوف ہوتا ہے اور
 اور اسکی ضد جناب اسکی موصوف نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ اسکی حال میں جاہل نہیں کہہ
 سکتے اور جو صفات ایسی ہیں کہ ان سے اور اسکی ضد سے دونوں کے ساتھ وہ موصوف ہو سکی
 سودہ فعلیہ میں جیسا ماننا جلا ناسق وینا پس او کو نیک کا مارنوا اور غر کو نارسوا اور اسکی حالت
 حیات میں کہہ سکتی ہیں کہ ذاتی شرح فقہ اکبر سودہ سب صفات فعلیہ صفت کتوں میں دراصل
 گزرا وہ ان سب کا مجمل ہی اور یہ سب اسکی تفصیل میں ہیں اگر او کو یہ صفت حاصل نہ ہو تو وہ صانع
 عالم نہ ہو سکے اور بیکار ہو جاوے وقال انشأ مکرہ اذا الاک مشیاً ان یقول لہ
 کن فیکون لہ یعنی اسکی گن کہتی ہی بہرہ خیز کہ جب کا وہ ارادہ کرنا ہی ہو جاتی ہے
 کچھ دیر اور وہ میل نہیں کے سامان اور اسباب اور معین مددگار کی حاجت نہیں ہے

(صفت تکوین ہی اور صفات ذاتیہ کی مثل انزل ہی لیکن عالم کو اور
چیزیں کو اسکی وقت پر پیدا کیا ہی) اور فعال کے سب صفات خواہ ذاتیہ خواہ عینہ
بریں یعنی انزل ہی خدا تعالیٰ اور صفات ہی موصوف ہی یہ نہیں کہ سبلی خدا تعالیٰ میں یہ صفات ہی
پہر گئی ہو جسے ہی تب ہی اسکی صفات ہی ہیں کیونکہ اگر ان صفات ہی ہوں گے تو ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی
صنائی کا نہ کیا ہی جسے یہ صفات کو کہہ سکتا ہی نہ کہ ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی ہوں گے
کچھ تو یہ کہ وہ صفات ہی نہیں اور ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی ہوں گے
سوال صفت تکوین کی کوئی نہ کہ ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی ہوں گے کہ ان صفات ہی ہوں گے
صفت تکوین کی ایک قسم رزق دینا ہی پس جب تک کوئی شخص کہ جو رزق دیا انزل میں نہ پڑا جاوے
منفق دینا ہی ان صفات ہی ثابت نہ ہو گا علیٰ ہذا القیاس عالم کا اور اسکی ہر چیز کا موجود نہ کہ ہی اور اسکی
صفت ہی حالانکہ عالم انزل نہیں ہی نہ اسکی کوئی چیز انزل ہی جو اس صفات فعلیہ کا طور البتہ غیر
موقوف ہے کہ جب تک کوئی غیر نہ کہ یہ صفت ظاہر نہ ہو گے اور خود صفت کی ہر موقوف نہیں مثلاً
متخص کہ کہنا خوب آتا ہے اور یہ صفت اسکو ابتداء ہی حاصل ہے سو یہ صفت ظاہر جب ہی کہ
وہ کچھ لکھی گا اور خود صفت لکھی پر موقوف نہیں تمام صفت لکھی گا جب ہی اسکو وہ صفت حاصل
ریگا پس اگرچہ کوئی چیز انزل میں موجود نہ ہی اور کسی کون کی زبان ہی نہ ہی لیکن اسکو وہ صفت
تکوین انزل میں حاصل ہی پس تو یہ لازم آتا کہ صفت فعلیہ انزل نہ ہو اور نہ یہ کہ کونات انزل
ہو جاوے نہ کہ ہر کون کی اسکی وقت پر تکوین کی آسمان درمیں کو ہی ایک نکت خاص میں بنایا
ہے ہذا القیاس (انزل ہی ابتداء اسکی سب صفات ہی تفاوت اسکی
موجود ہیں) اسکی صفات کا انزل ہونا تو پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے اور اسکی ہونا اسکی
کہ جو قدیم اور انزل ہوتا ہی وہ کہی فنا نہیں ہوتا ہی پس اسکی صفات ہی کہی فنا نہ ہو گی پس ثابت
ہوگا کہ اسکی ہر چیز کو کہ اسکی وہ ہے کہ کہی فنا نہیں ہوتا ہی پس اسکی صفات ہی کہی فنا نہ ہو گی پس ثابت
صفات کہی اسکی ہر چیز کو کہ اسکی وہ ہے کہ کہی فنا نہیں ہوتا ہی پس اسکی صفات ہی کہی فنا نہ ہو گی پس ثابت

یہ وہ واجب تعالیٰ کے لئے محال ہی قال اور قالے تھو کہ لا ولا کو اپنے سینے وہ اول حقیقت
 لینے انہی ہی اور آخر حقیقت یعنی ابدی ہے پس جب وہ ابدی اور ازلی ہوا تو اس کی صفات ہی با
 ازلی ہیں کیونکہ اس کی کابی صفات کے کسی وقت میں پایا جانا محال ہے پس تفاوت اور تغیر ہے
 اس کی صفات میں محال ہے کیونکہ تغیر ازلی ہی ہوا کہ اس کی کوئی صفت بالکل جاتی رہے اور محال
 اور منافی ابدیت یا کوئی صفت کم یا زیادہ ہو جاوے پس یہ محال ہی کیونکہ زیادہ ہونا دلالت کرتا ہی کہ
 یہ صفت ناقص ہی اور نقصان اس کے لئے منافی وجوب ہی اس کے صفت کا ہونا تو صریح البطلان ہی ہے
 حیات اور علم اور قدرت اس لئے صریح وجہ و کلام و کون انہی سے ایک ایک انہی میں کئی کئی
 نہیں ہوتی اور نہ ہی ان ممکنات میں تغیر ہوتا ہے مثلاً اگر پہلے کاغذ ہوا پھر پتھر ہو گیا یا پتھر ہوا پھر
 یہ نہ ہو تو یہ تغیر صریحاً علم الہی میں کچھ ہی تغیر نہیں آیا علیٰ ہذا القیاس اس کی صفت کون ہی ازلی ہی
 ایک ایک انہی میں جب اس میں زید کو پیدا کیا یا عمر کو پیدا کر دیا تو اس کی پیدا کر نیکی اور بیکار نیکی
 صفت ہمیشہ سی ہے اور کچھ تفاوت ہی اس میں نہیں ہی لیکن اس کی تعلقات حادث ہیں مثلاً
 سب عالم کا خالق اور صانع ہے پس جس طرح اس کی ذات کسی کی ساتھ مشابہ اور کیسی مانند نہیں ہے
 جیسا کہ قرآن میں ہی پس کشتہ شئی یعنی اس کی ذات اور صفات میں کوئی شئی اس کی مثل نہیں بلکہ سب
 الگ ہی اسی طرح اس کی اوصاف ہی کیسی اوصاف کی ساتھ مشابہ اور مانند اور متحد حقیقت نہیں
 ہیں پس اس کی زندگی ہماری زندگی کی طرح نہیں ہے اور اس کی قدرت اور اس کا ارادہ اور علم
 ہماری قدرت اور ارادہ اور علم سے مشابہ نہیں ہی اور اس کا استنا اور دیکھنا اور کلام کرنا
 بھی ہمارے سننے اور دیکھنے اور کلام کر نیکی وغیرہ ہم کا ہی سننے میں اور دیکھنے میں دیکھتی ہیں اور
 زبان ہی اور لہجہ میں وہ واجب الوجود جس کی ہمارے گوشت کی ٹکڑے میں جس کو کان کہتی ہیں ایک قوت
 سماع رکھتی ہی اور دوسری قوت بصر اور تیسری قوت لفظ رکھتی ہے بی کان کی
 سننا ہی اور بے آنکھ کی دیکھنا ہے اور بی زبان کی بولنا ہے وہ ان اعضا کا محتاج نہیں ہے
 پس اس کی اوصاف میں اور ہمارے اوصاف میں لفظ میں شرکت ہے اور دونوں کی حقیقت

اور بوجہ اس جسم میں پیدا ہوا کرتی ہیں اور بدوون بدن کی رنگ اور بوہین پائی جاتی ہیں پس جب
 اللہ تعالیٰ کی لئے بدن نہیں تو رنگ اور بوہی نہیں پس وہ سیام ہی نہ سفید ہے نہ زرد ہی نہ نیلا
 مثلاً ذراوسمین خوشبو ہی نہ بدبو ہی نہ لبنا ہی نہ پست قدر نہ دبلا ہی نہ موٹا نہ گرم ہی نہ سرد ہی نہ سخت ہے
 نہ نرم ہے (نہ او کی لمبی مکان ہی) کیونکہ مکان جسم دار چیز کے لئے ہوتا ہی اور وہ اللہ تعالیٰ
 جسم ہی پاک ہی پس وہ آسمانوں میں رہتا ہی نہ زمین میں نہ شرق میں ہی نہ مغرب میں بلکہ تمام عالم
 او کی راگی ایک ہے کی برابر ہی پس وہ وسمین کیونکہ سادی لیکن ہر جگہ اور مکان طور ہے کوئی جا اور
 سے غائب نہیں ہی ہر جگہ اور مکان او کی نسبت برابر ہے سوال قرآن مجید کی بعض آیات
 احادیث صحیحہ سی معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے کما قال الرحمن علی العرش استوی
 یعنی اللہ تعالیٰ عرش پر قائم ہوا اور شکوہ میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا نزل تبارک
 وتعالیٰ لیلۃ الی السماء الدنیا الحدیث یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ہر شب آسمان دنیا پر اترتا ہے
 جواب یہہ آیت وحدیث اور اسی طرح وہ آیات واحادیث کہ جن میں اللہ کی لمبی منہ اور ماتہ اور پاؤں
 اور انگلیاں اور پٹلی اور بانگہ اور نفس غیر ثابت ہی ان کو مشابہات کہتی ہیں فرقہ قدر یہ انکے
 ظاہری معنی چھوڑ کر تارویلات کرتا ہی مثلاً یہ سے قبضہ اور وجہ سی او کی ذات مراد لیتا ہے اور یہ آیت
 پیش کرتا ہی لیس کشتہ شئی پس اگر او کی لمبی ماتہ اور سونہ و حیرہ خیرین ثابت ہوں تو ممکنات کی مشابہ
 ہو جاوے اور مشابہت لازم آوی فرقہ شبہ کہ جسکو مجسمہ ہی کہتی ہیں اور ناچہ یہ قول ہی کہ ماتہ سونہ و حیرہ
 جو آیات واحادیث میں آئی ہیں وہ او کی لمبی ثابت ہیں اور وہ عرش پر سطح میٹھا ہی کہ جسطح کو
 بادشاہ دنیا میں اپنی تخت چوٹی پر بیٹھا ہی دلیل انکی ہے آیات واحادیث میں کہ جن میں ان امور کا
 ذکر ہے مگر وہ پہلے آیت انکی قول کو بالکل رد کرتے ہے اور فرقہ اہل حق کہ جسکو اہل سنت و جماعت کہتی ہیں
 اور جن میں تمام صحابہ اور اہل بیت و اہل میں وہ ان دونو فرقہ کی افراط و تفریط کو ناپسند کہتی ہیں
 کسلے کہ یہ دونو فرقہ ایک آیت کا انکار ایک کا اقرار کرتے ہیں مثلاً قدر یہ کہ آیات مشابہات کا انکار
 لازم آتا ہی اور مجسمہ کہ آیت تنزیہ نہیں کشتہ شئی کا انکار لازم آتا ہے اور مذہب اہل حق کا یہ ہی کہ

دعا
 ہے

صفات خدا کی ایسی ثابت ہیں تاکہ قدر یہ کی مانند ان آیات و احادیث کا کہ نہیں یہ صفات ہیں انکار
 لازم ہر آدمی اور حقیقت ان صفات کی اس قدر کہ معلوم ہے ان ہمارے ہاتھ موندنے کی مانند اس قدر
 استوی کی مانند مثلا اس کی ایسی موندنا اور استوی ہرگز نہیں تاکہ مجسمہ کے مانند اس آیت کی شکل
 انکار نہ لازم آدمی کیونکہ وہ کسی ممکن کی مثل اور مانند نہیں جو ہر ماست اور اندر اور باہر کا بھی عقیدہ ہی بنیے
 فقہ اکبر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتی ہیں فَاذْكُرْ لَكَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ ذِكْرِ الْوَجْهِ الْيَدِ وَالْفُتُوحِ الْعَيْنِ
 صفات ولا يقال ان يده قدرته او نعمته لان فيه ابطال العصفه وهو قول اهل التقدير والاخر ان لا يكون
 صفة بلا كيف انتهى کہ قرآن میں جو اسد تعالیٰ فی وجہ اور ید اور نفس اور مین ذکر کیا ہے سو یہ
 اس کی صفات ہیں اور معتزلہ اور قدر یہ کی طرح یوں نہ لکھا جاسیے کہ ہاتھ سی مراد اس کی قدرت اور
 ہے کیونکہ اس سی اس کے صفات کا بطل کرنا ثابت ہوتا ہی پس ید سی مراد اس کی ایک صفت ہے
 ہم اس کی کیفیت نہیں جانتی ہیں امام مالک سے ہے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد منقول اور امام
 اور جو ہر محدثین کا بھی یہی مذہب ہے کذا فی النظامیہ (نہ شکل و صورت ہے) کیونکہ صورت
 و شکل جہان چہرے لئے ہوتے ہی اور وجہ سے ہا کہ ہی بیش دہ آدمی کی صورت پر ہے نہ جن کے
 نہ جھوٹا ہر کی نہ کسی اور شی کی پس یہ جو بعض کم علم کہتی ہیں کہ خدا پر کے شکل میں آتا ہی بلکہ ہر
 خدا ہو جاتا ہے یا رسول کی صورت میں خدا آیا تھا صاف کفر اور صریح گمراہی ہے (نہ اس پر
 زمانہ گذرتا ہی) کہلے کہ زمانہ حادث چیزوں کے لئے ہوتا ہی کیونکہ مشکلین کے نزدیک زمانہ
 ایسی متحدہ کو کہتی ہیں کہ جس سی دوسری متحدہ کا انداز کیا جاوی اور حکما کی نزدیک مقدار حرکت
 فاکہ زمانہ کہتی ہیں پہلی صورت میں اور کا متحدہ ہونا دوسری میں ہے
 ثابت ہوا سو وہ حادث نہیں ہی پس ایسکو یوں نہ کہیں گے کہ سیر رکھا ہی یا ہزار سیر کی عمر رکھا ہی تاکہ
 کی علیٰ ہذا القیاس (نہ جوڑتا ہی نہ جوان ہی) کیونکہ بوڑھا اور جوان ہونا جسمانی اور زمانہ
 چیزوں کے ہی مخصوص ہے اور وہ نہ زمان ہی نہ صفت (کہانی مہنی پیشاب پاشخان
 اور صحت و مرض اور خوشی و رنج و عجزہ سی پاک ہے) کیونکہ یہ سب چیزیں

حادثہ اور زمانی چیزوں میں بائی جاتی ہیں اور وہ حادثہ اور زمانی نہیں ہی پس وہ ان چیزوں کے
 بھی پاک ہی صلیٰ علیہا للقیاس فینہ اور انکھہ اور سب لفظ وغیرہ سی جو حادثہ اور زمانی چیزوں میں نہیں
 ہیں پاک اور برابری ہے (اور نہ وہ جو ہر جہے) متکلمین کے نزدیک جو ہر جزو لا تجزئ یعنی جسم نہایت
 چوڑے ٹکڑے کو کہہ کر اور اسکا جزو نہ کچھ نہیں اور جو ہر فرد ہی اور اسکا نام کہتے ہیں اور حکما کی نزدیک
 جو خارج من کسی اور دوسری چیز میں ہو کر نیا یا جاویں اور سے جو ہر کہتے ہیں پس اللہ تعالیٰ جو ہر ہے
 نہیں ہی کیونکہ متکلمین کا جو ہر کسی جسم کا جزو نہ ہے سوائے تعالیٰ کسی چیز کا جزو نہیں ہے اور حکما کا
 جو ہر ہے ممکنات میں داخل ہے سوائے ممکن نہیں ہے بلکہ واجب ہی لہذا جو ہر نہ کہنا چاہیے۔
 (اور نہ وہ کسیکام جنس اور نہ کسیکے ساتھ مشابہ نہ کسیکے ساتھ مستحضر
 کیسے کہ اگر اسکی اپنی کوئی جنس ہو تو ہر آسمان تیز اور فرق کسی فصل ہی ہو گا پس اسکا کبر
 ہونا لازم آویگا اور یہ محال ہی اور کوئی اوس کی مانند ہی نہیں ہے کیونکہ اگر ہو پس یا تو ذات میں
 اوس جیسا ہو گا یا صفات میں ذات میں ہونا تو محال ہی کیونکہ ہر توحید نہ رہی گی حالانکہ وہ ثابت
 ہو چکی ہے اور صفات میں ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی سماجی وہ عالم یعنی مخلوق میں داخل ہی
 مخلوق میں ہی ایسا کوئی نہیں کہ اسکی صفات اسکی مانند ہوں نہ کسیکے علم اسکی علم کے برابر ہے
 کیونکہ اسکا علم ضروری ہی کو تمام عالم اس کے نزدیک حاضر ہے سوائے سبکو ہر وقت میں یکساں
 جانتا ہی مخلوق میں ہی یہ بات کسیکو محال نہیں خواہ کوئی ولی ہو یا نبی یا فرشتہ صلیٰ علیہا للقیاس
 اسکی قدرت مالاوہ و حیات وغیرہ صفات سب بی مثل ہیں اگر مخلوق میں حیات یا قدرت یا ارادہ
 تو اس کے طرہ ہی خود کسی میں قدرت ہی نہایت نہ ارادہ مثلاً آسمان ولی نبی فرستہ کسیکے ہیں
 اور تہہ ہی اسکی ساتھ کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر کوئی ہو گا تو مخلوق میں ہی ہو گا اور مخلوق اور
 خالق کا ایک ہونا طرح لبطلان ہی پس بعض نادانوں کا یہ قول کہ انسان جو شجرہ کچھ ہی
 سب ہی ہی صریح کفر ہے بعض صوفیہ کرام جو وحدت الوجود کی قائل ہیں سوائے یہ نہیں ثابت
 ہوتا کہ یہ مخلوقات عین خالق ہی کیسے کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ہیں جبکہ معنی یہ ہیں کہ سب کے

ایک جہتی ہی معنی اس کی ہوتی ہے خلق موجود ہی اور فی نفسہ کچھ نہیں نہ وحدت الموجود کی قائل ہیں
 کہ جس سے صاف کفر لازم آوی مثال سنگی یہ ہے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو درود دیوار اور جب قدر شفا
 چیزیں ہیں سب منور ہو جاتی ہیں اور جب وہ مغرب ہوتا ہے تو سب میں اندھیرا جاتا ہے نہیں
 کہہ سکتی ہیں کہ ان سب منور چیزوں میں ایک ہی لٹک چکا ہے یعنی آفتاب کے زیرِ منور ہیں لیکن منور الگ
 الگ ہیں آفتاب اور ہی در اور ہی شفاف چیزیں آئینہ و حیرہ اور ہیں انکو کوئی عاقل ایک کلمہ لگا کر
 بعض منور کر ام کا مذہب ہے اور اگر کوئی کہی کہ وحدت الوجود ہی خالق اور مخلوق کا ایک ہونا
 ثابت ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں یہ صاف کفر ہے خواہ یہ کہی کہ مذہب ہوا اور کوئی سمجھا قائل ہو ہم
 قرآن پر ایمان لائی ہیں وہ کہے مخالف ہی (نہ وہ کسی چیز میں حلول کرتا ہی کوئی)
 اور چہ نہ او س میں حلول کر سکتے ہے) ایک چیز کے دوسرے چیز میں سما جانے
 اور ہرست ہو جائیکو حلول کہتے ہیں جیسے کپڑے میں سیاہ یا سفید رنگ ہرست ہو جاوے
 سو اسدِ تعالیٰ کی نسبت حلول محال ہی کیونکہ اگر اسدِ تعالیٰ کسی چیز میں حلول کری تو حال اپنے
 محل کا بطرح محتاج ہوتا ہی وہ ہی ہوا اور یہ اوس کے لئے محال ہی اور اگر کوئی اسدِ تعالیٰ
 حلول کری تو وہ محل اور قابل ہو جاوی اور قبولیت اور استعداد ممکنات کا خاصہ ہی پس اسدِ تعالیٰ
 کسی چیز میں اس طرح نہیں ہے کہ جیسے برتن میں پانی یا کپڑی پر رنگ ہوتا ہی یا گرم پانی سرد
 ملکا ایک ہو جاتا ہے و دونوں میں فرق نہیں رہتا ہے یا برف پانی میں گہل کر ایک ہو جاتا ہے
 نہ کوئی اور چیز و سب اس طرح ہی مل سکتی ہے پس وہ جو کم عقل لوگ کہتے ہیں کہ ممکنات خصوصاً
 کامل ملی اوسکی ذات میں اس طرح مل جاتا ہی جیسا برف پانی میں یا قطرہ دریا میں یا دریا اسد
 اور اسد ایک ہی ہیں کیونکہ وہ دواو یکے ذات میں حلول کرتا ہے اور اوسکی اندر سما جاتا ہی نہ یہ
 بالکل غلط اور صاف کفر ہے (اوسکی ذات اور صفات کو کہی فنا اور تغیر
 نہیں ہے) دلیل عقلی اسکی پیدا آچکے ہیں قال اسدِ تعالیٰ کل شیء حالت الا وجه یعنی
 ذات کے سوا ہر شے آفتابی اور ملاک ہے سوال ہے پس اوسکی ذات مع صفات ہمیشہ باقی رہے گی

وَقَالَ رَبِّیْ وَجَّهْ رَیْبَكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنی اللہ جلّال اور اکرام والا ہمیشہ باقی رہی گا
 (نہ وہ کسی کی اولاد سی ہی نہ کوئی اوسکی اولاد سی ہی) کیونکہ اولاد میں
 اور مان بآپ میں ہم جنس ہونا ضروری ہی پس اگر اوسکے لئے اولاد ہوگی تو بالضرور اوسکی جنس
 ہوگے اور اگر وہ کسی کی اولاد سی ہوگا تو وہ میں اور اوسکی مان بآپ میں بالضرور مجاہدست ہوگی
 اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی چیز مجس نہیں ہی جیسا کہ اوسکا بیان گذرا پس نکری اوسکی
 اولاد سی نہ وہ کیسے نہ اوسکے مان ہے نہ باپ نہ کوئی بہائی برادر ہی نہ کوئی اوسکا ہم قوم ہم
 ہے نہ اوسکے لئے کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی ہے نہ وہ نر ہے نہ مادہ ہے قال اللہ تعالیٰ قُلْ هُوَ اللَّهُ
 اللَّهُ اَحَدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کہ ہر ایسی نبی اللہ ایک ہی اور بی نیاز ہے
 نہ اوسکی کیا وجہ نہ کسی فی اوسکو چاہا اور نہ کوئی اوسکا کفو ہے نصاریٰ کہ قدر دینی امور میں
 حق میں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں (کوئی چیز اوسپر واجب حضور
 نہیں ہے) کیونکہ اسی اوسکا اختیار باطل ہوتا ہے اور ضرور ثابت ہوتا ہے اور
 اوسکے لئے عیسیٰ مقرر نہ کرتی ہیں کہ جو چیز مذہبی حق میں خیر اور صلح ہو اللہ کو اوسکا کرنا ضروری
 ورنہ بخل لازم آوے گا سو یہ اولیٰ نامہ ہی قال تعالیٰ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰی لَکُمُ الْجَنَّةَ اَکْبَرُ اگر اللہ چاہتا
 تو تم سبکو ہدایت کرتا دیکھو کیسے حق میں ہدایت بہتر ہے لیکن اوسنی سبکو ہدایت نہ دی ان اللہ
 نے آپ اپنی رحمت اور فضل سی بعض چیز دیکھا ہی اور لازم کر لیا ہے جیسے زمین کو جنت بنا اور
 زمین ہی اوسکو اختیار باقی رہتا ہی چاہی کرسی چاہی (کوئی چیز اوسکی علم اور
 قدرت سی باہر نہیں ہی) کیونکہ زمین اوسکی ہی نقصان ثابت ہوتا ہی اور وہ ہر
 اور نقصان سی پاک ہی پس وہ ہر چیز پر قادر ہی اور ہر چیز کے اوسکو خبر ہے کامر سابقا اوسکی
 حکم کو کوئی باہر نہیں سکتا ہے) کیونکہ اگر کوئی اوسکی حکم کو مالدی تو اوسکا عاقل نہ
 ثابت ہو گا وہی دلائل محکم (سب عیدوں سی پاک ہی اور سب کمال اوسکو
 حاصل ہیں) کیونکہ اوسمیں عیب ہونا اور کسی کمال سی خالی ہونا محال ہے

بہ نسبت بہ آیات ہی ثابت ہیں از انجاء یہ آیت ہی نہیں کہلہ شی الا بعنی اللہ
 کے مثل کوئی شی نہیں ہی از انجاء یہ آیت ہی ہو الغنی الایہ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں
 کس کا محتاج نہیں پس عجم ہونا اور عرض ہونا اور جو ہر ہونا اور مکانی زمانی ہونا کہا نا چنا سونا بے نیاز
 و پائمانہ ہونا اولاد و جناح علیٰ ہذا القیاس جیسا کہ جسم ہی اور جوہر ہی متعلق ہیں اور سطح جو چیز
 کو مکانات سے متعلق ہیں اور او کی وحدیت اور غنی یعنی وجوب الوجود کو سنانی میں مثل حلول
 اور اتحاد اور شائبہ اور تغیر و حدوث و احتیاج و جبل و عجز و موت و ضعف و غیرہ چیزیں ان
 نفی ان آیات ہی صراحتاً اور دلالت ثابت ہوتی ہے سبحان اللہ عما یصفون و اہل حکمی
 نزدیک صفات باری تعالیٰ کی نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات یعنی نہ یہہ اوصاف خود اللہ تعالیٰ
 ہیں کیونکہ یہہ غا ہر ہے کہ وصف خود موصوف نہیں ہوتا ہے اور نہ اس ہی جدا ہیں کہ مستقل
 ہو و باوین سو غیر کے سنے یہاں مستقل کے ہیں نہ نقیض عین کی پس ارتقاء نقیضین لازم آیا
 اور یا یون کہی کہ جیسی لال ٹین بین ایک شے روشن کرنی ہی وہ شے سرخ آئینہ میں ہی سرخ
 اور زرد میں ہی زرد اور سبز میں ہی سبز نظر آتی ہی حالانکہ یہہ مختلف رنگ کی شے عین ذات
 اصل شے کی عین ہیں نہ خیر قابل مگر اور معتزلہ کے نزدیک اس کی صفات عین ذات ہیں اور
 یہہ نہ سبب خلاف تحقیق ہے **فصل ۱۱** رسالت عامہ کی اثبات میں
 (اللہ تعالیٰ فی خلق کی ہدایت کو کچھ ہند ہی خالص کتابین اور
 معجزے دیکر بھیجے ہیں انکو رسول کہتی ہیں) پھر اسکی ثبوت کی گئی
 چند دلیل ہیں دلیل اول ضرور ہے کہ لوگوں کی افعال مختلفہ میں سے بعض کام اللہ کو
 پسند اور بعض ناپسند ہیں مثلاً بعض لوگ بعض کام کو اچھا بانگہ کرتے ہیں اور بعض برے کام
 اس ہی دور رہتی ہیں تو لامحالہ یا تو اللہ کے مان اسکا کہ ناپسند ہو گا یا ناپسند اور رضا
 نہی کی دریافت کرنی ہی عقلین قاصر ہیں اسلئے بعض عقلاء بعض افعال کو بدلیل عقلی اچھا
 کہتی ہیں اور بعض بُرائیں یہہ قیاض صریح دلیل ہے کہ اصل حال معلوم نہیں پس خدا کی

مرضی کا تعلق ایسی بیماری کی ہرگز معلوم نہیں ہو سکتی پس کوئی شخص خدا کی مرضی آنا چاہے
 کہ وہ مرضی الہی سے اطلاع دے تاکہ یہ بے اور حجب سے کی حالت میں اس کی بندی گرفتار نہ
 الہی نجات اور اس اطلاع دینے والی کو رسول الہی کہتی ہیں پس مدعا ثابت ہو گیا **دلیل دوم**
 بندہ کو اپنی خالق کی طرف امور دینی اور دنیوی میں نہایت احتیاج ہی حیطہ کہ بادشاہ کی طرف
 رعایا کو بہت حاجت ہوتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عدم مماثلت کی سبب ہر شخص پر یہ خدا
 سے مکالمہ نہیں ہو سکتا ہے نہ اپنی حاجت کو پورا کر سکتا ہے پس کوئی شخص ایسا واسطہ چھین
 ہونا چاہیے کہ طریق سے اس کو مناسب ہو اور وہ ضروریات کو جاری کیا کرے ورنہ نظام
 عالم بگڑ جاوی گا اور حرج عظیم پیش آوے گا سو یہی شخص کو رسول کہتی ہیں اور یہی مدعا ہے
دلیل سوم میں خبروں کی ضرورت ضروری ہے اول خدا و ثواب آخرت کی کہ
 جس کے ترغیب و ترہیب کے ایسی افعال کے جادین بری افعال سے باز آدین دوم طریق قبولیت
 عبادت کے کہ وہ جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ فلاں عبادت فلاں طور سے اللہ تعالیٰ کی نزدیک
 پسند فلاں ناپسند ہے تو مفت اوقات ضائع کرنا ہے اور یہ ہر بندے پر بڑا بھاری فرض ہے
 تیسرے تسلیم روحانی کے اعنی اس کے ذات و صفات کا علم اور ان تمیزوں امور میں کوئی عاجز نہیں
 لگاؤ ہے مگر کچھ حقہ اور اک مشکل ہے بلکہ بدون الہام الہی کی محال ہے پس ایسی شخص کے طرف حاجت
 پڑے کہ جو ان امور سے بالہام الہی واقف کرے اور وہ نہیں اور کوئی گمنامی پس یہ جو بعض
 کہتے ہیں کہ عقل کافی ہے محض غلط ہے اور ان تمیزوں اور کو قرآن میں اللہ تعالیٰ اس آیت میں
 ذکر فرمایا ہے **رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِّئَلَّا تُكُونَ لِلنَّاسِ لَئِيْلًا عَلٰی لِهٰجَةٍ تَعٰذِلُوْا اَرْسِلْ وَاٰلَہٗ**
عِندِنَا حٰکِمًا یعنی ہم نے پیغمبروں کو خوش سنائی اور ڈر سنائی کہو یہاں تاکہ لوگوں کو اللہ پر سونپ
 بعد کچھ الزام کی جائی رہے اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے عند التحریر جو وجہ نہیں
 گندہی بی فکر اس کو کہہ دیا یہی ورنہ اس مدعا کی اثبات کی لمبی علما کرام نے اپنے مطولات میں
 اور بہت سی قوی ادلہ بیان کئے ہیں **ف** انبیاء علیہم السلام کی ساری کتاب ہوا کرتی تھی اور

دلیل اول

دلیل دوم

دلیل

اور ادنیٰ روبرو دوسرے صل کیا کہین اور جو چیز اوس کتاب کی مخالفت ہو اسی چوڑ دیا کہین
 اور جو چیز ہی اپنی تصدیق کی لئی دکھلایا کرتی ہیں معجزیہ سچے اور چوڑے سین تیز ہو جا یا کرئی
 پس جو شخص چوڑا ہو گا نبوت کا دعویٰ کر کے کوئے خرق عادت ظاہر نہ کر سکے گا کیونکہ عادت
 اسطرحی جاری ہی کہ سچے سے بعد دعویٰ نبوت کی منکر دلی یقین کرانی کو کوئی امر خارق عادت
 ظاہر کر دیتا ہے اور چوڑے سے نبوت کی دعویٰ کر نیکی بعد ظاہر نہیں ہونی دیتا لہذا معجزہ
 کے بعد یقین ہو جاتا ہی کیونکہ اگر اسطرح سے عادت جاری نہ ہو تو انتظام عالم جڑ جاوی نہیں
 اگر کوئی شخص بادشاہ کے نیابت یا بیغامبری کا چوڑا دعویٰ کر کے جیلے سند بنا تا ہی تیار شا
 خیر پانیکے بعد انتظام ملک کی مٹی اوس چوڑی کو بری سند کو پہنچا تا ہے جب بادشاہ ان
 دنیا کو اس قدر انتظام ملک مقصود ہے تو کیا اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کو اپنی عالم کا انتظام مقصود
 ہو گا پس ہرگز چوڑی شخص ہی معجزہ ظاہر نہ ہونی دیکھا اور اوس چوڑی کو دنیا ہی میں سرکار کیا
 چنانچہ سید کذاب اور اسود کندہی و غیرہ کو رسوا کیا چنانچہ تورث میں اللہ تعالیٰ نے مقصود
 خبر دی ہی کہ جو شخص نبوت کا چوڑا دعویٰ کر گیا اور اپنے طرف سے کچھ کہہ گیا تو قتل کیا جاوی گا
 اور اپنی سند یا دیگا اور قرآن مجید میں ہی اسکی خبر دی ہی قال تعالیٰ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلٰیٰکُمَا
 نَبَءٌ اَوْ اَقَابِلَ لَا حَظَّ لَکُمَا مِنْہٗ بِالْیَمٰیْنِ ثُمَّ لَقَطَخَ اَمِنَہُ الْوٰتِیْنِ ۝ فَمَا یَسْکُتُ عَنْ
 حَٰثِرَیْہِ ۝ جو امر خارق عادت کہ نبی علیہ السلام سے ظاہر ہوا اسکو معجزہ کہتے
 ہیں جیسا تو ہی ہی پانی سی لشکر کو سیراب کر دینا اور بلائی سی درختوں کا چلا آنا اور کلام
 کرنا اور اسکی نبوت کی شہادت قائم کرنا و دیکو زندہ کر دینا چاند کا اشاری سی شق کر دینا
 لہذا اگر قبل نبوت اوس نبی ہی ظاہر ہو تو اسکو اوص کہتی ہیں اور اگر یہ خارق عادت
 نبی کی بیرون سے ظاہر ہو پس اگر دلی ہی ظاہر ہو تو اسکو کرامت کہتی ہیں اور اگر میں
 سماج سے ظاہر ہو تو اسکو معجزہ کہتی ہیں اور یہ دونوں چیزیں ادنیٰ نبی کو
 معجزہ شمار کیا جاتی ہیں کیونکہ پیروگوں سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اوس نبی کی صداقت

معجزہ
 کرامت
 نبوت

قصہ حاجات

سند راج

المنش

کی بنی دلیل یقین ہے اور اگر یہ خارق عادت کا قریب ظاہر ہو تو اسکو قصہ حاجات کہتی
 ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرود نکو انکی مراد میں دیکر اور انکی حاجات حسب الخواہ عطا فرما کر اور زیادہ
 مگر ابھی میں ڈالتا ہی اکی سحر اور ستر راج اسکی اقسام میں پس اگر بلا بشارت سبب بغیرہ و حکیم
 جیسا کہ فرعون سی دنیا سی نیل کا جاری ہونا یا دجال کا قرب قیامت مردہ کا زندہ کرنا یا عیسیٰ
 برسانا اور اسکو ستر راج کہتی ہیں کہ رفقہ رفقہ خدا اس کا فرود مغرور کر کے ہلاک کر چکا لیکن اگر کچھ
 مدعی نبوت ہو کر ظاہر کیا جائیگا تو اس سی خارق عادت موافق ظاہر ہونگے بلکہ اسکی فلاح
 ظاہر ہونگے جیسا کہ مسلمہ کذاب سی کہتی تھیں کہ تہا کہ محمد علیہ السلام فی دحل سے فلان شخص کے کچھ
 اندھی درست کر دی اگر تو نبی ہی سو تو بچہ کر پس اسکی دعائی اسکی دوسری ہی اندھی ہو
 سوا اسکو امانت کہتی ہیں اور اگر بواسطہ سبب بغیرہ ظاہر ہو تو اسکو کچھ کہتے ہیں یعنی جادو ستر راج
 میں تعلیم کو دخل نہیں سحر تعلیم سے حاصل ہو سکتا ہے بعض کی نزدیک سحر خارق عادات سے
 الگ سی کیونکہ وہ سبب پر مبنی ہے جیسا کہ دواؤں سے مریض کا اچھا ہونا پس جی طرح
 دوا سے مرض کی دور ہو سیکو خارق عادات میں داخل نہیں کرتے ہیں سب طرح سحر کو ابھی
 داخل مگر نیلے لیکن سحر کے سبب بغیرہ ہوتی ہیں اس وجہ سے خارق عادت معلوم ہوتا ہے
 (وہ سبب راست باز اور نیکو کار اور کبیرہ صغیرہ گناہ سے پاک ہتی)
 تفصیل اسکی یہ ہے کہ کل انبیاء علیہم السلام وحی الہی کی بعد یعنی نبی ہونیکے بعد کفر اور شرک
 اور جہنم کبار سے خواہ عہد ہوں خواہ سہو اور عہد اصغر سے ہی اشاعرہ اور جہنم معتزلہ کے
 نزدیک معصوم ہونگے بعض اہل السنۃ کے نزدیک عہد اصغیرہ ہونا ممکن ہے پس کسی سبب
 بعد نبوت کے نہ کوئی صغیرہ نہ کوئی کبیرہ سرزد ہوا ہے جہنم اہل حق اسکی قائل ہیں کہ بعد
 نبوت کے ہونے سے صغیرہ گناہ ہونا انبیاء عام سے ممکن ہے بخلاف معتزلہ کے وہ کہتے
 ہیں کہ اولیٰ سہو ابھی صغیرہ ممکن نہیں مان نبوت سے پہلے زمانہ میں اختلاف ہی مگر کفر
 اور شرک سے بالاتفاق معصوم تھے پس کسی نبی سی قبل نبوت کفر اور شرک نہیں سرزد ہوا

اب باقی رہی کیا تر و صفائے عہد آدھوا سواہل حق کی نزدیک قبل نبوت کی یہ امور اوسنی ممکن الوقوع
 بین کیونکہ نبوت کا درجہ عالمیہ بینک بہر چاہتا ہے کہ اوسنی بہر امور سرزد ہوں تاکہ تکذیب مجسّم
 نہ لازم آوی اور اونہی اخذ اگر کے خلقت نہ بگڑ جائے مگر قبل نبوت کی ممکن ہے کہ ہر اور کو فساد
 معائنہ کر دی اور صلاح حال درکار نہی بنا کر پیستہ آہیں کہ کھسکھسکا محال نہیں لازم آتا ہی معتزلہ
 کہتی ہیں کہ قبل نبوت کی ہی یہ امور اوسنی ممکن الوقوع نہیں کیونکہ اس سے خلق کو نفرت پیدا
 ہوتی ہی جو ہر ایک کے مانع ہے مگر جواب یہ ہے کہ اگر کو ہم باعث نفرت کہ جو مانع ہدایت ہونے میں سکیم
 کرتے اور حق پہر ہے کہ جو چیز باعث نفرت مذکورہ ہو مثل قتل الزنا ہونا یا غزوین مبتلا ہونا
 یا جوار و سخت پر دلالت کرین اور اوسنی انبیاء علیہم السلام بری ہتی معتزلہ اور شیعہ کا اہل
 میں ایک ہی حمید ہے مگر تفسیر سے کفر سرزد ہونا ان کے نزدیک ممکن ہے اب رہا یہ اختلاف کہ یہ
 انبیاء علیہم السلام کے یا دلیل عقلی سے ثابت ہی یا نقل سے سواہل حق کے نزدیک انہی نقلیہ
 احادیث و جماع پر مبنی ہے معتزلہ کے نزدیک عقلیہ پر پس جب یہ ثابت ہو چکا تو جن رد و اثبات
 میں کہ انبیاء علیہم السلام کے نسبت گناہ کرنا آیا ہے اگر وہ جزا عادی میں توازن روایات کا
 اعتبار نہ کیا جاوی گا اور اگر توازن منقول میں تو گناہ سے مرد و صغیر لیا جاویگا یا قبل نبوت
 اسکا سرزد ہونا قرار دیا جاویگا پس یہ جو قرآن مجید میں آیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے نافرمانی
 کے کہا قال قتیضہ ادم ذبہ فقتلہ یا موسیٰ علیہ السلام کی نسبت مذکور ہے کہ اوہ ہونے نے
 ایک قبیل کی سرکش مارا سو وہ مر گیا یا یوسف علیہ السلام کے نسبت لکھا ہے کہ اوہ ہونے نے لہجہ
 قصیدہ کر لیا تھا کہا قال لفلانہ کلمتہ پر و تم بھلا لایہ یا اوسکے ہا یوسف کے نسبت مذکور ہے کہ یوسف
 کو یمن میں ڈالا اور پھر نکال کر چند درہم کو بیچ دیا یا داؤد علیہ السلام کے نسبت لکھا ہے کہ اوسکے
 پاس دو خوشہ فتر سے پوچھنی کو آئے کہ میرے ایک دینی اس میرے بیانی لی جہین لی اور اسکی
 پاس ننانوین و نیاں موجود ہیں اور اسکی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ داؤد نے ایک کبھی
 بیوی کو دیکھا خوبصورت تھی پسند آئی اور اسکی شہر کو جا دین چھا قصہ داؤد شہید ہوا پر داؤد

اور عورت سے نکاح کر لیا سو یہ فتویٰ اس روز کا تھا یا یونس علیہ السلام کی نسبت لکھا ہی کہ حکیم
 آئی ہی قوم سے عذاب آپ کا دن مقرر کر دیا تھا جب بھی تو گیسرائی کہ اگر روز معین پر عذاب نہ آیا
 تو میری رسوائی ہو گے لہذا دامن کیمن چلے کر راستہ میں دریا میں گرائی گئے مجھے فی انکو
 لقمہ کر لیا پھر دامن ہتھکڑیا سو باہر آئے یا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت لکھا ہی کہ آفتاب کو دیکھ کر
 کہا تھا ہزار بی کہ یہ میرا رب ہی پس یہ ظاہر شرک کی صورت ہی یا بعض آیات و احادیث سے
 ابراہیم علیہ السلام کا جوٹ بولنا ثابت ہی ایک بار جب کہ ان کے قوم نے ان کو عید میں لجا ناچا
 تو ابراہیم نے فرمایا اے سقیم کہ میں بیمار ہوں پر حجب وہ لوگ واپس آئی تو دیکھا کہ چوٹی
 بتوں کو کسنی توڑ ڈالا اور بڑی کی کا ندھی پر کھڑی رکھی ہوئی ہے ابراہیم سے پوچھا تو
 انکی بڑی فی کیا ہے اور ایک بار جب ایک کا فر بادشاہ نے ان کے بیوی کو حسین جانکر جین لیا
 انکی پوچھا کہ یہ تمہاری کون ہے کہا میری بہن ہے سو واضح ہو کہ ان سب شکاوت کا
 جواب ہماری پہلے بیان سے خوب واضح ہو گیا مگر کچھ بیان اپنی صراحت ضروری ہی کہتا ہوں
 کہ بعض تو انہیں سی گناہ نہیں گویا مگر گناہ معلوم ہو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کا قبطی ظالم کو کہ
 جو ایک بنی اسرائیل پر ظلم کر رہا تھا اعانت کی لئی مگنا مارنا کچھ گناہ تھا بلکہ واجب تھا مگر قصداً
 آئی ہی سے مر گیا موسیٰ علیہ السلام کے اولوالعزمی کی نسبت گو موسیٰ محض جو بیٹا ہی کسی قسم نقصان
 تھا آخر استغفار کیا خدا فی اس چونکہ کو معاف کر دیا اور اس طرح داؤد علیہ السلام کا سپاہی کو
 جہاد میں بھیجا کچھ گناہ تھا اور اس کے شہید ہونے کے بعد اس کے بے بے سے نکل کر ناہی گناہ
 تھا اور سیطرح اچانک نظر پڑ جائیکے بعد حسین عورت کا مرغوب دل ہونا ہی امر فی اعتبار
 ہے امین ہر شے خوب ہے یہ گناہ نہیں مگر ان کے اولوالعزم کے شان سے یہ بات نا زیار ہے
 لہذا عتاب ہوا پر استغفار کیا معاف ہو گیا اور ابراہیم علیہ السلام نے ہزار بی ہتھکڑیاں گفار کو الزام
 دینے کے لئے فرمایا تھا نہ کہ اعتقاد کا قال قبالی وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ دُشُدًا مِّنْ قَبْلِ الْآيَةِ
 کہ بہنی اول عمری ابراہیم کو شہ عطا کیا تھا پس رشد کی یہ مٹانی ہی کہ آفتاب کو خدا جین اور

تینوں چہرہ نہیں ہوتی بلکہ توبہ تھا کیونکہ بیاربرہیم یا حسیقہ تھے ورنہ دل اونکی حرکات سی ہوتا
 سو یہ چہرہ نہیں اور وقتے سب کے لئے جو خدا تعالیٰ ہے چہرے تو کون سی کیا تھا کیونکہ
 کل افعال خدا کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں لہذا صراحتاً نہ کہا بلکہ ذہنی طور پر کہہ گئی تاکہ درمطابقت
 ہو ورنہ سو یہ چہرہ نہیں لگتا جاتا اور اس کے لئے جی زاوی ہیں ہوتی پس اگر اوس ہنود کی
 دفعہ سے کہے ہیں کہا تو کچھ چہرہ نہیں تھا لیکن یہ توریہ بھی اونکی حلوشان کو مناسب تھا
 لہذا اپنی حد یہ میں ابراہیم گناہگار ٹھہرے اور یونس کا بلا امر الہی وعدہ کر دینا گناہ نہ تھا
 کیونکہ اس کے لئے پیسے گئے تھے مگر ہر توکل نکرنا اور دامن سے چلا جانا منافی سلوشان تھا لہذا
 عقاب آیا ہر استعمار کیا معاف کیا گیا تا آن آدم علیہ السلام نے بہو لکر اوس درخت کو کہا یا تھا
 سو یہ ہوا گناہ اور اس سے سرزد ہوا کما قال تعالیٰ ذلک جحد لک عذما کہ آدم کا ہے غم غمی
 ارادہ اوس گناہ میں نہ دیکھا لہذا عقاب ہوا ہر استغفار سے معاف ہو گیا یوسف علیہ السلام
 گناہ صغیرہ سرزد ہوا کیونکہ قصہ کرنا گناہ صغیرہ ہے نہ کہ کبیرہ کما قال النبی علیہ السلام والفرج
 یصدقہ او یکذبہ کہ شرم گناہ نکذیب و تصدیق کرتے ہے بیٹے اگر دخول کر دیا تو سب بوس
 و ساس غیرہ کیا نہ ہو گئے اور نہ صغیرہ کے صغیرہ و سب سے پس اب اسکے دو توجیہ ہیں یا تو یوں
 کہو کہ صغیرہ قصد ابعین اہل السنہ کے نزدیک بعد نبوت کے سرزد ہونا ممکن ہی یا موافق
 چہرہ کی یوں کہا جاوی کہ ہنوز یوسف علیہ السلام نبی ہنوی ہتی کما یدل علیہ قصد پس
 نبوت صغیرہ عطا ہونا بالاتفاق چہرہ کے نزدیک ممکن ہے اور یوسف علیہ السلام کے
 ہائیوں کے نبوت میں اختلاف ہے پس چکی نزدیک وہ نبی نہیں تو کچھ اعتراض نہیں
 اور چکی نزدیک وہ نبی ہیں تو یہاں افعال اوسنی قبل نبوت سرزد ہوئی تھی کما لایحیی او
 انبیاء کی اس تفسیر نہ کر لیت کہتی ہیں اور جن جن انبیاء سے زلات سرزد ہو گئے ہیں سب
 معاف کر دئے گئے ہیں انبیاء علیہم السلام ہی زلات صادر ہوئیں چند حکمتیں تہیں از بخلاف یہ کہ
 وہ ہیئتہ اپنی اوس تفسیر کو یاد کر کے بہت رویا کر میں اور عبادت زیادہ کیا کر میں از بخلاف یہ

کہ کہیں نفسِ بشری اور انکو اپنی عبادت کی غرور میں نہیں ڈالتا ہے بلکہ وہ اپنی عبادت کو دوس
 مغز ہی کی مسکاف میں نہیں بچھتی ہیں اور انھیں یہ ہی کہ وہ اپنی است کی گناہ دیکھ کر دستِ منہ
 ہنر بادین بلکہ انکو یہی اپنی کثرتِ استغفار میں شامل کر لیا کریں (احکامِ الہی کے
 پہونچانی میں کسی ٹکرتی تھے) کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ کے امین ہوتے ہیں اور
 اسی لئے اللہ انکو اور خلق سے ممتاز کر لیتا ہی پس امین الہی سے محال ہے کہ وہ کافر بنی
 ڈر کہ احکامِ الہی کی پہونچانی میں کمی کرے اور کافروں سے ڈر کر دین میں دلاہنت فرمائی
 چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے فرود کو اور اسکی فوج کو اور موسیٰ بنی فرعون کو اور محمد صلی اللہ علیہ
 نے قریش کو باوجود ان دین کی پوری پوری احکامِ الہی پہونچائے اور انکی تکلیف دینی کو بھیا
 میں نہ لائے قال تعالیٰ یٰٰ اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ فَانْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاِنَّكَ
 رِسَالَتِہِ (کوئی نبی اپنی نبوت سے معزول نہیں ہوا ہے) کیونکہ اللہ علیہم السلام کو
 ہر چیز کا ابتداء اور انجام معلوم ہے پس وہ کسی ایسی شخص نہ لیاقت کو یہہ بڑا رتبہ کیوں دیکھا کہ وہ
 آخر کسی امرِ عالم کا مرتکب ہو کر اس مرتبہ عالیہ سے معزول کیا جاوی اور جو خلق اسکی آیت
 راہ ہدایت پر آئے تھے اسے بگڑنے سے گمراہ ہو جاوے (انکی اطاعت اللہ کی
 اطاعت ہی انکا موافق مقبول مخالف مردود ہے) کیونکہ رسول کو ماننا
 بعینہ اسکو ماننا ہے کہ جبکہ طرف سے وہ آیا پس جب یہ ثابت ہوا کہ وہ اللہ کی طرف سے آئے
 ہیں تو انکی نافرمانی اللہ کی نافرمانی اور انکے فرمانبرداری خدا کی فرمان برداری ہے
 اور جرات رسول فرمائی ہیں تو اللہ کے حکم سے فرماتے ہیں پس جو طریق انکا ہے وہ بعینہ
 اللہ کا ہے اور اللہ تعالیٰ کا موافق مقبول ہوتا ہے اور مخالف مردود ہوتا ہے علیٰ ہذا
 القیاس جو خبرین غیب کے رسول بنی دین ہیں وہ سب بھی ہیں کیونکہ اوہنوں بنی
 اللہ تعالیٰ کی حکم کے مطابق خبرین دین ہیں پس جو انکو مخالف بتلاوی تو وہ گویا اپنی
 انکو اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیب دان سمجھتا ہے اور اسکو غلطے پر اور اپنی انکو حق پر گمان

کرتا ہے وقال لقالي اولايتكم من خلقي وهو اللطيف الخبير کیا وہ نہیں مانتا سب
 تمام عالم پیدا کیا اور حالانکہ وہ لطیف اور بہت خبردار ہے وقال قائل ومن يبلغ الرسول
 فقد اظلم الله یعنی جنہی حکم یا رسول کا ارسی حکم مانا اسکا ؟ **فصل**
 (سب رسولوں سے افضل اور سب کی بعد محمد بن عبد اللہ بن
 عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں صلی اللہ علیہ وسلم
 اس مقام میں تین بحث ہیں بحث اول میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
 اثبات دوسرے میں آپ کا خاتم النبیین ہونا تیسرے میں آپ کا افضل الانبیاء ہونا
 بحث اول دو قسم پر ہے قسم اول مقدمہ رسول اور نبی کو کہتے ہیں
 اللہ کی طرف سے لوگوں کو اس کے احکام پہنچانے اور نبوت کا دعوے کر کے اپنی تصدیق
 کے لئے معجزہ دکھانے پس جس شخص میں یہ اوصاف ہوں گے وہ قطعاً اللہ کا رسول ہوگا
 کیلئے کہ ایسے ہی شخص کو رسول کہتی ہیں سوا اس کے رسول کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ
 کہا نا کہا یا کرے اور باقی نہ پیا کیسے یا اس کے شکل و صورت کسی اور ہی طرح کے ہو اگر
 ایسے جب یہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتے ہیں کہ جناب رسالت آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں
 یہ اوصاف سب موجود تھے سو وہ ہے موجب مقدمہ مذکورہ کے رسول برحق تھے اب
 اور اوصاف کا اثبات انکی ذات بایرکات میں سورہ مطہر پر ہے کہ آپ کے معجزات
 میں سے ایک معجزہ وائے قرآن عجیب رہی کیلئے کہ معجزہ ایسے خارق عادت کو
 کہتے ہیں جو نبوت کے دعوے کی نیوالی سے پہلے ظہور میں آئے کہ شکر اور کے مثل ظاہر
 کر نہیں عاجز ہو جاوے پس معجزہ کو اسی لئے معجزہ کہتے ہیں کہ شکر سے وہ ہرگز نہیں
 ہو سکتا ہمارے دیکھو اسکی ظاہر کی عاجز کر دیتا ہے سو معجزے کے سب تعریف قرآن مجید
 باقی باقی ہے کیونکہ او میں ہزاروں قسم کے اعجاز ہیں اور کی فصاحت و بلاغت ہی
 نام ہو چکا ہے بڑے فصیح و بلیغ شاعر عاجز آگئے تھے شب و روز انکو عار دلا کر کہا تا

تھا کہ اگر قرآن کو تم کلام الہی نہیں جانتے۔ بلکہ بشر کا کلام کہتے ہو سو تم ہی تو بشر ہو ایک چھو
 سی سورت ہے کے مثل تم بنا لاؤ سو کبھی کسی ہی یہ نہ ہو سکا بلکہ اوسکی مقابلہ کو محال سمجھتے تھے اور
 قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو نظر کر کے قرآن کو امر عارف عادت کہتی تھی اور حسیطہ اعیانہ
 سابقین کی معجزات کو نیکرین خارق عادت سمجھ کر کہتے تھے ہسیطہ یہ لوگ بھی قرآن کو ان
 ھذا الاشیخ و مثلیں کہنے لگے **غیب کی خبریں** قرآن مجید میں کثرت میں ہے
 ظاہر ہو چکے ہیں اور بہت سے آئندہ کو اپنے وقت پر ظاہر ہونگے حکمت نظر یہ قرآن مجید پر
 ایسی ہے کہ بڑے بڑے حکماء و فرمان اور عقلاء و یونان کے حکمت کے اوس سے آپ جاتی
 رہی اور حسیطہ آفتاب چاہتا ہے کہ نور کے مقابل وہ خیرہ ہوتا ہے اس طرح اوسکو
 خیرہ کر دیا خصوصاً الہیات اور مبدا و معاد کا اوس میں نہایت خوبے کے ساتھ بیان ہی
 اہل کتاب ہی بھی سہر ہوا اوسکو عادت بنایا بلکہ اوسکی آگے تسلیم کو چہا کہ حکمت
 علیہ قرآن مجید میں ایسی خوب ہے کہ جسکی ثناء و صفت ہر شخص کے زبان پر جاری ہے افراط
 و تفریط سے بالکل خالی ہے کہ تو کہ **تدبیر المنزل** اوس میں ایسا خوب ہی کہ کہے اوسکے
 اور عمل کرنے سے انتظام میں خلل نہ آوے اور سیاست ملک الیہ عمدہ کہ اوسکے
 عامل کی ہاتھ سے کہیں ملک نہ جاوے چنانچہ نصا دے ہے اس امر کے شاہد ہیں اور اکثر
 اپنے قوانین کو یہاں سے مستند کرتے ہیں جسکی مخالفت کرتے ہیں نہایت بدانتظامی
 دیکھتے ہیں اور ہر سال بہت روپیہ صرفت کر کے نئے قانون بدلتے ہیں چونکہ قرآن کے
 قوانین آسمانی ہیں ہر ملک میں اور ہر قوم میں روز بروز اس سے قیامت تک اور ہر عمل
 در آمد سہارا دار اور بجا ہے اور انکی قوانین اپنے اگلے کہ جن تو ایک قوم کے موافق
 دوسرے کے مخالف ہیں اور چہ چہ جتنے ملک بھی اور ہر عمل کرنا ناروا ہے چنانچہ قرآن کی قوانین
 عمل کرنے سے خلفاء راشدین کے فتوحات کا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آج تک
 نظیر نہ پایا گیا اور تطہیر باطن اوس میں نہایت عمدہ ہے یہاں تک کہ اوسکے ہر مینے سے باطن

سب بختیں دور ہو جاتی ہیں جب قدر اخلاق بد بین مسکوحا بن کی طرح دھوڑا لیا ہے
 خود سجا رہضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و تبع تابعین کی اخلاق و عادات کو غصب
 دور کر کے دیکھئے ایک ایک شخص کو نو تہہ کہیں تو بجا ہے اور ولی کامل قرار دین تو روا ہے
 ان کے حالات سننے سے اور خلق کے اخلاق درست ہوتے ہیں اور اس کے ذکر سے مکارم
 اخلاق حاصل ہوتی ہیں راست بازی امانت داری صلہ رحمی رحم دلی مروت قاض
 علم قلم سخاوت شجاعت عبادت ریاضت زہد تقویٰ و غیرہ خوبیاں از کو حاصل
 آتیں اور اب بھی جو قرآن و سنے میں دلیبی ہی ہیں تطہیر ظاہر ہی اور حسین لہجہ ہے
 کہ ہر مسلمان باکے بدن و کافین اپنا نظیر نہیں رکھتا ہے بیشاب و یا ٹھانہ کے بنارس کے
 دور رہتا ہے بلاء و یہاں اور کسی قوم میں کہاں میں اسکی زیادہ تفصیل سے کتاب کی درجہ
 ہو جاتی کا ڈر ہے لہذا مختصر کرتا ہوں الغرض اور بہت ہی خوبیاں قرآن میں موجود ہیں
 گویا ہر علم کا معدن و مخزن قرآن ہے اور یہی سبب ہے وجہ اعجاز کے تعین میں علماء کا ہشتا
 ہے پس ایسی کتاب کا ایسی شخص سے ظاہر ہونا کہ جسکی کوئی اور ستاؤ سے تعلیم نہ ملے ہو
 نہ کہیں کسی کتب کی دروازہ کو چھانچا ہو بلکہ اُمی محض ہو باوجود اسکی نہ کسی ملک کے سیر کے ہو
 کہ وہاں سے کچھ سیکھ لائی ہوں نہ کسی ذی علم دانشمند حکیم کے صحبت اوٹھائی ہو کہ اسکی
 صحبت کا اثر کہا جاویں یہاں تک کہ مان باپ کو بھی جسکی اچھی طرحی نہ دیکھا ہو کہ انکی تعلیم
 و تربیت کا قرہ قرار دیا جاوے باوجود ان سب باتوں کے پھر ایسے ملک کا رہنے والا ہو
 کہ چنان علوم و فنون کا کچھ ذکر ہے ہوا اور اکثر لوگ اس ملک کے جہالت منہ جوشی شیرین
 البتہ مردہ کے زندہ کرنے سے بے زیادہ خارق عادت ہے کمالا نیچنے اب رہی یہ بات کہ علمی
 بذت سے اسکا ظہور ہوا سو حضرت چالیس برس کی عمر سے آخر دم تک نبوت کا دعویٰ کرتی
 رہے ایک عالم اسکا بھی شاہد ہے اب رہا یہ امر کہ مخالف اور کائنات بنانی سے عاجز آگئی ہو
 سو وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باواز بلند دم آخر تک کفار سے یہی کہتی رہی کہ اگر کسیکو

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آواز بلند دم آخر تک کفار سے یہی کہتی رہے کہ اگر کسی کو قرآن میں
شک ہو وہ اسکی ایک سورۃ کے برابر قرآن لادے اور جس سے چاہی اس میں مدولی پہر کی سی ہی ہے؟
کتاب ہندو کا حالانکہ وہ لوگ راندن شعر و سخن میں مصروف رہتے تھے اور اپنی ہم قوم اور عمر بڑا
بھی تھی اور اب ان کو دعویٰ کر کے غاریبی دلاتی تھی اور خاص دعویٰ کی وقت اسکی مقابلہ کرنے
برایک شخص کے جین الگ بٹہ کرکے تھی سو اب اسی اطمینان قلب سے یہ دعویٰ کرتے رہے
نام عرب خصوصاً قریش کو قرآن کی حریفی مقابلہ سے سیوت کا مقابلہ آسان معلوم ہوتا تھا بلکہ
دوسری اسماء قرآن پر پہلے کفران مجاہدہ حال سے خالی نہیں ہی کیونکہ باوجود فصاحت و بلیغ
کی کلام کے برابر ہے یا ان ہی زائد اور بانی ہی در حال سے خالی نہیں کیونکہ انہوں نے مذہب
کہ عادت ایک کلام دوسرے سے مستند زائد ہوتا ہے یا صفت بزرگہ کہ غارت کی خلاف اور غارق ہی
پس پہل دو وزن تین چل ہیں کیونکہ اگر قرآن اور فصاحت و بلیغ کی کلام کے برابر یا زائد بقدر مستند ہوتا تو
بیشک ایک ایک یا مجتمع ہو کر نہ ان کی کسی ایک آیت کے برابر یا لانی کیونکہ وہ لوگ قواعد فصاحت
و بلاغت و لغات کو نہایت عمدہ طرح سے جانتی تھی اور بدیع و غایت اسکی ماہر تھے اور حضرت جے
علیہ السلام کن نزل کے ابطال میں نہایت سرگرم ہوتے تھے اور اسکی بڑی حرص کہنتی تھے
یہاں تک کہ جان و مال صرف کر ڈالا اور صدائے شغیتین اور ہائین باوجود اسکی اول کو شب و روز یاد کر
کہا جاتا تھا کہ اسکی مثل لاؤ لیکن نہ اسکی اور حضرت آدمی اطمینان سے اسے خیر تک یہی دعویٰ کرتی
اگر کوئی یون کہی کہ شاید اس نظر سے وہ قرآن کی مثل بنائیکا ارادہ نہیں کرتے تھے کہ کوئی اس کے
کلام کو قبول نہ کرے اور نزاع ہوگی تو اسکا یہ جواب ہے کہ ایسی سخت ضرورت کیوقت بعض
دینی مقابلہ میں ہر ایک مصیبت و مہین کے رنگ و بھروسہ میں اگر حرکت کیا کرتے ہی سو ایسی سوانح پڑ
اسر کہ بظرف نظر نہیں کیا کرتے بلکہ خواہ مخواہ اسکی مثل بنائیکا قصد کیا کرتے ہیں اور عدم تبرک
خوف سے طرفین میں حکم مقرر ہو جایا کرتے ہیں بلکہ وہ حضرت سی پہلے حکم مقرر کی درخواست
کر کے پہر بناتے لیکن ان کو بھی اسکا حوصلہ بھی نہ ہو کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس قدر حسن و خوبی کا

بہت

کلام طاقوت بشری خارج ہے ہے ہرگز نہ ہو سکی کاسف حکمو کی ماسنی ثبات ہوگی اگر کوئی
 بے کبر کرنا یا حضرت کی رعیت نہی یہ قصد کرنے ہوں تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ارباب عجب
 وہ جنگ و جدل سے پیش نہ آتی پس حبیبہ و توسین پر یہ بنا نہ بقدر معادہ اہل ہرین تو کس
 قسم ثابت ہوگی کہ قرآن حسن و خوبی میں اور فسحار و بلفار کے کلام سے زیادہ خلاف عادت ہے پس
 ہوا کہ قرآن خالق عادت ہی پس قرآن مجزہ ہے اور یہی مدعا ہی تفسیری برہان اجماع
 قرآن پر یہ ہی کہ قرآن فصاحت و بلاغت میں حد و حجاز کو پہنچ گیا ہے انہیں اگر کہہ ان تو مدعا ثابت
 ہے اور اگر کہہ نہیں تب ہی مدعا ثابت ہی کیونکہ باوجود قرآن کے جو نہ ہو سکی پہلے اسکا معارضہ ممکن
 نہ تھا خالق عادت ہی اور اگر کہہ کہ ممکن ہے تب ہی مدعا ثابت ہی کیونکہ باوجود امکان معارضہ اور
 نافذ و وہی کی اس امر پر بھی معارضہ کا وقوع میں نہ تھا خالق عادت ہے پس ثابت ہوا کہ مجمع دعوہ
 قرآن مجزہ ہے اور ہر طرح سے خالق عادت واضح ہو کہ قرآن مجتہد اوصاف خاص میں اور حجب
 اور نہیں کہ وہ اگر کسی اور کلام میں ہوتے تو اسکا کلام کہ فصاحت ہی دور کر دیتے لیکن باوجود ان
 امور کے پھر قرآن غایت درجہ کا بیع ہے پس ثابت ہوا کہ قرآن مجزہ ہے اور وہ امور محل فصاحت
 یہ ہیں اول یہ کہ عرب کی فصاحت و بلاغت اکثر شایعات کی تعریف و ستائش میں ہوتی ہے جس کا
 اونٹ یا گھوڑے کی تعریف یا کسی معشوق کی حسن و جمال کی لوح یا کسی شجاع کی جنگ و جدال کا ذکر یا کسی
 بزم کی پیش وصال کا باندہ لیکن قرآن ان امور سے خالی ہی باوجود اسکی یہ فصاحت میں
 عالی ہے دوم یہ کہ ہر جگہ قرآن میں صدق کی رعایت ہی حال کا ذکر فصیح و معنی اس امر کا اتمام
 کرتا ہے اور کاشعہ پر سیکھا چھایا چھانچو قیہ بن ربیعہ اور حسان بن ثابت کی جو شعرا زمانہ جاہلیت کے
 میں زمانہ اسلام کی شعرا سے ہنایت بیخ میں سوم یہ کہ ہر شاعر کے تمام قصیدہ یا غزل میں
 کل دو تین شعر ایچے ہوتے تین ابی ہر نے لیکن قرآن مجید اول سے آخر تک یکسان اعلیٰ درجہ
 کا بیخ و فصیح ہے چچا ترمذیہ کہ جب کوئی شاعر کیسے وصف میں کچھ شعرا کہتا ہے بہر خیر یہ
 اسکا وصف کرتا ہے تو دو تین لکھنوں میں مساوات نہیں ہوتی اور کلام انی نیز معلوم ہے

بخلاف قرآن مجید کے کہ اوہمیں بہت سے مضامین کو بار بار ذکر کیا ہے لیکن سب جگہ عجائز
 پر ہیں اور سب جگہ ایسا نہ ملے گا جہاں کہ قرآن میں ایجاب عباد اور تحریک قبال و ترغیب مکارم اخلاق اور ترغیب
 و اعتبار آخست و عبرہ امور پر اقتضاس ہے حالانکہ جن اشعار میں ہم مضمین کی مضامین ہوتی ہیں وہ مشہور
 کم درجہ کی مینج ہوتی ہیں لیکن قرآن اسلئے درجہ کا مینج ہے ششم پیشہ شہرہ جی کہ ہر ایک شاعر کا کلام
 ایک خاص بیان میں عمدہ ہوتا ہے دوسرے میں ضعیف پس کوئی رزم میں کوئی بزم میں زیادہ ہوتا
 چنانچہ امر القیس عورتوں اور گھوڑوں کی مدح میں عمدہ اشعار کہتا ہے اور زانیہ کے اشعار بیان
 خوف میں اچھی ہوئے ہیں اور غشی کی اشعار حسن و طلب میں اور وصف شراب میں بی نظیر ہیں اور
 نسیم کے اشعار رغبت اور رجا میں اپنا اتنا نہیں رکھتے لیکن قرآن مجید میں صد افنون اور ہر
 بیان میں ہر سب جگہ نہایت درجہ کی فصاحت و بلاغت ہے کہے میں گئی نہیں چنانچہ ترغیب میں
 یہ آیت کس درجہ کی مینج ہے قال فلا تعلم نفس ما أخفى لهم من قرة أعین جزاء بما كانوا
 يعملون قال یہا انشاء اللہ فیہا ایشاء و لا علم فیہا ایشاء اور ترغیب میں یہ آیت نہایت درجہ
 مینج میں قال تعالیٰ افا منقر ان یحسب بکم جانب الابرر الایات وقال المنتم
 من فی السماء ان یحسب بکم ان فی ذلک لآیات لعلکم توفون قال یہا و خاب کل جبار عنید الی قولہ
 وایات الموت من کل مکان اور رجز میں یہ آیت اس قدر مینج ہیں کہ خیال بشر سے باہر میں قال
 تعالیٰ فلا اخذنا بذنوبہ الی قولہم من عزقنا لآیہ اور ہند النفس میں یہ بڑے مینج آیت میں
 قال تعالیٰ قد افلح من کہما وقد خاب من شہما وقال فاما طغی فاطر الحیو الدنیا فان الحییم علیہ السلام
 واما من خاف مقام ربہ وھو النفس علی الخوف ان الحیہ علی الما و علیہ مقام پر کسی
 تفصیل کی گنجائش نہیں ہند او میں مضامین کی چند آیت بطور نمونہ کے لکھ دین اور جس تفصیل
 مطلوب ہو وہ قرآن کی تفاسیر و یکے بہتیم ہے کہ قرآن میں سب علوم کے حصول موجود ہیں علم
 فقہ و علم کلام و تہذیب اخلاق و اہلیات و غیرہ سب علوم قرآن میں مذکور ہیں پس یہ امر ایسا ہی کہ
 آج تک کسی مینج نے اسکا اتنا مضمین کیا اور اگر کیا تو اسکا کلام بے لطف ہو گیا آج شہرہ ہر دور و مکان کہ

قرآن مجید کتاب ہے کہ لیب لاحت کی اور حفاظت کرنا نہایت آسان ہی ہرگز اور شہرین
 صد آدمی اسکی حفاظت میں اور بعض کو تمام عمر ہی پڑھنے کا اتفاق نہ ہوا ہرگز اگر ہر بار پڑھنے پر
 کتاب میں وصفت نہیں کوئی اپنے مذہب کی کتاب کی دس بیس حفاظت کر دیا دے آج تک کوئے
 پادری بخیل کا حفاظت بھی نہ سنا کہوئے یہودی تورات کا حافظ دیکھنا نہ کوئی پڑت بید کا حفاظت
 نظر آئے ہم ایک تائید خاص اسکی یہ ہے کہ تیب کوئی سچا کوئی بخت پڑھنا نہایت رفیق قلب اور
 زاد ہوتی ہو جاتی اور امراض نفسانی بڑی ہوجاتی ہیں یہ کہی کلام میں تاثیر نہیں سنا ان بڑا
 اور یہی وجہ انجما قرآن میں موجود ہیں انہی میں وجہ ہر اختلاف ہے بعض فی کوئی وجہ
 بعض فی کوئی وجہ انجما قرآن کے خلاف و نہایت کی وجہ غالب ہی لہذا صہب کا
 ہر انفاق ہے واضح ہر قرآن کا معجزہ جمیع انبیاء کے معجزات سے افضل ہی چند وجہ سے
 اول یہ کہ یہ معجزہ جب سے ظاہر ہوا قیامت تک باقی رہے گا لہذا اور انبیاء کو بار بار معجزات
 دکھلائی ضرورت پڑتے تھے اور ہمارے حضرت سی جب کفار بار بار معجزات طلب کرتی تھی
 تو میں اور یہ جواب آتا تھا کہ ایک بڑا عظیم الشان معجزہ کہ جو کہ یہ ہر وقت دیکھتی ہیں موجود ہی
 پس جب کہ نہ مانا تو اور کہ بمانیں گے یہی کافی ہے لہذا اگر کوئی خواہش کی ہو جب کہ
 معجزات آپ ظاہر داتی تھے کیونکہ مقصود ہی کے اتنی سے جاریت اور اس کے قصد بن کی گئی
 کے معجزہ کے ضرورت پڑنے ہی اور یہ ہر مقصود نہیں کہ یہاں بتوں کی طرح انبیاء علیہم السلام
 ہر معجزات دکھلایا کریں اور لوگ تماشا سمجھیں دوم اور معجزہ حفظہ نبی کے قصد اپنی کتاب
 دینی میں لیکن قرآن میں نہ صرف حاصل میں قصد اپنی ہی مقصود کی رہائی ہی سوم اور
 معجزات میں اگر جاننا نہ سکتا کریں تو سکتا ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کر نہیں کہہ سکتا ہی کہ یہ
 طبیب ہی اور یہ شخص انتہا بلکہ بیمار بنا اسنی تندرست کر دیا یا یوں کہیں کہ کوئی جن اور
 شیطان اس کے صورت میں ظاہر ہو گیا ہی علی ہذا القیاس خلاف قرآن کے کہ اس میں اس
 کو حال نہیں جی زیادہ اسکی تشریح مطلوب ہو وہ امام رازی کے دلائل انجما کو دیکھی پس

جب سب اوصاف معجزہ ہوئے قرآن میں پائی گئی تو قرآن قطعی معجزہ ہے جو جاہل معاند اسے تسلیم کرے قرآن کے سوا اور میت سے معجزہ نہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر نبوی میں جیسے جائزہ اشارہ سی نشی کرنا و خنوں کا آکے بلانے سی حاضر نمونہ پر آپ کے رسول ہو چکی کر سامنی گوہی دینا آکے انگلی نہی استفہر پانی ٹھکانا کر بشکر نے شکم سیر ہو کر پامردہ زندہ کرنا علی شہ القیاس اور صد ہا معجزے ہیں کہ ان کے تفصیل مطولات میں موجود ہے پھر انکی بعد آپ کے امت سی آج تک استفہر خوارق عادات ظاہر ہوئے ہیں کہ معاند اور دیکار کی سوہی کو سی شخص انکا انکار نہیں کر سکتا ہی سو بہ خوارق ہی آپ ہی کے معجزات میں آپ را انکا خلق کو ہدایت کرنا اور احکام الہی پہنچانا سودہ ظہر میں انیس دوا میں من اس ہی آپ کی ایک عالم کو بت پرستی سی چھوڑ کر اللہ پرست بنا دیا زمین کو ایمان و خیر سے بہرہ دیا خصوص ملک عرب کہہ کہ آپ سے پہلی تمام ملک جہالت آیا و اور پڑا شرف و تہارت و ملت دینی و دنیوی میں ہی یہ ملک سب ملکوں سے زیادہ ہونا پہر آپ کی برکت سی شرافت نبی اور نبوی میں تمام جہان سے ذوقیت لیکیا معدن علم و فنون ہو گیا یہاں کا شہر شخص مکام اخلاق سے ایسا آراستہ و پیرستہ ہوا کہ اور لوگ ایک ہی خفا و اقوال کو اپنے تہذیب کے لئی مسند بنانی لگے اور او کی حالات کو اپنی بان لگا لیکر لیجانی لگے چنانچہ سب اہل تاریخ اس امر کے شاہد ہیں پس جب سب اوصاف نبوت کے آپ کی ذات بابرکات میں اس طرح پامی گئی کہ کہی کسی نے میں پٹائی گئے تو آپ کی سب اسلمین ہو نہیں کیا شک ہے اور امام نہیں ہو نہیں کون سا شبہ ہی پس اب جو کوئی شبہ کری گا وہ مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بادشاہت کے سبب رتبہ سکندر میں تسلیم کر کی او کے بادشاہت میں شک کرے سو ایسے معاند کے انکار کا جواب نہا جہتم ہی ایسا معاند کہ ایک دو پہر میں افتاب کا انکار کر بیٹھے تو اس سے کچھ بعید نہیں فقیر عبد الحق

تو آپ کے رسالت کے گوہی دینا ہے اور خواہ کے بد بخت کو شبہ ہو پر یہ تو آواز بن کہتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایدہا

دلیل تیسری حضرت کی نبوت

اور اس کی تائید کے لئے جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب صحیح ہے اور اس کی تائید کے لئے جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب صحیح ہے

دلیل دوسرے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کر کے لوگوں کو جو کچھ
 دیکھا تھی اور تمام عالم کو اپنی دین کی طرف بلایا اور لوگوں کو یوں ہی لایا جو وہ آپ کا دین قبول کیا
 اور روز بروز رفتہ رفتہ دین کی ہوتی گئے یہاں تک کہ چند روز میں زمین زمین کے کناروں تک اسلام
 پہنچ گیا اور بڑے بڑے شان و شوکت کی سلطنتیں اہل اسلام کی قبضہ میں آئیں اور وہ ان کی
 حضرت کی شان و شوکت زیادہ ہوتی گئی پس معلوم ہوا کہ آنحضرت اللہ کے بھیجے ہوئے تھے
 یہی کیونکہ اگر جو کچھ ہوتی تو موجب وعدہ الہی کے شان و شوکت کی عیوض ذلت آہستہ آہستہ
 بہت رسوائی سے قتل کئی جاتی چنانچہ مسلمانوں کو کذاب و غیر قتل کیے گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ
 دین کر چاہا اس کی ان ناپسند ہوا سطر سے ہرگز ترقی نہیں دینا چاہتا تھا بلکہ بیان پہلے ہو چکا ہے
 دلیل تیسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلاق عظیمہ اور اوصاف جزئیہ اور کمالات
 علمیہ اور علمیہ سب مجتمع تھے یہاں تک کہ کفار قریش کو باوجود اس کے کہ سبب عداوت مذہبی کے
 شب و روز ان کی عیب جوئی میں مصروف رہتے تھے یہی کوئی عیب نقصان حضرت کے
 سیرت و صورت میں نظر نہ آیا کہ اس سے حضرت بر طعن کرتی اور ان کی دین میں غفلت آتا نہ ہو
 پس ان کی کسی معاملہ میں حضرت کا چہرہ نہ معلوم ہوا نہ کہیں آکھو بدو بات متکبرہ خلق انہما
 شراب خوار زنا فحش شعار دیکھنا نہ کہیں جاہ و مال معزز جلال کی طرف ان کی رغبت دیکھیں
 شب و روز دنیا و مافیہا کے فقاہ اور سہ وقت زہد و تقویٰ و عبادت خدا میں سرور
 دیکھتی تھی یہاں تک کہ تمام قریش نبوت ظاہر کر نیچے پہلے آپ کو نہایت محبوب رکھتی تھی اور
 یہ کہتی تھی کہ آج تک ایسا نہ آیا اور ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جسے دیکھنا نہ سنا چاہتا تھا
 یہ وہ نقصان ہے اس بات پر متفق ہیں پس عقل سلیم کی نزدیک محال ہے کہ ایسا عقلمند
 ایسا سچا اور ایسا عابد و زاہد جاہ و مال سے دور رہا کہ وہ شخص چہرہ نہ سی ایک ایسی
 نئی چیز کا دعویٰ کرے کہ جسے نہ کہیں کہیں نہ سنا نہ دیکھا نہ آیا خدا شناس دین کی
 سعاد میں خدا پر جو نہ ہو بلکہ گہری ہر نیک کا دعویٰ کرے کہ جس سے نہ کہیں دینی فائدہ نہ ہو

ظہور میں آدے بلکہ تمام فوائد دینی و دنیوی فوت ہو جاوے گا۔ اذیت سر پر آوے جس پر بد و خیر
 بند ہو جاوے شہر سے نکالاجاویں آپس کے یاد شاویں موقوف کیجاویں ہر شخص ہر دم خون کا
 پیاسا پھر لگی اور زرد و کوب و سبب شتم پر آمادہ ہو جاویں ہرگز نہ ہرگز عقل سلیم کسی تسلیم کرے گی
 کہ ایسا غافل و بنا کے معاملات کا سچا بی فائدہ تمام قوم کو دشمن بنا لے اور بے غرض ہر ایک
 قسم کی ایذا اور ٹہاوی از دینی امین اندر پرچہ نہ بندہ کیوے دلیل چوتھی آپکی شریعت عر کے
 دیکھنے سی غافل کو فوراً یقین کامل ہو جاتا ہے کہ یہ شریعت آسمانی ہی اور جو شخص شریعت آسمانی
 اور دین رحمانی لیکر آتا ہی وہ قطعی نبی ہوتا ہے پس آپ یہ شریعت لائی ہیں نہ معلوم ہوا کہ آپ ہی
 اللہ کے رسول ہیں اور یہی مدعا ہے۔ دوسرا مقدمہ لفظ ہر ہے کہ جو آسمانی شریعت لانا ہے
 وہ نبی ہوتا ہے اب اس پہلے مقدمہ کا ثبوت کہ آپکی شریعت آسمانی ہی سودہ بہت تفصیل چاہتا ہے
 مطولات میں اس کو خوب تفصیل سے ثابت کر دیا ہے لیکن مجمل بیان ہی ذکر کرنا ہوں۔ شریعت
 آسمانی کے یہ چند اصول ضروری ہیں اول اصل الاصول توحید ہے کہ ہر مطلب رسول کے
 پیچھے سی ہی ہے پس توحید تمام و کمال جیسی شریعت احمدیہ علی صاحبہا السلام میں ہی آج تک
 کیسے ان پاسی نہیں گئی شریعت مغرب تک جس سہان کو دیکھی گادہ ایک بڑا موجد ہو گا ہندو
 نصاریٰ کی طرح کبھی کسی غیر کو نہ خدا کہیں گادہ کا بیٹا بنا دے گا انحضرت تمام صفات کمالی
 موصوف اور سب عیون سے پاک جس طرح اللہ کو اہل اسلام مانی جاتا ہے کسی فی نہیں جاتا
 یہ امر یہی اظہر من الشمس ہے۔ دوم تہذیب اخلاق و طہارت جہانی و روحانی سودہ ہے
 اس شریعت میں اس درجہ پر ہے کہ آج تک کہیں اس کا مثل نہیں دیکھائی و دنیا ہی۔ سوم
 معاشرت کی طریقہ سودہ ہی ایسے عمدہ ہیں کہ جہاں کی سے بڑی عفتل اور جگہ کو سوا ہی چم
 چارہ ہوا اور پہلے شریعتوں کا اس کو نسخ ماننا پڑا۔ چہاں خدا کے احکام کو کیا ست ہی
 جاری کیا جاتا اور خاص خدا کا خزانہ کہ جس کا بادشاہ ملک نہوسکے جمع ہوا اور فوج کا بی خواہ
 شک نہ اور ہر بار کا پابند کتاب الہی کا ہونا اور بے غرض دینی جنگ و قتال ہونا یہ شریعت

بیت المقدس
مقدس

۶

بیت المقدس
مقدس

محمد بن ہنیہ اور کسی میں نہیں الغرض یہ سب اصول اوس میں ایسے عہد میں نہیں
آئی تھیں اور کیا کرنا محال ہے اور خصوصاً ایسے شخص بنی جواہرین کی ملک کا رہنے والا ہو سکے
اوسنی کچھ بڑا ہونہ لکھا ہونہ حکماء کی صحبت انہا کی ہونہ جہان کی سکیر و دلیل پانچویں
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں ظاہر ہوئے
کہ اوس وقت میں بنی کے بنائیت ضرورت تھی کہ تمام عالم میں ہنایت کفر و شرک پور چھا
ہوا تھا پھر عرب کے لوگ لڑکیوں کو مارتے تھے اور راہوں میں بنی اور کفر و شرک میں لڑنے
مصرف تھی اور فارسی لوگ دو خدا ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور ان میں بیٹے کے
ساتھ جماع کرنے کو درست سمجھتی تھے اور ترک لوگ مار میں مصروف تھے اور ہندو لوگ
ہل درخت و پتھر کے عبادت میں مشغول تھے اور یہود و بنی نشید اور تحریف کتب میں
سرگرم تھی اور نصاری پرستش صلیب و تصویرات میں مصروف تھے علی ہذا الیاس
فرعون میں گمراہ بیان اور بدکار بیان اور کفر و شرک کا ظہور تھا پس اللہ کے مقام عام اور
اور حکمت عام کا یہہ متصفی نہیں کر ایسی ضرورت کی وقت میں اپنا رسول بھیجے اور وقت
میں میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی شخص ہی نہیں ہوا پس معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ کے رسول برحق ہیں اور یہی مدعا ہے **ف** متصف مزاج کے کسی یہ چنڈا
کافی ہیں اور شقی انصاف کے لئے ہزار دلیل ہی کافی نہیں ہیں۔ منکر و نسی ہم یہ سوال کرتے
ہیں کہ تمہارے نزدیک بھی کوئی جیسی مسلم ہی یا نہیں اگر کہیں ان کو ہم ان کے نبوت کی دلیل
طلب کریں گے پس جس دلیل سے وہ اوسکی نبوت ثابت کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ اوسکی دلیل ہم
تمہارے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو ثابت کر دے گی اور اگر کہیں ہماری نزو کہ یہ کوئی جیسی مسلم نہیں
لازم آوی گا کہ خدا نے کوئی نئی نہیں پیدا کیا کہ اسکا نبوت ہو۔ پس اصل میں ہر جگہ ہی حق و حرم
و تحفرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر ہے۔ یہاں دینی دسی ہے اور اب تک اس کتاب کی
ان دو بار میں ہائی جا میں ہیں اگر وہ ہندو ہوں نے اکثر خبروں کو بدل ڈالا اور کفر و شرک کا

کتا بون میں سنی کا لڑا لاکھین ظہار بیہود اور علماء انصار سے عوام کو غلطی میں ڈالتی ہیں اور کان
 خبروں کی تاویلات کرتے ہیں پس اولیٰ یہ ہے کہ چند امور جن سے اون کی خیانت ظاہر ہو چکا
 اور کوئی مسلمان پہرہ ہو کہ نہ کہاوی ذکر کردون اہر اول انبیاء بنی اسرائیل میں سے
 اکثر ذہیوں نے مثل اشعیاء و ارمیاء و حزقیال و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم السلام کے
 آئندہ کے حالات کی خبر دی ہے جیسے تخت خضر و قورش کا ظاہر ہونا اور زمین
 اودوم اور بنو سے اور مصر پر حادث کا گزرنے پس عقل سلیم کے نزدیک نہایت بعید ہے کہ
 انبیاء علیہم السلام ایسی چوٹی چوٹی حوادث کے خبر دیں اور ان میں سے کوئی بھی جواب
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو نہ کیا حال نہ بیان کرے حالانکہ آپ کی امت میں ہزار
 بادشاہ اور لاکھوں بڑے بڑے حکیم و دانشمند پیدا ہوئے ہیں مشرقی و مغربی ملک آپکا این
 پہل گیا ہے اہل کتاب کی حکومتیں آپ کی امت کی ہند آئین ہیں لاکھوں بیہود و انصار
 جنہوں نے مقابلہ کیا قتل کیے گئے ہیں اور ہزار اہل کتاب آپکی دین میں داخل ہوئے ہیں
 انقض عقل نہایت بعید جانتے ہیں کہ انبیاء بنی اسرائیل ارض اودوم و بنوئی و غیرہ کتنے حادثات
 کے خبر دیں اور اسے حادثہ عظیمہ کے کوئی نیا خبر نہ ہوے پس اس ہی صاف ظاہر ہو گیا کہ اہل
 کتاب نے عداوت ہی وہ خبریں جنہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو نہ کیا ذکر نہ کیا اور
 اچھی نبوت کی بشارت تھی نکال دین بابل دین اہر و دم پہلے انبیاء اگر کسی چھٹی نبی کی ظاہر
 ہو نہ کی خبر دیں تو اس میں یہ شرط نہیں کہ پچھنے نبی کے باب ان شہر و محلہ قوم سن سال صحت
 و سیرت کی خوب صراحت کیا کریں کہ کیو شہر باقی نہ ہو کرے اور شہر شخص جان لیا کرے کہ یہ
 وہ ہے نبی ہے بلکہ اکثر خبریں مجھل ہوتی ہیں کہ ان کو عوام لوگ سنے موعود کی کہانی سے جان
 ہیں اور ان اوصاف کو اس پر مطابق کر لیتے ہیں اور خواص لوگ سیکھے قرآن سے
 معلوم کر لیتی ہیں کہ یہ وہی نبی ہے کہ جن کے خبر فلاں فلاں انبیاء نے
 دی تھے اور کہیں خواص یہ نہیں معلوم کر سکتے بلکہ کہیں الباب ہی ہوتا ہے کہ جس

ح

ح

بنی کی خبر دی گئی ہے وہ خود نہیں جانتا کہ فلاں خبر کہ مصداق میں ہی ہوں اور یہ سہل مرخو
انجیل سے ثابت ہی چنانچہ یوسنا اپنی انجیل کی باب اول آئیس آیت سی ایک پر پش آیت تک
کہتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت یوحنا پختہ کے پاس کاہنوں اور لادلوں کو دریافت کر کے
پوچھا کہ تم کو کون پختہ ہوا ایسا ہو یا سچ ہوا وہ نبی حضرت یوحنا فی جوابے یا کہ ان فیرون میں
سے کوئی نہیں ہوں بلکہ وہ اس کی اور ایک نبی ہوں جس کی خبر اشعیا نبی فی دسی ہے یہاں
معلوم ہوا کہ کاہن اور لادوی جو ظہار یہود تھے اور قریت کو خوب جانتی تھے حضرت یوحنا نبی
بجہی پیغمبر کو پہچان سکی پس معلوم ہوا کہ خاص تفصیل سے ایسی علامات مذکور تھے جہی وہ
اگر پہچان لیتی کہ یہ ایلیاہ ہیں یا کہ نبی علیہ السلام کو خود ہی معلوم نہ ہوا کہ میں ہی ایلیاہ ہوں حالانکہ حضرت
میسے کے قول سی ثابت ہے کہ میں ایلیاہ ہوں چنانچہ انجیل مسی کے گیارہویں باب میں مذکور
ہے حالانکہ حضرت یحییٰ کو ایلیاہ ہونے سے انکار ہی اس میں صاف ظاہر ہوا کہ حضرت یحییٰ کو
اپنی ایلیاہ ہونے کے خبر نہ تھی پس اگر ہم اہل کتاب کی رسالت کو تسلیم کر لیں کہ انہوں نے
تورات و انجیل وغیرہ کتابوں سی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دو خبریں جنہی تفصیل
سب حائنین حضرت کی مذکور ہیں انہیں دور کی میں تو یہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
کو اصل جو خبریں آیا نہ تورات انجیل کی مجاہدین کافی میں اصرار و دعوے کہ اہل کتاب
سوا سی سچ اور ایلیاہ علیہ السلام کی اور کیا انتظار کرے تھی بالکل غلط ہی کیونکہ اور کا یہی ان
انتظار تھا چنانچہ اردوم میں معلوم ہو چکا ہے کہ علماء یہود نے جو عیسے علیہ السلام سی اگر پوچھا کیا
تم مسیح ہو یا حریب انہوں نے اس کا انکار کیا تو پوچھا کیا تم ایلیاہ ہو یا حریب انہوں نے اس کا بھی انکار
کیا تو پوچھا کیا تم وہ نبی ہو چکی ہو سنے علیہ السلام فی خبر دی ہے پس یہاں سی معلوم ہوا کہ اس
مذکور کا وہ نہیں انتظار لیا اور مسیح کی انتظار کے برابر تھا اور یہی تھی معبود ایسا شہد ہوتا کہ اگر
نام ذکر کرنے کے حاجت تھی بلکہ اسکی طرف اشارہ ہی کافی تھا انجیل یوحنا کی ساتویں باب میں عیسیٰ
علیہ السلام کا قول نقل کر کے یہ لکھا ہے کہ میں ہوں انگوٹھ میں سی بہترین سن کر کہا کہ حقیقت میں آ

اور نبی ہے ۔ ۱۰ اور وہ نبی کہنا یہ سچ ہی + یہاں سے ظاہر ہوا کہ نبی مہمود ان کی نزدیک سے
 سوا کوئی اور شخص ہے کیونکہ او کو سچ کے مقابلہ میں ذکر کیا پس وہ نبی ہی پاری حضرت مراد
 اور آپ کے دو لوگ نظر ہی اہم چھارہم نہاری کا یہ دعویٰ کہ نبی علیہ السلام خاتم النبیین ہیں
 ان کی بعد اور کوئی نبی نہ آوے گا یا کھل غلط ہے کیونکہ امر سوم میں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ لوگ نبی مہمود کا جو
 عیسیٰ اور ارمیا علیہم السلام کی سوا کوئی اور شخص ہی انتظار کرتے تھے اور یہ بات تھی کہ سوائے
 عیسیٰ اور ارمیا کے اور میرا نبی جس کی خبر وہی نہیں ظاہر ہو گا پس جب نبی مہمود کا عیسیٰ
 و السلام کی پہلی ظاہر ہو گئی دلیل تو یہی معلوم ہوا کہ ضرور وہ نبی عیسیٰ کی بعد ظاہر ہو گا پس عیسیٰ
 و السلام کا خاتم النبیین سچنا غلط ہو گیا دوسرے نصاریٰ پر لوس اور حارلون کی نبوت کی قائلین
 حالانکہ یہ سب عیسیٰ کے بعد میں تیسرے کتاب اعمال کی گیارہویں باب میں یہ لکھا ہے ۔ ۲۸
 اور وہ نبین دنوں میں کئی ایک نبی اور شلیم سے انطاکیہ میں آئے اور ان میں سے ایک نبی جس کا نام صریحا
 اوتھکی روح کے باعث سی بتلایا کہ جہاں میں عنقریب بڑا کال بڑگا جیسا قلا دیوں میں
 صریحا میں پڑتا تھا انتہی + یہاں سے صاف ظاہر ہوا کہ اور شلیم سے انطاکیہ میں نبی لوگ آئے تھے اور
 سی ایک کا نام جس تھا اور یہ سچ ظاہر ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بعد کا ہے اور ان کی بعد
 یہی نبی ثابت ہوئی پس عیسیٰ علیہ السلام کا خاتم النبیین کہنا بالکل غلط و مخالف ہی چونکہ نصرتیوں
 پس کوئی دلیل نہیں ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بعد کوئی نبی نہ ہو گا پس اس
 قول سے ہمارے حضرت کی نبوت کا باطل کرنا باطل ہو گیا اہم چھارہم عیساؤن نے جو خبریں کہ
 عیسیٰ کی نبوت کی کسی نفل کی ہیں خود خبریں ہیں کہ یہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
 یہ سچت انکار کرتے ہیں لیکن عیساؤن لوگ اپنی سینہ زوری سے یہودی کی تاویلات اور جملات
 پر کچھ انکشاف نہیں کرتے ہیں اور اپنی طور پر ان کی ایسی تاویلات کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ پر صادق
 آتی ہیں پس جس طرح آیات مذکورہ میں یہودی کی تاویلین عیساؤن کو نزدیک مرود اور ناقص قبول
 اس طرح جن خبروں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت ثابت ہوتی ہے وہ ان میں عیساؤن کے

صحیح

صحیح

و ایسا تا ناوین ہماری نزد یک مردود اور نام قبول ہیں عیسیٰ عہود کی ناو جات کبطرت الشکات
 نہیں کرتے ہیں اسی طرح ہم اون کی ناو جات کو لغو اور بنیان سمجھتی ہیں یا خود اسکی جو خبریں محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بذات پر دلالت کرتے ہیں عیسائیوں کے خبروں سی نہایت قوی ہیں +
 اصر ششم اس کتاب کی سلف اور خلف میں ہمیشہ سی یہ عادت جانی ہی کہ نام کا ترجمہ
 کرتے ہیں اور کہیں کلام اسلئے میں بطور تفسیر کے کچھ بڑا دیا کرتے ہیں اور اصل کلام میں تفسیر
 میں کوئی علامت امتیاز کے نہیں رکھتی ہیں پس اس سبب سی خطبہ جو جانی اور مطلب اصلی
 بے ربط ہو جاتا ہے انکی مختلف زبانوں کی ترجموں کی دیکھنی ہی یہاں صاف ظاہر ہو جاتی لیکن
 بطریق ثنونی کی کچھ ذکر کرنا ہوں کہ وہی اہل کتاب یہہ ہالاک کر نے میں از انجیل یہہ سی سفر
 کو بن کے ترجمہ عربی میں جو سنہ ۱۹۳۵ء اور سنہ ۱۹۳۷ء میں چھپا تھا باب ۴۹ آیت ۱۰ یہہ ہی - فلانزال الی
 من یہود وادلدہم من فخذہ حتی یجی الذی لہ کل وایا فمظلالہم + پس الذی لہ کل لفظ شہادہ کا
 ہے اور یہہ ترجمہ لونی ترجمہ کی موافق ہے اور ایک کٹر ترجمہ میں جو سنہ ۱۹۳۷ء میں چھپا ہی اور میں
 ہی (فلانزال الی تعنی من یہود وادلدہم من تحت امرہ الی ان یجی الذی ہولہ وایہ یجی اشوبہ)
 اور اردو کے ترجمہ میں جو سنہ ۱۹۳۷ء میں چھپا تھا لفظ شہادہ ہی پس اصل میں لفظ شہادہ ایک شخص مشہور کا
 نام نہاں ترجموں فی اسکا اپنی اپنی راہی کی موافق ترجمہ کر دیا از انجیل یہہ سی ترجمہ عربی سفر خروج مطبوعہ
 سنہ ۱۹۳۵ء کے تیسرے باب کی چودھویں آیت میں یوں ہی (فقال مدبر سی ایہہ اشتر سیہہ ۱۰ اور
 دو کٹر ترجمہ عربی مطبوعہ سنہ ۱۹۳۷ء میں یوں ہی (فقال لالذی الذی لا یزال) + پس لفظ ایہہ اشتر سیہہ
 بنزلہ ام فات کی ہے اور سکا ترجمہ لالذی الذی لا یزال کر دیا از انجیل یہہ سی ترجمہ عربی سفر خروج
 مطبوعہ سنہ ۱۹۳۷ء کے آٹھویں باب کی گیارہویں آیت میں اس طرح ہے + فبقی فی النہر فقط +
 اور دوسرے ترجمہ عربی مطبوعہ سنہ ۱۹۳۷ء میں اس طرح یہہ + (تشی فی النیل) + دیکھئے نیل انقبض
 وریا کا نام ہے جو مصر کے نیچے بہتا ہی اور سکا ترجمہ نہہ کیا کا لگتا ہے کہ لفظ سب دریاؤں کو
 مثال ہی از انجیل یہہ سی ترجمہ عربی کتاب التوہم مطبوعہ سنہ ۱۹۳۷ء کے دسویں باب کے

تشریح

ترجمہ

ترجمہ

ترجمہ

ترجمہ

تیسویں آیت میں اسطر جسے ہی (المیسر) مکتوبانی سفر الاربار) اور دوسرے ترجمہ عربی
 مطبوعہ ۱۲۳۵ھ میں سفر الاربار کی جا سفر المستقیم ہی اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۳۳۹ھ میں لفظ الار
 اور مستقیم کی جا لفظ ایصار سے اور دوسرے ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۳۴۰ھ میں لفظ ایستری
 اور ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۳۴۵ھ میں لفظ باشاہی پس اصل میں باشاہ ایصار یا باشاہ کتاب
 کے مصنف کا نام ہے مترجموں نے اس کو اپنی اپنی راہی سے ابرار اور مستقیم کے ساتھ
 ترجمہ کر دیا اس سبب یہ ہے کہ باب اول و ثانی جو حنا مطبوعہ ۱۳۴۵ھ میں یون ہے (قد
 کیا الذی تاویل السج) اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۳۴۶ھ میں اس طرح ہے (امسج را کہ
 ترجمہ کر سٹوس پیدا شد یا ختم) اور ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۳۴۹ھ میں اصل لفظ خستہ اور سچ
 اور سکا ترجمہ قرار پایا ہے۔ اب یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اصل نام مسیاسی یا مسیح ہے یا خستہ
 ہے عربی ترجمہ سے اصل مسیاس معلوم ہوتا ہے اور سچ اور سکا ترجمہ اور ترجمہ فارسی صی اصل
 سچ اور کر سٹوس ترجمہ ظاہر ہوتا ہے اور اردو صی اصل خستہ اور ترجمہ مسیح بھیجا جاتا ہے
 دیگر ہونام کا اسطرخہ ترجمہ کیا کہ معلوم نہیں کہ اصل کیا ہے اور ترجمہ کونسا ہے پس اگر اہل کتاب
 نے اس طرح جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا یہی ترجمہ کر دیا اس کو معین اور
 وکیل سمجھ لیا ہو تو کچھ بعید نہیں کیونکہ بعض اہل کتاب زمانہ سابق میں حضرت کا نام بحسب
 تواریخ میں لکھا دیکھ کر ایمان لائے تھے اھل حق و مستقیم پس نصاریٰ کی نزدیک اگرچہ چاروں
 مرتبہ میں ہے اور اہل تثلیث اس کو اپنا بزرگ اور پیشوا سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ علیہ
 السلام کا دشمن اور دین عیسائی کا خراب کرنے والا تھا اوسنی حرام چیزوں کو حلال کر دیا
 اوسنی خنزیر اور شراب نصاریٰ کی لئے مباح کر دی اول میں وہ دین عیسائی کا
 نہایت دشمن نہایت عیسائیوں کو اوسنی قتل کیا آخر اس فریب سی مارا کہ ظاہر میں اپنی انکسار
 مشہور کیا سوا کسی ہو کی میں نصاریٰ کی لہذا ہر نزدیک اوسکی اتوار کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور اس کے
 تاویلات و احباب ارد میں جب یہ امور ثابت ہو چکی تو ہم کہتے ہیں کہ باوجود تحریف اور تبدیل کی انہیں

ترجمہ

ترجمہ

تورات و انجیل میں بہت سی ایسی خبریں ہیں کہ بعضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہوتی ہے
 سوائے ان میں سے چند خبریں نقل کرنا ہوں بشارت پہلی نسل کی باب ہشتاد میں اللہ تعالیٰ کا کلام
 منقول ہے: میں ان کی ٹہنی اٹکی بیٹوں میں سے تجھ سے ایک نبی برآمد ہوگا اور اپنا کلام اوس کی نیت
 ڈالے گا اور جو کہ میں اوس کی فرمائش کا وہ سب اونی کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو
 جھپٹے وہ میرا نام لیکے کہے گا نہ سنی گا تو میں اوس کا حساب اوس سے لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی کتاب
 کرے کہ کوئی بات میری نام سے کہے جس کی کہنے کا میں اوس کو حکم نہیں دیا اور جسے میں نے اوس کی نام سے کہی تو
 وہ نبی قتل کیا جائیگا پس یہ بشارت نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کی لئے ہے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں نہ
 یسوع علیہ السلام کی لئے ہے جیسا کہ یہودی کہتے ہیں بلکہ یہ خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے چونکہ
 میں وہ پہلا اول المرآت میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی زمانہ میں پہلی
 آخر زمانہ تھا اس نبی کا کہ جس کی یہ بشارت ہے انتظار رہتا اور اوس وقت کی علامت اور نیت اس نبی کے
 منتظر تھے پس نہ اس سے عیسیٰ اور نہ یسوع علیہما السلام کہ یہ اونی ہی پہلی نبی وہ پہلا وہم اور
 بشارت میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے فرماتا ہے کہ میری مانند نبی برآمد ہوگا اور یہ بظاہر ہے کہ حضرت
 موسیٰ کی مانند نہ تو یسوع میں نہ عیسیٰ میں کیونکہ یہ دونوں اسرائیل میں سے ہیں اور تورات کی کتاب میں
 میں یہ لکھا ہے کہ نبی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مثل نہیں ہوگا اور اوسے موسیٰ علیہ السلام کہ
 بعد یہ عطا ہوئی تھی وہ کسی اور نبی کی شریعت کی تابع نہ تھی اور یسوع علیہ السلام حضرت موسیٰ کی شریعت
 کے تابع تھے نہ ان کی ماور کوئی نئی کتاب نازل ہوئی تھی نہ ان کی شریعت جدید تھی پس یہ موسیٰ کی
 ہرگز نہیں ہو سکتی اور عیسیٰ علیہ السلام نصاریٰ کی اعتقاد کے موجب خدا کی بیٹی اور خود خدا ہی ہونے کا
 آدمی نہیں پس خدا کی بیٹی میں اور آدمی میں ہرگز تماثل نہیں پائی جاتی تجربے میں قبول نصاریٰ
 معون ہوئی اور پالسی و نیکی لگی اور بعد مرثیٰ و توحش میں بھی داخل ہوئی چنانچہ اہل تثلیث کے
 عقائد میں انکی تصریح ہے اور موسیٰ میں یہ اوصاف ہرگز نہیں پائی گئی چوتھی موسیٰ کو ایسی شریعت
 ملی تھی کہ جس میں تعزیرات اور حدود اور غسل اور طہارت اور کھانا پینے کی چیزوں کی حرام

نبی

یہ

حلال ہونے کی احکام سنئے اور علیہ علیہ السلام کی شریعت میں یہ بات سرگزشتین یا نبی جات
 ہے جیسا کہ انکی انجیل متداول سے صاف ظاہر ہے اور موسیٰ علیہ السلام احکام جاری کرنی پر
 قادر تھے بخلاف علیہ علیہ السلام کے کہ انکو یہ قدرت نہ تھی بان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اور جو
 علیہ السلام میں خوب ثلثت نامہ پائی جاتی ہے جس طرح حضرت موسیٰ کی شریعت میں حرام و حلال کے
 احکام میں وہی ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ہیں جس طرح موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون
 دولت سے نکال کر عزت دی اور راہ راست دکھائی اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو فساد
 اور روم کی قید سے نکال کر موحد بنایا اور ہندوب اور شالیہ کو دیا اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام ان
 تہی یروی بھی کہتے تھے انی مان باب سے پیدا ہوئی ہے اس طرح جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تہی
 علیٰ ہذا القیاس ہر امر میں ان دونوں پیغمبروں میں جیسی ثلثت پائی جاتی ہے کسی میں نہیں پائی
 جاتی جو شخص دونوں کی شریعت اور حالت سے واقف ہے وہ اس امر کو خوب جانتا ہے اور اسے
 لے کر قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا ارسلنا الیک رسولنا شاہدا علیک کہ ارسلنا فی ہر قوم
 وجہ سے ہم اس بشارت میں سب بنی اسرائیل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ انکی بہائوں میں
 نبی بنی اسرائیل پر اور یہ ظاہر ہے کہ سب بنی اسرائیل کی بہائے بنی اسرائیل کے
 غیر ہونی چاہئیں جابر ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں داخل ہوں کہ نہ عرف میں جب کوئی
 شخص کسی قوم سے خطاب کر کے مثلاً یون کہی کہ تمہاری بہائی آتی ہیں تو اس مقدم مخاطبہ کے غیر لوگ
 سمجھی جائیں کہ میں بنابر علیہ بنی اسرائیل کی غیر لوگوں میں یہ نبی ہونا چاہی جابر ابراہیم علیہ السلام کے
 اولاد میں داخل ہو کر نہ تو رحمان اسحاق علیہ السلام کی سوا اور کسی بیٹی کو ابراہیم کی اولاد میں سے کہے
 اسماعیل علیہ السلام کی برکت کا وعدہ نہیں کیا ہے تو رات کی باب پیدا ایش میں یون ہے اور
 اسرائیل کی حق میں بیٹی تیری سنی + دیکھتے ہیں اسی برکت دو لگا اور اسی برکت دو لگا اور
 بہت پڑ لگا اور اس سے بارہ سال پیدا ہوگی پس ضرور ہے کہ یہ شخص اسماعیل کے اولاد سے ہو
 اور بنی اسرائیل کی بہائوں سے وہ ان بنی اسماعیل ہی مراد ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل

بن سے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کوئی ایسا نبی نہیں ہوا ہے وچہرہ چہارم
 بشارت میں یون فرمایا ہے کہ اپنا کلام اوسکی منہ میں ڈالو تو گھسیٹے نورانی اور نورانی
 کے اندر لکھی ہوئی کتاب اوسکی اوپر نہ اترے گی بلکہ فرشتہ اگر اوسکی ورد پر پڑے گا وہ بنے
 آتی ہوگا اوس سے سنکر اوسکی گلا اور لوگوں کو اپنی منہ سے ہرگز سننا نہ گاہیں بہت
 یہی سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی میں نہیں پائی جاتی خصوصاً بر شیخ
 علیہ السلام پڑھے ہوئی تھے سو کہ کسی طرح اس خبر سے مراد نہیں ہو سکتی ہیں وچہرہ پنجم
 اس بشارت میں اس نبی کے اعزاز و اکرام کے لئے یون فرمایا کہ شیخ محض اوس نبی کے
 سخن کو نہ ایٹکا تو میں اوسے سزا دوں گا اور یہ ظاہر ہے کہ سزا سی خاص مذاب آخرت ہے
 مراد نہیں کیونکہ ایمان کسی نبی کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر نبی کے مافران کو خدا سب
 اخروی ہوگا بلکہ اس سے مراد دنیا کی سزا ہے کہ اس نبی کے منکر و نکر کو جہاد
 قتال سے زیر کر دینا اور محکوم و ذلیل بنا دینا گواہی بہت تشریح علیہ السلام کو حاصل
 تھی نہ یہی علیہ السلام کو کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی پس اس بشارت سے مراد
 مراد میں وچہرہ ششم اس بشارت میں تصریح ہے کہ یہ سب اگر کوئے است
 اپنے طہر سے کہے گا تو قتل کیا جاوی گا اور یہ ظاہر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 بعد دعویٰ نبوت کے قتل نہیں کئے گئے بلکہ ہر روز ان کے شان و شوکت زیادہ ہوتے
 گئے پس اگر حضرت وہ نبی نہ ہوئے تو موجب وعدہ خدا کے قتل کئے جاتی یہی علیہ
 اسلام نصاریٰ کے عقائد میں قتل کئے گئے ہیں پس اگر یہ بشارت اون کے لئے
 فرار و بچاؤ سے تو اون کا چوٹا نبی ہر لازم آوے جیسا کہ یہود کہتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ
 بشارت دوسرے کتاب استثنائے یون ہے۔ انہوں
 نے اس کے سبب سے جو خدا نہیں بچے غیرت دلائے اور اپنی داریات باؤں سے
 بچے غصہ دیا + سو میں سپے او نہیں اوس سے جو گردہ نہیں غیرت میں ڈالوں گا

چہرہ چہارم
 بشارت میں یون فرمایا ہے کہ اپنا کلام اوسکی منہ میں ڈالو تو گھسیٹے نورانی اور نورانی
 کے اندر لکھی ہوئی کتاب اوسکی اوپر نہ اترے گی بلکہ فرشتہ اگر اوسکی ورد پر پڑے گا وہ بنے
 آتی ہوگا اوس سے سنکر اوسکی گلا اور لوگوں کو اپنی منہ سے ہرگز سننا نہ گاہیں بہت
 یہی سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی میں نہیں پائی جاتی خصوصاً بر شیخ
 علیہ السلام پڑھے ہوئی تھے سو کہ کسی طرح اس خبر سے مراد نہیں ہو سکتی ہیں وچہرہ پنجم
 اس بشارت میں اس نبی کے اعزاز و اکرام کے لئے یون فرمایا کہ شیخ محض اوس نبی کے
 سخن کو نہ ایٹکا تو میں اوسے سزا دوں گا اور یہ ظاہر ہے کہ سزا سی خاص مذاب آخرت ہے
 مراد نہیں کیونکہ ایمان کسی نبی کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر نبی کے مافران کو خدا سب
 اخروی ہوگا بلکہ اس سے مراد دنیا کی سزا ہے کہ اس نبی کے منکر و نکر کو جہاد
 قتال سے زیر کر دینا اور محکوم و ذلیل بنا دینا گواہی بہت تشریح علیہ السلام کو حاصل
 تھی نہ یہی علیہ السلام کو کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی پس اس بشارت سے مراد
 مراد میں وچہرہ ششم اس بشارت میں تصریح ہے کہ یہ سب اگر کوئے است
 اپنے طہر سے کہے گا تو قتل کیا جاوی گا اور یہ ظاہر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 بعد دعویٰ نبوت کے قتل نہیں کئے گئے بلکہ ہر روز ان کے شان و شوکت زیادہ ہوتے
 گئے پس اگر حضرت وہ نبی نہ ہوئے تو موجب وعدہ خدا کے قتل کئے جاتی یہی علیہ
 اسلام نصاریٰ کے عقائد میں قتل کئے گئے ہیں پس اگر یہ بشارت اون کے لئے
 فرار و بچاؤ سے تو اون کا چوٹا نبی ہر لازم آوے جیسا کہ یہود کہتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ
 بشارت دوسرے کتاب استثنائے یون ہے۔ انہوں

بشارت
 دوم

اور ایک بی عقل قوم سے انہیں خاک و دنگا پس گرد و بی عقل اور جاہل سے مراد عرب میں
 کیونکر نام جو اس نے جاہل ہی لوگ تھے ان کے ان نہ علوم معتدلیہ تھی نہ نقلیہ لکھنا پڑھنا یہ
 نہ جانتی تھی اور بتوں کے عبادت کے سوا اور کچھ نہ جانتی تھے خصوص یہود کے نزدیک نہایت
 حقیر اور ذلیل تھی کہ وہ اون کو باجبرہ ٹوڈی کے اولاد سمجھتی تھے پس مطلب اس آیت کا یہ ہے
 کہ بنی اسرائیل نے جو بنے یہودوں اور حقیر چیزوں کی عبادت کر کے جس طرح مجھی خاک کیا
 اور غیرت دلائی تھے اس طرح میں بھی ایک نہایت حقیر اور جاہل قوم کو کہ وہ عرب میں عزت
 اور غرور کا اور علم و معرفت و دیگر بنے اسرائیل کو جلاؤں گا اور غیرت و لاؤں گا سو اللہ
 تعالیٰ نے وہ وعدہ پورا کیا کہ عرب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کر کے بھیجا پھر انہوں نے
 عزت دین و دنیا عرب کو بخشی یہود کو ان کے ہاتھ سے قتل کر دیا اور دم و شام پر ان کو زور اور
 اور کھیل پر شغل عربوں کا قبضہ کر دیا کیا قال اللہ تعالیٰ **هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيَّاتِ**
رَسُولًا مِنْهُمْ بَيِّنَاتٍ لَّهُمْ وَلِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ اور **فَبُذِّلُوا**
فَبُذِّلُوا یعنی صلی اللہ علیہ وسلم اور یحییٰ علیہ السلام کی قوم جاہل اور حقیر تھے اور
 نادان سے بنی اسرائیل کو غیرت دلائی گئی ہے پس سوائے قوم عرب کے اور کسے پر
 یہ خبیر صادق نہیں آتی ہے **بِشَارَاتِ قِيسِرَ** تورات کی باب استثنائے
 میں یہ ہے ہی۔ اور اوس نبی کہا کہ خداوند سینا بنے آیا اور شیخیر سے اون پر طلوع
 ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہو گا اور اوسکی ساتھ نہزارون پاک لوگ
 ہوں گی اور اوسکے دامن ہاتھ آتش شریعت ہو گے + پہاڑ سینا سی آنا رب کا یہ
 تھا کہ اوسنے دامن مٹے کو تورات دی اور کوہ شیخیر پر طلوع ہو فی مراد ہے
 عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو انجیل دینا کہ اس پہاڑ پر اون کو یہ کتاب ملی اور فاران
 کہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے کہ وہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے اور وہاں ہی حضرت پرفرآن نازل ہوا شروع ہوا تھا

یہ ساری باتیں
 قرآن میں ہیں
 اور ان سے
 ثابت ہوتا ہے
 کہ عرب
 اور یہود
 دونوں ہی
 جاہل و
 نادان تھے
 اور ان کے
 عقائد
 و عبادت
 میں
 بڑا فرق
 تھا

کہ جس کو وہ فاران سے خدا کی جلد و گھر ہے قرآن لوتارنا مراد ہے کہ حضرت ہر دان اذکار اور اذکار
 و دہ کے ہزاروں صحابہ پاک اور تفسیر حضرت کی ماہیت تھی اور قشیشی شریعت بھی حضرت کے
 اہم پر تھی انہی شریعت سی مراد تھی احکام ہی سوشہ کر کن اور راہ زنون اور حرام کارون اور
 چہرہ معاشرہ کی لئی اس شریعت میں نہایت سخت احکام میں بخلاف شریعت عیسیٰ علیہ السلام
 کی کہ انہی شریعت میں ایسے احکام نہیں ہیں نہ زنا کا رک لئی رجم ہے نہ چور کے لئی اہنہ کا قاتل
 شراف کی لئی قتل اور قطع اعضاء ہے علیٰ ہذا القیاس اور یہ بات کہ فاران کہ کے پہاڑ کو تو
 میں تورات کی باب نمبر ۱۱ سے ثابت ہے کہ اس میں علیہ السلام کی نسبت یون فرمایا ہے۔ اور وہ ہمارے
 کے بیابان میں راہ اور یہ متفق علیہ ہے کہ اس میں علیہ السلام کہ کی بیابان میں راہ کرنی ہے
 اور وہ ان ہی اونہوں نے پرورش پائی تھی اب اگر کوئی مشکوک نہایت کوئی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے واسطی قرار نہ دے تو وہ بتائی کہ کہ کی بیابان سی خدا کی جلد و گھر اور کسی سہا تہ ہزار لوگ
 تھے اور کسی اہم پر سخت شریعت تھی **بشارت چوتھی** تورات کی باب نمبر ۱۱ سے
 یہود اس ریاست کا عصابانہ ہو گا اور یہ حکم اس کی پاؤں کی درمیان سی جاننا ہو گا جب کہ کتب
 توراتی اور قرین اس کی پاس اکبھی ہوں پس شلای مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگر چاہی کہ ترمین
 ان کتاب کا بہت اختلاف ہے یہاں کہ تفسیر میں میان ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک یہود میں نہ
 حکومت رہے بعد کی آج کل جہاں کہیں یہود میں غیر لوگوں کی زیر حکومت ہیں اکثر یہود اہل اسلام کے
 رعیت ہیں کچھ اور لوگوں کی ہیں لیکن کہیں اپنی حکومت سی نہیں پائی جاتی ہیں پس یہ بشارت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق ہی نہیں آتی نہ یوشع پر نہ عیسیٰ پر کیونکہ انکی عہد تک اور
 بعد انکی یہود اپنی زوردار حکومت سے تھی کیسی رعیت نہ تھی اور دوسرے یہ عبارت کہ اس کے
 پاس قرین اکبھی ہوں گی صاف دلائل کرتے ہے کہ اس سی مراد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ہیں کیونکہ قرین اور مختلف لوگ حضرت ہی کی دین میں آئی ہیں اور حضرت ہی کی پامعنت
 ہوئی ہیں **بشارت پانچویں** ۴۵ زبور میں یوں ہے۔ **میسری** دین اچھا مضر

چوتھی بشارت

یہود اس ریاست کا عصابانہ ہو گا اور یہ حکم اس کی پاؤں کی درمیان سی جاننا ہو گا جب کہ کتب توراتی اور قرین اس کی پاس اکبھی ہوں پس شلای مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگر چاہی کہ ترمین ان کتاب کا بہت اختلاف ہے یہاں کہ تفسیر میں میان ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک یہود میں نہ حکومت رہے بعد کی آج کل جہاں کہیں یہود میں غیر لوگوں کی زیر حکومت ہیں اکثر یہود اہل اسلام کے رعیت ہیں کچھ اور لوگوں کی ہیں لیکن کہیں اپنی حکومت سی نہیں پائی جاتی ہیں پس یہ بشارت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق ہی نہیں آتی نہ یوشع پر نہ عیسیٰ پر کیونکہ انکی عہد تک اور بعد انکی یہود اپنی زوردار حکومت سے تھی کیسی رعیت نہ تھی اور دوسرے یہ عبارت کہ اس کے پاس قرین اکبھی ہوں گی صاف دلائل کرتے ہے کہ اس سی مراد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ قرین اور مختلف لوگ حضرت ہی کی دین میں آئی ہیں اور حضرت ہی کی پامعنت ہوئی ہیں

بشارت پانچویں

جو جس انسان سے + میں ان چیزوں کو جو میں بادشاہ کی حق میں بنایا ہی بیان کرنا نہیں دیکھ
 زبان ابھر گئی دایک قلم سے + تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے + تیرے بڑوں میں
 اسطنت ڈالا گیا ہے + اسی لئے خدا نے تجھ کو ایک مبارک کیا اسی پہلوان اپنی تلوار کو جو تیرے
 اور بزرگی سے حاصل کر کے اپنی ران پر لٹکا + اور اپنی زبردگاری سے سوار ہوا دریا کی اور
 طاقت اور صداقت کی اور اسطی اقبال مذی سے آگے بڑھ + تیرا دہنا ہاتھ چھو کہتے ہیں کہ
 سکھلا دیا گیا + تیرے تیرے تیرے + لوگ تیری بھی گرتے پڑتے ہیں وہ بادشاہ کی دشمنوں کے
 دل میں لگ جاتی ہیں + تیرا تخت اسے خداوند آباد ہے + تیرا اسطنت کا عصا
 کا عصا ہے تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے + اس سبب خدا نے تجھ کو
 خوشی کی تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ بخش کیا + تیرے ساری لباس سے ملو
 عود اور تیرے خوشبو اتنی ہی کہ صبی ہاتھی دانست کی مخلوق کی درمیان اونہیں چھوڑ
 کیا ہے + ۴ بادشاہوں کی پیہان تیرے عزت والیوں میں ہیں ملک اور فیر کے سونی سے اس سے
 ہو کے تیری داہنی ہاتھ کھڑے ہی + ۱۴ آیت میں یہ ہے - تیرے بیٹی - ... باب داود کے
 قاتل ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سردار بفر کر دیا گیا + ۷ میں سارے پتھروں کو تیرا نام
 یاد دلاؤں گا پس سارے لوگ ابلا آباد تیرے ستائش کر نیکی انتہی تمام اہل کتاب کی نزدیک ہے
 بات مسلم ہے کہ داؤد علیہ السلام ایک ایسی نبی کی بشارت دیتی ہیں جو انکی بعد ان صفات
 موصوف ہو کر ظاہر ہوگا پس یہودی نزدیک تو ایک کوئی نبی ان صفات کا بعد داؤد کے
 ظاہر نہیں ہوا ہے اور نصاری کی نزدیک اس بشارت سے عیسی علیہ السلام مراد ہیں اور
 اہل اسلام کی نزدیک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور حق نبی ہی کہ یہ
 بشارت حضرت ہی کیو اسطی ہی کیونکہ اس بشارت میں اوس نبی کی کسی چند اوصاف بیان
 کیے ہیں سورہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سب پائی جاتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام میں
 نہیں پائی جاتی ہیں سو بالضرر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے مصداق ہیں اور داؤد

بہترین - حشیں ہونا - قوی ہونا - فضل بہتر ہونا - فصیح ہونا - تلوار بند ہونا - مبارک الی الہم
 ہونا - تیر انداز ہونا - خلق کا اپنی تابع ہونا - کیرٹوں سے خوشبو کا آنا - بادست ہون کے
 بیٹیوں کا ان کے گہرائے میں آنا - اس کے اولاد کا بجائی اپنی باپ کی رئیس اور عالم
 ہونا ہر جگہ اس کا نام مذکور ہونا - بایا کا آنا - ابدال یا داس کا ذکر خیر بارے رہنا - سو
 حسن صورت حضرت کا ایسا ہنا کہ ابھروشی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کی چہرہ مبارک می کوئی چیز خوب صورت نہیں دیکھی گویا آفتاب آپ کی چہرہ مبارک
 میں پھرتا ہے اور جب منہ ہستی ہے تو دہوار تک اپنی دانتوں کی روشن ہرجانی ہی اور بہت سے
 صحابہ سے ایسا ہی منقول ہے - اور اپنی قوت کا یہ حال ہنا کہ ایک شخص رکنا نہ ام قوت
 میں اپنا نظیر نہ کہتا ہنا ایک روز حضرت سے جنگل میں ملا اور کہنی لگا اگر تو مجھے کشتی میں مغلوب
 کر دی تو جالون کہ تم نے بے برق ہو سو حضرت نے اس کو پھاڑ دیا دو بار پہر لڑا اور پھاڑا
 رکنا نہ نے تعجب کیا حضرت نے فرمایا یہ کیا تعجب کی بات ہے اگر تو اللہ پر ایمان لاوے اور
 بھی پیار رسول بھی تو میں درخت کو بلا دوں سو حضرت نے ایک درخت کو بلایا اور وہ اس کے آگے
 کے سامنے کھڑا ہو کر اپنی رسالت کی گواہی دینی لگا پہر کہا کہ اے درخت پہر جا وہ میں نے
 افضل بہتر ہونی پانچ کی نیت حامد دلیل ہے اور فصاحت اپنی اظہر من الشمس دامن میں
 لاس ہے اور تلوار باندھنا اور چیا کرنا ہے آپ کا مسلم نبوت ہے اور مبارک ہونا یہی
 آپ کا ظاہر ہے کہ مشرق اور مغرب میں لاکھوں مسلمان شیخ و قضا نمازین اور مساکین
 بعد حضرت پر درود بھیجتے ہیں اور آپ کے لئے برکت مانگتی ہیں صبار کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 ہماری حضرت کا ہر جگہ میں انکی پاس تبر و کمان رہتی ہے اور اکثر معرکوں میں جبر سے
 حضرت کو فتح حاصل ہوئی ہے اور خلق ہی انکی تابع ہو گئی ہے چنانچہ گروہ کی گروہ آتی ہے
 اور سلام لاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ دَرَأَيْتَ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور آپ کے کچھ بچوں سے خوش ہو ہی آیا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت کا سینہ
 ایک عورت فی جمع کر کے ایک دوہن کو ملا تھا کئی پشتوں تک اسکی اولاد سی خوشبوئی تھی اور
 قرن اول میں بادشاہوں کی بیویوں فی آپکی ذریات کی خدمت کی سہ چنانچہ سیدنا امام حسین رضی اللہ
 عنہ کی گہر میں شہر بانہ زور و جبر و کسری فارس کی بی بی تھی اور سیدنا امام حسین کی پاس لیا کرتی تھی چنانچہ حضرت
 شاہ قطبی حضرت کی خدمت میں نہیں لڑا بیان اور ایک غلام ہو اور ایک چرخ شہباز اور ایک مرثیہ شہباز اور
 گہوڑا اور کچھ کپڑے اور یہ سبھی تھی اور آپکی بعد آپکی اولاد میں سیدنا امام حسن خلیفہ ہوی میں اور بعد ان
 ایمان دین دہندہ سنا وغیرہ لکھنویں ایک حضرت کی ذریعہ میں سی حاکم اور فرمانروا سی میں اور آپکی
 بعد آپکی اولاد میں سی سروانہ ہوی میں اور شاہ اللہ تعالیٰ قیامت کی خیر امام محمد سی ضعیفہ وغیرہ
 اولاد میں سی ہوگی تمام ردی زمین کی حاکم ہوگی اور ذکر خیر ہی آپکا ابدال باد جاری رہیگا چنانچہ ہر ملک
 میں باج وقت سورتوں باد از عبد اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہے کہنا ہی اور اوقات غیر محصورہ میں
 حضرت پروردگار بھیجتی ہیں اور علماء و فضلاء و مجاہدین آپکی محامد بیان کیا کرتے ہیں اور
 سلاطین اور بڑے بڑے بادشاہ آپکی روداد مبارک کی خاک پر سر گرستے ہیں لیکن یہ بشارت عسی
 علیہ السلام پر سر گر نہ کر صاف نہیں آتی کیونکہ کتاب اشعار کے ترجمہ میں باب کہ قصہ کے عسی علیہ السلام بشارت
 قرار دیتی ہیں حالانکہ اس کتاب میں انکی نسبت لڑن لکھا ہی کہ وہ نہایت بڑکل تھی اور وہ دیکھو
 بھی نہایت تلیل و خفیر تھی سو لہذا صاف اور اوصاف کی جو زبور میں نبی بشارت کی لئی مذکور ہیں صاف
 اور ضد میں کیونکہ عسی علیہ السلام نہ غوار بند تھی نہ کبھی دہنوں فی نیر اندازی کی ہی نہ لگی لئی جو رومی کہ اسکو
 کہے بادشاہ کی بی بی قرار دیتی نہ انکی اولاد ہوئی کہ وہ باب انکی قائم مقام ہو کر حکومت کرتے عسی علیہ السلام کے
 پاس ہمایا کا انانچیت کا انکی نابعدار ہونا تو درکنار قبول نصرت و انکو میری کچھ عزت ہی نہ تھی بلکہ جو دلی اور
 بڑی دولت سی یہاں سی بشارت چھٹی آجیل سی کی تیرے پہنچن لڑن لکھا ہی اور ان دہنوں کو
 پیشتر کہ دینی والا ہو کہ یہاں میں مظاہر ہو کے مینادی کہ نے اور یہ کہتی لگا کہ تو کہہ کہ اسان کے
 بادشاہ نہ تھی کہ سی اور اسکی بھینس کے چوتھی باہن لڑن ہی جب بے یح فی سنا کہ روحا گرفتار ہوا

یہاں سے
 لکھا ہے

بت عیسیٰ کو چاہا گیا ۱۷ اور اسی وقت سی عیسیٰ ان سنا دی کرتی اور یہ کہ ہنسنا شروع کیا کہ تو بڑا کر دیکھ
 آسمانی بادشاہت نزدیک تھی ۱۸ اور عیسیٰ عیسیٰ کی عبادت خافون میں تعلیم دینا اور آسمانی بادشاہت
 کی خوشخبری سنانا تھا اور اسی انجیل کے دوسرے باب میں یون ہی کہ عیسیٰ نے اپنی شاگردوں کو
 یہ تعلیم کے ۱۹ اور چلتی ہوئی سنا دی کر دیکھو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی ہے
 پس ظاہر ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی حارثین دشکار کے سب سے
 بادشاہت کی ایک خبر دیتی تھی اور یہ بھی ظاہر ہو کہ یہ بادشاہت جس طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام کے
 عہد تک ظاہر نہ ہوئی تھی وہی طرح عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی حارثین کے عہد میں بھی ظاہر ہوئے
 تھے سو اب ہم کہتے ہیں کہ اس آسمانی بادشاہت سی کہ جسکی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی حارثین
 منظر تھے ہماری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مراد ہے کیونکہ آسمانی بادشاہت کے
 یہی معنی ہیں کہ کسی نبی برائے کتاب کے جس میں سے قسم کے احکام ہوں بڑی ضرورت اور شرکت
 سی ناسل ہو کہ وہ نبی ہر شریعت پر کشیدوں کو ان احکام پر چلا دی اور جو ان میں نہ آئی اور
 نرا دوسرے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ یہ کہ فقط بادشاہت و نبوی ہو جیسا کہ
 سلطان کو حاصل ہوتی ہے اور نہ یہ کہ فقط احکام آسمانی مسکنت اور عاجزی کی طور پر کے
 نبی پر اور ناری جاوین جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھے بلکہ دونوں چیزیں مجتمع
 کہ احکام آسمانی بھی ہوں اور بادشاہت اور حکومت کی طور سے یہی ہوں اور اسی لیے
 یہ بھی اور سی علیہ السلام کو ان کو اس بادشاہت سی ڈرانے اور توبہ کرانی تھی کہ اب قیامت
 ہی کہانی اختیار کر لو رہی چھوڑ دو ورنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقیر یہ ظاہر ہوئی تھی
 شکوہ بنو اسرائیل کے سوا یہاں ہی ہوتا بعض نصاریٰ ملی انسان سے آسمانی بادشاہت کے
 معنی عیسیٰ کی شریعت کا شائع ہونا کہ میں سو یہاں تک کہ اسی انجیل کی کہ میں ابلیس عیسیٰ اس
 کہ نسبت ایک قوم سی یون فرماتی ہیں کہ یہ سلطنت تھی لیجاوگی اور ایک قوم کہ جو اسکا سرورہ لاوی دیکھا
 اس معلوم ہوا کہ سلطنت سی خود طریقہ آسمانی مراد سی نہ کہ کائنات میں ہوا ظاہر ہوا کہ یہ کہ شریعت اور طریقہ اور اسکا

ایک قوم سی لیکر دوسرے کو دے جانے کے پختہ حسی نہیں آدمی ہمائی سلطنت کی کوئی بات
 شریعت عیسوی میں نہیں پائی جاتی ہے تاکہ اوکا ظہور سراسر ایسا جاوے کیونکہ تو اس شریعت
 میں حکام سیاست اور ملت و حرمت نہیں میں جیسا کہ اناجیل متداولہ کی مطالعہ سی خوب
 ہوتا ہے بلکہ تورات کی حکام کو یہی پولوس نے کہ جو بزرگم نصاریٰ مکن شریعت عیسوی نہا
 منسج کر ڈالا دوم اگر یہ یہی تسلیم کر لیا جاوے کہ ان کی مان حکام سیاست و ملت و حرمت
 میں تو وہ آج تک عیسوی علیہ السلام کے عہد سے کہی جا رہی گئی نہ خواریوں کی عہد میں نہ خود
 علیہ السلام کی زمانہ میں کہی کسی زمانی کو یا جو کہ یا فراق کو سنائی گئی پہر اسکا شروع کہ
 اگر نصاریٰ کی حکومت اور شریعت کو شیوع شریعت عیسوی قرار دیا جاوے تو اس زمانہ میں
 کہی نصاریٰ کو شریعت و حکومت چل نہیں ہوئی پس اب بھی احکام آسمانی کہیں جا کر رہے
 نہیں دکھلائی دیں ان ہائیٹ او کیٹیون کے احکام جاری ہیں آئستہ شریعت محمدیہ علیہ
 صاحبہا السلام میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں صاحب شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد
 میں اور انکی بعد انکی صحابہ کی زمانہ میں پہر تابعین و تبع تابعین کے دور میں بلکہ زمانہ حال تک
 خرب آسمانی احکام جاری رہے خدا کی دشمنوں کو کہ وہ کافر اور مشرک ہیں خوب سنائیں دیں
 اور انکی اپنی سراسر کے قوانین نازل ہو کر اور خیر خوب محل ہوا کہ انکو غلام بنایا اور انکے مال و
 اسباب کھنڈ کر کے خدایٰ جس زمانہ میں جسکو بیت المال کہتی ہیں جمع کر دیا گیا خاص بلا غرض
 فوجیں طیارہ ہو کر خدا کے دشمنوں کی مقابل ہوئیں پہر انکی تو جسے انکو حسب قانون
 آسمانی معاف کر دیا گیا چور اور قزاقوں کو سزائیں میں ہاتھ کاٹے گئے گردن ماری گئیں کا پتہ
 رحم ہوا دوسرے اسی گئی خزانہ الہی یعنی بیت المال میں سے خدا کی بکیوں کی اور یتیموں
 خرد مانعوں کی دستگیری کی گئی منصف انکہ کہوں کر دیکھ کر آسمانی بادشاہت کا مصداق
 شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہیں ہو سکتی بشارت ساتویں اسی بخیل کے کہیں ہیں
 میں یوں لکھا ہے - ہم یہ دے انہیں کہا کیا تھے دشمنوں میں کہی نہیں پڑا کہ

کو راج گیر دن کے ناپسند کیا وہی کوئے کا سراپا وہی ہر خداوند کی طرف سے ہی ہمارے
 اور ہمارے نظروں میں عجیب + اسی لئے میں تمہی کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت سے
 بجاو گئی اور ایک قوم کو جو اس کا سیوہ لادے دیجاو گئی + جس سے پہرہ گر گیا جو راہ جو با گیا
 چہرہ پہرہ گر گیا وہی پس ڈالیا گئے آسمانی سلطنت کا ایک سیوہ لایوالی قوم کو دیا جانا
 عرب پر صادق آتا ہی اور اس کی بعد صاحب سلطنت کی مثال ناپسند پہرہ کے ساتھ دینا اور ان کا نام دینا
 کو نیک سراپا اور لوگوں کی نظر و بین اس کا عجیب معلوم ہوتا ہے پہرہ میں وصفت ہونا کہ جو اس پر گر گیا جو راہ جو با گیا
 اور چہرہ پہرہ گر گیا جو راہ کر ڈالیا خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ کہ
 ذم عرب نام قوموں کے نزدیک ذلیل و خوار تھی علوم و فنون کا انہیں نام و نشان نہ تھا بہرہ و
 لشمار سے لیب اپنی علم و ہنر کے اور یہی اہل عرب کو حقیر اور ذلیل جانتی تھے اور عرب میں
 بحسب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی لوگوں کی نزدیک ناپسند تھی کہ یہ کہ ذم و ان کی پس
 مال و اسباب دنیوی تہا نہ کہی اور ان کا کوئی باب و دادا بادشاہ ہوا تہا نہ حضرت کے والدین
 حیات ہی پس اگر یہ حضرت ناپسند پہرہ کے اندہ تھی اور لوگوں کی نزدیک آپ کا تمام جہان کے لئے
 رسول ہوا + عجیب تہا پہرہ آپ کو اللہ نے کو نکالا سر ملایا یعنی قائم انہیں کر دیا پہرہ آپ پر جو راہ جو با
 ہو گیا بدر کے دن و شب کتاب پر گرے سب کو حضرت نبی جو راہ کر دیا طے پڑا القیاس اور چہرہ
 حضرت جو راہ گرے اور اس کو یہی جو راہ کر ڈالیا فتح کو میں اہل کہ کو اور اس سے پہلے اہل خیر وغیرہ کو اور
 اپنی بعد صحابہ ایران و روم وغیرہ بڑے بڑی ملک پر گرے سب کو اور انہوں نے جو راہ کر دیا چند
 میں انتشار الارض میں دین پھیل گیا پس یہ بشارت ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے اور کسی پر صادق نہیں آتی خاص کر عیسے علیہ السلام پر تو کسی طرح صادق نہیں آتی کیوں کہ
 اول تو عیسے علیہ السلام کسی اور کی نسبت یہ فرماتے ہیں جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے
 دوسرے نہ تو حضرت عیسے علیہ السلام ناپسند پہرہ کے مانند تھے اس لئے کہ نبی اسرائیل کے
 خاص داؤد علیہ السلام کے نسل میں سے تھے کہ جو تمام نبی اسرائیل میں منظم و مکرم تھے

یہ کہ ذم عرب نام قوموں کے نزدیک ذلیل و خوار تھی علوم و فنون کا انہیں نام و نشان نہ تھا بہرہ و
 لشمار سے لیب اپنی علم و ہنر کے اور یہی اہل عرب کو حقیر اور ذلیل جانتی تھے اور عرب میں
 بحسب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی لوگوں کی نزدیک ناپسند تھی کہ یہ کہ ذم و ان کی پس
 مال و اسباب دنیوی تہا نہ کہی اور ان کا کوئی باب و دادا بادشاہ ہوا تہا نہ حضرت کے والدین
 حیات ہی پس اگر یہ حضرت ناپسند پہرہ کے اندہ تھی اور لوگوں کی نزدیک آپ کا تمام جہان کے لئے
 رسول ہوا + عجیب تہا پہرہ آپ کو اللہ نے کو نکالا سر ملایا یعنی قائم انہیں کر دیا پہرہ آپ پر جو راہ جو با
 ہو گیا بدر کے دن و شب کتاب پر گرے سب کو حضرت نبی جو راہ کر دیا طے پڑا القیاس اور چہرہ
 حضرت جو راہ گرے اور اس کو یہی جو راہ کر ڈالیا فتح کو میں اہل کہ کو اور اس سے پہلے اہل خیر وغیرہ کو اور
 اپنی بعد صحابہ ایران و روم وغیرہ بڑے بڑی ملک پر گرے سب کو اور انہوں نے جو راہ کر دیا چند
 میں انتشار الارض میں دین پھیل گیا پس یہ بشارت ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے اور کسی پر صادق نہیں آتی خاص کر عیسے علیہ السلام پر تو کسی طرح صادق نہیں آتی کیوں کہ
 اول تو عیسے علیہ السلام کسی اور کی نسبت یہ فرماتے ہیں جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے
 دوسرے نہ تو حضرت عیسے علیہ السلام ناپسند پہرہ کے مانند تھے اس لئے کہ نبی اسرائیل کے
 خاص داؤد علیہ السلام کے نسل میں سے تھے کہ جو تمام نبی اسرائیل میں منظم و مکرم تھے

مقدمہ

مقدمہ
 حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب
 دہلی کے ہاتھ لکھا ہے کہ یہ کتاب
 مولانا محمد رفیع الدین صاحب
 دہلی کے ہاتھ لکھی ہے

مقدمہ

بیان کرے گا اس کے بعد میرے عزیزین کا خوش کر دینا + ۱۵ جو چیزیں اب کی بہت سہولت سے
 ہی اسی میں تھی یہ کہ اب کہ وہ میری عزیزین اکثر نہیں خبر کرے گا اتنی + مقصدی پہلی اور تہ
 بیان کرنا ہوتا کہ مقصد ظاہر ہو جائے اور پہلی ہم ثابت کر چکی ہیں کہ اصل کتاب صرف سی خلف تک
 تشریف کرنے والی ہیں اور نام کا ترجمہ کیا کرتے ہیں عیا کا اور ان میں اسکا ہر پس میں
 انجیل میں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک کہا
 ہوتا تھا اور خاص احمد کے نام ہی بنارت نہ کرتے تھے لیکن جب اس کا اول ترجمہ یونانی میں
 ہوا تو حضرت کی اسم مبارک کا ترجمہ پیر کا و طوس کے جسے معنی احمد میں کر دیا یہ جب یونانی زبان
 سے عربی میں ترجمہ کیا تو اسکا معنی فارقیطہ بنایا چنانچہ ایک اور سی صاحب اپنی ایک کتاب
 جوفظ فارقیطہ کے تحت بن اہزون لی لکھا ہے اور شہ جہری میں نکلنے میں چاہنا لکھی ہیں
 کہ یہ لفظ فارقیطہ یونانی لفظ سے عرب کیا گیا ہے پس اگر کسی یونانی میں یاراکلی طوس کا
 قرار دیا جائے تو اس کے معنی تعین اور دلیل کے ہیں اور اگر کہیں اصل پیر کا و طوس ہی تو اسکی معنی
 محمد یا احمد کے قریب ہیں جو جس عالم میں اسلام فی اس بنارت سی اسدلال کیا تو وہ اصل
 پیر کا و طوس ہے یا کہ محمد اس کے معنی محمد یا احمد کے قریب میں ہیں دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام
 محمد یا احمد کے خدوی ہیں لیکن اصل یاراکلی طوس سے لفظ ہم کہتے ہیں کہ اصل پیر کا و طوس ہے
 یونانی خط میں بہت قریب ہی اور اسکا باراکلی طوس منطقی سی پڑھ لیا اور اگر یہ ہی تسلیم کیا جاوے تو ہم
 اول انکی اکا کے تخریف و تبدیل ثابت کر چکے ہیں پس ایسی دیانت و ارضی یہ کیا عیسیٰ کہ پیر کا و طوس
 کا باراکلی طوس بنا دیں اور قطع نظر اسکی یونانی ہی مدعا اصل سے کہ پیر کا و طوس سے احمد علیہ السلام
 اور کہیں ہونا ہی صادق ہے مقدمہ دوم ہم ہا کہنے صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان تک پہنچا
 فارقیطہ کے منظر ہی چنانچہ بعض لوگوں نے فارقیطہ ہونیکا دعویٰ ہی کیا تھا اور بعض لوگوں نے
 اسی نام ہی ہونا چاہوئے مسیحی نے قرن ثانی میں دعویٰ کیا تھا کہ میں وہ فارقیطہ ہی ہوں
 کہ جبکی عیسیٰ علیہ السلام نے خدوی ہی ہیں بہت سی عیسائی لوگ کو یہ ایمان لائے اور اسکی اتباع ہوئے

چنانچہ ولیم میور صاحب نے اپنی تاریخ کی کتاب کی تیسرے باب میں اوسکا اور اوسکی بیعتیں کا
 حال لکھا ہے اور یہ کہ کتاب ۱۸۷۲ء عیسوی میں چپی ہی اور لب الزاریج کا مصنف کہ وہ ہے
 عیسائی ہے لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ کی یہود و نصاریٰ ایک نبی کی منتظر تھے
 اسوجہ سے مکہ حبشہ کا بادشاہ نجاشی جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنا کر
 لایا اور کہا بلا شک یہ وہی نبی ہیں کہ جنگی عینی علیہ السلام نے خبر دی ہے بخیل میں حالانکہ نجاشی عیسائی تھا
 اور تورات و انجیل خوب جانتا تھا باوجود اسکے بادشاہ ہی تھا اوسکا اوسوقت آنحضرت علیہ السلام کا کچھ
 خوف و خطر نہ تھا اویسی طرح مقوقس بادشاہ قبط نے حضرت کی نبوت کا اقرار کیا اور بہت سی ہدایا
 حضور میں روانہ کئے اور یہ بادشاہ عباس نے تورات و انجیل کا بڑا عالم تھا اور جابر و بن ابی ہریرہ
 قوم نصاریٰ میں بڑا عالم تھا حضرت پر ایمان لایا اور کہا کہ بیشک تمہاری خبر انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام
 دیکھا اور قرآن ہر قسم کی ہر تار کیا تھا علی ہذا القیاس میں بہت کچھ دیکھی کہ نصاریٰ کا عالم انجیل کے خبر کے موافق حضرت
 پر ایمان لائی حالانکہ اوسوقت نہ کچھ حضرت کا خوف تھا نہ کچھ طمع اور لالچ کسئی کہ حضرت کے
 اوس زمانہ تک شرکت ظاہری ایسی ظاہر نہ ہوئی تھے کہ جن سی یون کہیں کہ وہ لوگ ڈر کر ایمان
 لائی اور نہ انکی باطل متبع تھا کہ اوسکے لالچ میں انکی پس ثابت نہ ہو کہ انجیل میں ہماری حضرت علیہ
 السلام کا نام لکھا ہوا تھا کہ جسکو دیکھ کر نصف مزاج حضرت پر ایمان لاتی تھی اور انکی پہلے انکی منتظر
 نہ تھی پس جب یہ مقدمے بیان ہو چکے تو ہم کہتی ہیں کہ جیسے علیہ السلام نے انجیل میں محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کی نبی ہونے کی خبر دی ہے عیا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ
 مَرْيَمَ بَنِي إِسْرَءِیْلَ اذْهَبْ اِلَیْہِمْ فَسَوْفَ اَلْقِیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّبَیْنِیْ وَبَیْنِہُمْ اَللّٰهُ رَبُّہُمْ وَبَشِّرِ
 الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْ اٰہْلِکُمْ بِرَحْمَتِیْ لَئِنْ اٰتَیْتُہُمْ مِنْ بَعْدِ اَحْمَدٍ اَوْ حِبِّ اَیْسَی بَنِیْ اِسْرَءِیْلَ مِنْ ہٰمَہَا رَے
 پس اللہ کا رسول بھیجا ہوا اپنی سے پہلے چیزوں کو کہ وہ تورات ہی اور خوشی سنانا
 ایک رسول کی کہ جسے جوہر تھا جس کا نام احمد تھا اور احمد کے نام ہی بشارت دی ہے
 کہ جب کانزہ یورپانی پہرے کا طوس ہے اور مغرب اسکا فار قلیط ہوا جو اب تک انجیل میں موجود ہے کہ

کہیں میں یاد دلایا کہ حالانکہ کسی رسالہ محمد جدیدی یہہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ
 السلام کی فرمائی ہوئی احکام کو عواری بھول گئی تھے پھر روح کی اگر ادھین یاد دلائی نہی
 ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی البتہ اذ کو عیسیٰ علیہ السلام کی فرمائی ہوئی بہت سی احکام یاد دلا
 از انجملہ توحید و تثلیث ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ منہ ناما ہی قُلْ مَا کَانَ لِلْکُفْرِ
 لَعَاکِلًا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَلِّغْنَا وَ لَیْسَ لَکُمْ اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ وَ کَا تَشْرَکُ بِہِ سِتِّیْنًا وَ لَیْسَ لَہُمْ
 بَصُوْۤہٗمَا بَعْضَہَا اَکْبَرُ مِنْ اُیْہَا ۚ قَوْلِہٖ اللّٰہُ لَا یَہْدِیْہِ اِلَّا مَن یَّشَآءُ اَللّٰہُ یَعْلَمُ سِرِّہٖ
 کہ وہ ہمیں اور ہمیں برابر ہے وہ یہہ ہے کہ سوا ہی اللہ کے ہم کسی کو نہ پوجیں اور نہ شریک
 اور ہم میں ہی کوئی کسی کو خدا کے سوا کسی اور جہاد ہی انہی کے یہہ ہی کہ عیسیٰ علیہ
 السلام فرمائی ہیں کہ میں اوسکی آئینی پہلے ملو خبر کر دی تاکہ تم جب تو ہی جان لاؤ اس کی خطا
 ہو کہ روح مراد نہیں کیونکہ روح پر تو وہ پہلی ہی سے ایمان رکھتی تھی اور اس بشارت میں
 حضرت عیسیٰ فرمائی ہیں تاکہ جب وہ آوی تم اور ہر ایمان لاؤ از انجملہ یہہ ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام
 اس بشارت میں فرمائی ہیں کہ جہان کا سرور آنا ہی اور مجاہد میں اوسکی کوئی چیز نہیں پس
 صاف دلالت کرتا ہی کہ جہاں کی سرور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں کیونکہ حضرت کی نبوت
 تمام جہان کی لئی ہے اور آپ تمام عالم کی نبی ہیں اور نبی اپنی قوم کا سرور ہوتا ہی پس آپ ہی
 تمام جہاں کی سرور ہیں اور حضرت عیسیٰ میں یہہ صفت نہیں کیونکہ وہ خاص نبی اسرسل کے
 نبی تھے پس اس وجہ سے کہہ سکتی ہیں کہ عیسیٰ میں یہہ بات نہیں جیسا کہ آپ عیسیٰ فی فرمایا ہی کہ مجھے
 پہنچا کر فی بات نہیں بخلاف روح کی کہ وہ اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہیں پس جو اوصاف او میں
 ہوگی وہ بعینہ عیسیٰ السلام میں ہوں گے پس عیسیٰ علیہ السلام کا یہہ قول (کہ مجھے میں اوسکی کوئی چیز
 نہیں) صادق نہ آئے گا از انجملہ یہہ ہی کہ عیسیٰ فرمائی ہیں فارقیطہ اگر میکہ لئی گواہ
 دیگا پس یہہ گواہی دینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پایا جاتا ہے کیونکہ حضرت نے عیسیٰ کی رسول
 ہوئی کی گواہی دی ہی چنانچہ قرآن میں موجود ہی بخلاف روح کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے شکر و سپر نازل

کہ عیسیٰ علیہ السلام کی فرمائی ہوئی احکام کو عواری بھول گئی تھے پھر روح کی اگر ادھین یاد دلائی نہی
 ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی البتہ اذ کو عیسیٰ علیہ السلام کی فرمائی ہوئی بہت سی احکام یاد دلا
 از انجملہ توحید و تثلیث ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ منہ ناما ہی قُلْ مَا کَانَ لِلْکُفْرِ
 لَعَاکِلًا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَلِّغْنَا وَ لَیْسَ لَکُمْ اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ وَ کَا تَشْرَکُ بِہِ سِتِّیْنًا وَ لَیْسَ لَہُمْ
 بَصُوْۤہٗمَا بَعْضَہَا اَکْبَرُ مِنْ اُیْہَا ۚ قَوْلِہٖ اللّٰہُ لَا یَہْدِیْہِ اِلَّا مَن یَّشَآءُ اَللّٰہُ یَعْلَمُ سِرِّہٖ
 کہ وہ ہمیں اور ہمیں برابر ہے وہ یہہ ہے کہ سوا ہی اللہ کے ہم کسی کو نہ پوجیں اور نہ شریک
 اور ہم میں ہی کوئی کسی کو خدا کے سوا کسی اور جہاد ہی انہی کے یہہ ہی کہ عیسیٰ علیہ
 السلام فرمائی ہیں کہ میں اوسکی آئینی پہلے ملو خبر کر دی تاکہ تم جب تو ہی جان لاؤ اس کی خطا
 ہو کہ روح مراد نہیں کیونکہ روح پر تو وہ پہلی ہی سے ایمان رکھتی تھی اور اس بشارت میں
 حضرت عیسیٰ فرمائی ہیں تاکہ جب وہ آوی تم اور ہر ایمان لاؤ از انجملہ یہہ ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام
 اس بشارت میں فرمائی ہیں کہ جہان کا سرور آنا ہی اور مجاہد میں اوسکی کوئی چیز نہیں پس
 صاف دلالت کرتا ہی کہ جہاں کی سرور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں کیونکہ حضرت کی نبوت
 تمام جہان کی لئی ہے اور آپ تمام عالم کی نبی ہیں اور نبی اپنی قوم کا سرور ہوتا ہی پس آپ ہی
 تمام جہاں کی سرور ہیں اور حضرت عیسیٰ میں یہہ صفت نہیں کیونکہ وہ خاص نبی اسرسل کے
 نبی تھے پس اس وجہ سے کہہ سکتی ہیں کہ عیسیٰ میں یہہ بات نہیں جیسا کہ آپ عیسیٰ فی فرمایا ہی کہ مجھے
 پہنچا کر فی بات نہیں بخلاف روح کی کہ وہ اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہیں پس جو اوصاف او میں
 ہوگی وہ بعینہ عیسیٰ السلام میں ہوں گے پس عیسیٰ علیہ السلام کا یہہ قول (کہ مجھے میں اوسکی کوئی چیز
 نہیں) صادق نہ آئے گا از انجملہ یہہ ہی کہ عیسیٰ فرمائی ہیں فارقیطہ اگر میکہ لئی گواہ
 دیگا پس یہہ گواہی دینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پایا جاتا ہے کیونکہ حضرت نے عیسیٰ کی رسول
 ہوئی کی گواہی دی ہی چنانچہ قرآن میں موجود ہی بخلاف روح کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے شکر و سپر نازل

ہوئی تھی سو حضرت عیسیٰ کو پہلے ہی ہی رسول جانتی تھی اور کورج کی گواہی کی حاجت نہ تھی
 ان مخالفین کو حاجت تھی سو انکی رو برو روح لئے ہرگز گواہی نہ دے دوسرے یہ کہ روح
 بقول نصاریٰ خدا حقیقی ہے جو نزل اور صعود اور حلول سے پاک ہے پس روح نازل نہیں
 ہو سکتی باوجود اسکی روح انبیاء کے مانند آئی تھے اور جطر ح کی پکچہ جن و آسیب کا اثر
 ہو جاتا ہی اسطرح میں علیہ السلام کی شاگردوں پر اسکا اثر ہوا تھا جیسا کہ نصاریٰ کہتی ہیں کچھ
 کے صورت میں اگر انکی گفتگو نہیں کی تھی پس جطر ح جن کا کلام بعینہ اویکا ہوا ہے کہ جس کے
 وہ جن بولتا ہے ایسی طرح اس روح کی شہادت بعینہ شاگرد کی شہادت تھی پس یہ گواہی بنا
 روح کا ہے اگاہ شہادت نہ تھی بلکہ دے شاگرد کی شہادت ہوئی حالانکہ شاگرد عیسیٰ علیہ السلام کے
 پہلے سے عیسیٰ کے رسول ہو چکی گواہی دیتی تھی از انجیل میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتی ہیں اگر کوئی
 یہاں بخاؤں تو خافریط تمہاری پاس نہ آوی پس خافریط کا آنا عیسیٰ علیہ السلام کی جانی پر موقوف تھا
 تو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت ظاہر ہے کیونکہ دو رسول صاحب شریعت اور خصوصاً رہبر
 ایک رسول کی رسالت نام عالم کی تھی ہرگز ایک زمانہ میں جمع نہیں ہو سکتی پس جب تک عیسیٰ
 السلام نہ جادین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آویں بخلاف روح کے کہ اسکا آنا عیسیٰ علیہ السلام کی جانی
 کی طرح موقوف نہیں از انجیل میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بشارت میں فرماتی ہیں کہ خافریط جہاں
 اس گناہ پر کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے منور لگا جانا پھر فریج کا لفظ جن تراجم کا ہے حوالہ دیا ہے اور اسکا
 ترجمہ عربی میں کہ جو شے عیسوی میں رد میں چھپا ہوا موجود ہے اور بیروت میں جو ترجمہ عربی
 کہ شے عیسوی میں چھپا ہوا وہیں یہ عبارت موجود ہے کہ نیکیت العالم علی خطیبتہ پس
 اس صاف ظاہر ہے کہ خافریط صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں کیونکہ حضرت نبی ہود کہ جو
 رایان زماں تھی موافق بشارت عیسیٰ کے خوب منور ہی ہے کہ مخالف لوگ ہی اسکا انکار نہیں
 کر سکتے بخلاف روح کے کہ اس کا منور ہونا عیسیٰ کی منکر ہے کہ کہیں ثابت نہیں نصاریٰ کہ
 یہی کسی مشہور کتاب میں موجود نہیں اور نہ حوالہ دیئے گئے کسی منکر کہ منور ہی کیونکہ وہ نہایت طاہر

از انجیل

از انجیل

مسکین نہیں پہنہا، غلطی سے کہو اس بشارت میں مذکور ہے روح کیونکر مراد ہو سکتی ہے کیونکہ
خلفہ طے کی ایسی عیسیٰ علیہ السلام خدائی نہیں کہ وہ میرے منکر و کفر اور روح نے نہ نہیں
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سب کو لو کی بعد میں جب دیکھا کہ کہ پہلے رسولوں کو لو کہ
نہیں ان اور زبانی وعظ و پند کو خیال میں غلامی اور بعد نثر جو توحید کے کلام آہی کو نہیں مانتی اور
اپنی مشرک و کفر سے باز نہیں سلطنت آسمانی اور قدرت روحانی جو جسمانی کے ساتھ جسے عیب
جسبت سے دنیا میں رسول بنا کر بھیجا تھا سو آپ فی اہل ان و ان شریروں کو کہ جو اللہ کا شریک بنا کر
پڑتی تھے اور خدا کے پہلی رسولوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں جاوید گاہ پہنچانی نہایت نرمی اور
سلامت سے بھیجا یا اور ایک عرصہ تک وعظ و پند فرمایا پس جب نہانا بلکہ اولیٰ اور سرچڑ ہے تب صلی اللہ
اور تمہارا آسمانی سے سب کو نصیب دیا بتوں کو سرنگوں کر دیا اور باؤں بند سنا دیا کہ میں نبی اللہ ہوں
کہ جسکی خبر پہلے انبیاء نے دی ہی خصوصاً عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ السلام فی بیابانوں اور سینہ میں
میرے نام کی سنادی کی ہے اور خبر دی ہے کہ جلد توبہ کرو ورنہ آسمانی سلطنت کا عہدہ فریاد
اور احمد علیہ السلام آخر لقب آیا پس جواب دیں فی میں سنادی گا اول تو میری اتھہ سی دنیا میں
پاؤں پھر آخر میں جہنم میں جاویگا۔ تبلیغ از جانب ابو محمد عبدالحق مصنف کتاب
اجی بہائو اسی بہرہ اسی بہرہ و اسی عسائیوں و کوسری اور ہمدردی سے تمہاری خدمت میں لجا
کر تاہر کہ دنیا فانی ہے ہر چیز بربادی آتی جاتی ہے ہر عیش بہانہ کا قصہ کہانی ہے اس زندگی چھوڑ
کو غیبت جانو جس اندازے کہ نہیں اور ہمیں اتھہ پڑن کان نامک مال و اولاد صحت و عافیت جیٹا
نہیں مفت عطا کی ہیں اور لاکھوں نعمتیں بن انگین وے میں انکی کو دہلی اوں طریق پر لو کہ جس
وہ نہیں ہو اور دار آخرت میں اس سے زیادہ عنایت فرماوے اور وہ طریق حق یہ ہے کہ اوں کی سچی رسول
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو دیکھو منصف کرو اور دل میں نہ سوچو کہ رسول کی یہ علامت ہی کہ وہ خود
باز نہ کر کا رتقوے شعائر اور لوگوں کو توحید و صلہ رحمی کیلئے کاری راست بانی اور سب پہلا کیلئے
بائیں بتلاوے اور اللہ کے حرام و حلال چیزوں کے خبر دلوے اور اوں کی خاص عنایت کے

طریقہ یکہادی سو یہ سب چیزیں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام میں خوب پائے
 جانی ہیں حضرت کی راستبازی نیکو کاری صلہ رحمی مروت سخاوت شجاعت حلم و علم زہد
 تقویٰ سب پر نظر میں اٹھیں ہی آپ کا خلق خدا کو ہدایت کرنا اور مکلفین کو حلال و حرام میں کمال
 بنانا اور برے باتوں سے باز رکھنا کہ جو سب اہل عقل کے نزدیک بری تھیں ظاہر و باہر
 ان میں سے انکس ہی باوجود ان باتوں کے آپ کی نبوت کی خبر فورات و انجیل و زبور و غیرہ
 کتب مادیہ میں باوجود یہود و نصاریٰ کے تحریف و تبدیل کی ایک موجود ہے دیکھو جس شخص
 نے کچھ اچھی طرح سے لکھ کر دکھا دیا ہو یا کسی کا رگڑنے کہ وہ جس چیز کے بنائے گا دعویٰ کرنا
 ہو کہ بنا دیا ہو پھر جو کوئی شخص اس کی کتاب اور اس کی کار گزیر ہو چکا ہو انکار کرے اور اپنے
 ہٹ دھرمی پر اصرار کرے اب وہ شخص بے انصاف نہیں تو اور کیا ہے اب ہم اس کو تعصب
 اور معاذ کہہ میں تو یہاں ہے اسے طرح جس نبی یا رسول نے ایک چہان کو موصدا اور راست باز اور
 نیکو کار بنا دیا ہو اور ایک خلق خدا کو اپنی رسالت کا کار نمایان کر کے دکھا دیا ہو پس اس کی رسول
 ہو چکا ہو کوئی انکار کئے چلا جائی اور دین حق میں نہ آئے تو بیشک وہ دشمن خدا ہے اور مردود
 درگاہ کبریا ہے فَمَا كَذَّبَ الْمُتَّقِينَ اِنَّ الصَّلٰةَ اَتَتْ جَسَّی كَادِیْنَ نہ پہیلا ہو اور رسوائی
 چند کس کی اور ایمان نہ لائی ہوں پس اگر کوئی کافراو سکی دین کا انکار کرے تو چنداں
 نہیں خطاب باہل کتاب اسی یہود اور اے نصاریٰ اللہ سے ڈرو و فست قریب
 ہے اپنی تعصب کو جانی دو وہ نبی کہ جس کے خبر سے علیہ السلام نبی و زلات میں اور عیسیٰ علیہ السلام
 نے انجیل میں دے ہے اس کا دین تمہارے پاس آچکا ہے اب اس کو مالوا و حضرت پر کہ عیسیٰ
 موسیٰ و جمیع انبیاء علیہم السلام کو موندنے میں اور وہ پیر ایمان لائیں نہ کہ یہ فراموشی ایمان لاؤ
 کہ خدا ابھی سے نجات پاؤ چاند پر خاک نہ ڈالو اور شمع عالم افزو کو کون سے نہ بچاؤ یعنی
 حضرت کی نبوت جو فورات و انجیل میں جو کچھ تمہاری تحریفیات سی بانی رگبیں نہ چھپاؤ
 پس اگر تم اب بھی ایمان نہ لائی تو کتب لاؤ گی اور اللہ تعالیٰ کو کیا نہ دکھاؤ گے فَمَا كَذَّبَ الْمُتَّقِينَ

خطاب باہل کتاب
 اے نبی و زلات میں اور عیسیٰ علیہ السلام
 نے انجیل میں دے ہے اس کا دین تمہارے پاس آچکا ہے
 اب اس کو مالوا و حضرت پر کہ عیسیٰ موسیٰ و جمیع
 انبیاء علیہم السلام کو موندنے میں اور وہ پیر ایمان
 لائیں نہ کہ یہ فراموشی ایمان لاؤ کہ خدا ابھی سے
 نجات پاؤ چاند پر خاک نہ ڈالو اور شمع عالم
 افزو کو کون سے نہ بچاؤ یعنی حضرت کی نبوت جو
 فورات و انجیل میں جو کچھ تمہاری تحریفیات سی
 بانی رگبیں نہ چھپاؤ پس اگر تم اب بھی ایمان نہ
 لائی تو کتب لاؤ گی اور اللہ تعالیٰ کو کیا نہ دکھاؤ
 گے فَمَا كَذَّبَ الْمُتَّقِينَ

یُحْمَلُونَ اِیَّاهُ فَاُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ
 و سلم علی الہام المرسلین و خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد بن ابی طالب علیہ السلام
 بحث دوسری حضرت کی خاتم النبیین ہوتی ہیں
 واضح ہو کہ جب ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کا کتاب الہی ہونا ثابت
 کر دیا تو اب ہم کو ہر دعوے کی ثبوت کی واسطے قرآن کی آیت یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کا بیٹ کافی ہے اور دلیل عقلی کے کچھ ضرورت نہیں کیونکہ اللہ اور اس کی رسول سے
 زیادہ کس کا قول معتبر نہیں ہی پس جو اللہ اور اس کی رسول کی قول کو کفرانی سودہ سوامی دو
 ہونیکی اجتناب ہی ہے کیونکہ دلیل سے کہ جسکی اکثر مفہومات کی بناء ہیثیات اور مضمونات اور
 مشہورات بلکہ کاذبات پر ہوتی ہے مدعا کو لفظ نظر کے کہ جس میں اکثر سبب ظلمت ہیثیات
 کے غلطیان واقع ہوتی ہیں حاصل کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے کہنے حقیقت معلوم
 ہے اور رسول کو اللہ سے بذریعہ وحی یا الہام کی اطلاع دی ہے پس اس میں کسی طرحی
 غلطے کا احتمال نہیں اب ہم مدعا ثابت کرنے میں فال تعالیٰ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ
 مِنْ حِجَالِكُمْ وَلَكِنْ سُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی دکی باپ نہیں بلکہ
 اللہ کے رسول اور سبب نبیوں کی مہر میں آجس قرار نے خاتم کو کجتر نامی پڑا ہے پس اس
 تقدیر پر یہ معنی ہوئے کہ محمد سبب نبیوں کے چھلنی ہی ہیں کہ انکی بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا پہلی تقدیر کا
 یہ معنی ہیں کہ حضرت سبب نبیوں کی مہر میں کہ انکی بعد کوئی نبی نہ ہوگا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہو چکا طرح
 کے چیز کا منہ بند کر کے اوپر مہر لگا دیتی ہیں اس طرح حضرت نبوت کے سلسلہ پر مہر لگانے کا اب بعد
 انکی اوس سلسلہ میں کوئی داخل نہ ہوگا بہر تقدیر مدعا حاصل ہے بخاری اور مسلم فی روایت کیا ہے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ختم فی الرسل یعنی رسالت مجھ پر تمام ہو گئی تیردی ہے
 روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا
 اور بہت سے صحیح احادیث اسباب میں واروین اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہی پس جو

بحث دوسری حضرت کی خاتم النبیین ہوتی ہیں
 واضح ہو کہ جب ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کا کتاب الہی ہونا ثابت
 کر دیا تو اب ہم کو ہر دعوے کی ثبوت کی واسطے قرآن کی آیت یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کا بیٹ کافی ہے اور دلیل عقلی کے کچھ ضرورت نہیں کیونکہ اللہ اور اس کی رسول سے
 زیادہ کس کا قول معتبر نہیں ہی پس جو اللہ اور اس کی رسول کی قول کو کفرانی سودہ سوامی دو
 ہونیکی اجتناب ہی ہے کیونکہ دلیل سے کہ جسکی اکثر مفہومات کی بناء ہیثیات اور مضمونات اور
 مشہورات بلکہ کاذبات پر ہوتی ہے مدعا کو لفظ نظر کے کہ جس میں اکثر سبب ظلمت ہیثیات
 کے غلطیان واقع ہوتی ہیں حاصل کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے کہنے حقیقت معلوم
 ہے اور رسول کو اللہ سے بذریعہ وحی یا الہام کی اطلاع دی ہے پس اس میں کسی طرحی
 غلطے کا احتمال نہیں اب ہم مدعا ثابت کرنے میں فال تعالیٰ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ
 مِنْ حِجَالِكُمْ وَلَكِنْ سُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی دکی باپ نہیں بلکہ
 اللہ کے رسول اور سبب نبیوں کی مہر میں آجس قرار نے خاتم کو کجتر نامی پڑا ہے پس اس
 تقدیر پر یہ معنی ہوئے کہ محمد سبب نبیوں کے چھلنی ہی ہیں کہ انکی بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا پہلی تقدیر کا
 یہ معنی ہیں کہ حضرت سبب نبیوں کی مہر میں کہ انکی بعد کوئی نبی نہ ہوگا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہو چکا طرح
 کے چیز کا منہ بند کر کے اوپر مہر لگا دیتی ہیں اس طرح حضرت نبوت کے سلسلہ پر مہر لگانے کا اب بعد
 انکی اوس سلسلہ میں کوئی داخل نہ ہوگا بہر تقدیر مدعا حاصل ہے بخاری اور مسلم فی روایت کیا ہے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ختم فی الرسل یعنی رسالت مجھ پر تمام ہو گئی تیردی ہے
 روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا
 اور بہت سے صحیح احادیث اسباب میں واروین اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہی پس جو

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فضلت علی الانبیاء والصلیۃ یعنی نبی کے بعد رسول کا ہے۔ یہی سب انبیاء پر چھوڑ دیا ہے۔
چہرہ چہرہ کے سبب فضیلت دی ہے صحیح ترمذی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
اذا کان بین القیامۃ کنتہم لانیسین اس حدیث کی قیامت کی روز میں تمام نبیوں کا پیشوا ہوں گا تیرے
اور ارمی نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے میں پچھلون میں پہلون میں سب سے
زیادہ اللہ کے نزدیک کرم ہوں اور فخر نہیں یعنی فخر کی راہ ہی نہیں کہتا اور بہت سے
ان روایت صحاح میں مضمون کے وارد ہیں اور دلیل عقلی یہ ہے کہ اگر آپ کی شریعت سب
شریعتوں کی کامل ہے جیسا کہ اسکا ثبوت ابھی ہو چکا ہے اور کامل ہونا شریعت کا ثبوت کے
کمال کی دلیل ہے پس آپ سب اہل شریعت سے زیادہ کامل ہیں اور نبی علیہم السلام ہیں کامل ہیں اور
سب سے افضل ہیں دوم وہ چہرہ نہیں ہے کہ شریعت کا کمال اور اس کی زیادتی من حیث
ہو شریعت اسکی سہد کی کمال اور زیادتی سے ہوتی ہے اور نبی کا لفظ نبوت ہی شریعت ہی اور
حضرت کی نبوت اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے بہت زیادہ اور کامل ہے چند وجہ سے
وجہ اول یہ ہے کہ آپ کی نبوت خلق کے لئے ناقیامت باقی ہے بخلاف اور انبیاء علیہم السلام
کہ انکی نبوت ایک زمانہ تک رہتی ہے پس کسی کی نبوت سو برس تک کیسکی اور زیادہ کم رہی اور
حضرت کی قیامت تک رہیگی وجہ دوم یہ ہے کہ حضرت تمام خلق کی لئے جن سے انسان تک
سب کی نبی ہیں بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کی کہ انکی نبوت خاصیت ہی قوم کی لئے نہیں پس اگر
ہزار آدمیوں کا کوئی سو کا اور کوئی کم کوئی زیادہ کا نبی تھا علی ہذا القیاس وجہ سوم یہ ہے
کہ جس قدر حضرت کی نبوت کا اثر ظاہر ہوا اور کسی نبی کی نبوت کا اثر اس قدر ظاہر نہ ہوا کیونکہ ان کی نبوت
آدمی حضرت ہی کی حیات میں اور کروڑ آدمی حضرت کی بعد اپنی اور پگانی ہر قوم کے
حضرت کی میں ہیں آئی اور ہر قوم میں حضرت کا اتباع اور نبوت کی کیا اور حضرت کی حرام و
حلال کو عمل میں لانے بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کے کہ انکی متبعین بہت ہی کم ہیں مثلاً
عسے علیہ السلام اور اسکی بعد مومنین علیہ السلام کے متبعین بھی کچھ کم نہیں بلکہ غیبی آج کل

واللہ نفس محمدیہ کا لامع بلبل ہے۔ اے اللہ! یہودی و کفار نصاریٰ کو تفریق دے دے
یومہ عالی الذی ارسلت بہ الان کا میں اصحاب اہل عار مراد مسلم کہ کبھی قسم ہی ہوگی
کہ جبکہ وہ زمین میرے باپ ہی کہ اس تمام عالم میں ہے کہ جبکہ طرف میں رسول ہو کر آیا ہو
جو شخص کہ اس کو میری خبر پہنچی خواہ وہ یہودی خواہ نصاریٰ ہو اور میری خبر ایمان ملائے اور
اسی حالت میں مرجاسی نرود بلا شک ہمیشہ عذاب ناریں رہے گا کہ حضرت فی فرمایا
کہ جبکہ میرے خبر پہنچے اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو حضرت کی خبر پہنچے عیبی کہ پھر ان
اور ان لوگوں کے بعض لوگ قرآن کو حفظ اللہ کا ایک جانتا ہے کہ نیت کرنا ہی کہ نہ اس کے
عقل دریافت کر سکتے تھے اور حضرت پر ایمان نہ تھے وہ خبر لوگ مجبورین و قال ایہی علی
اللہ علیہ وسلم ائت اقل الناس حتی یثبت لک لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ
اخذت مراد اسلام و البخاری حضرت فی فرمایا ہے کہ کبھی حکم اہی برون ہوا کہ میں تمام عالم سے
جہاد کئے جاؤں تب تک کہ وہ اللہ کے ایک ہوئی اور محمد کے رسول ہوئی گواہی نہ دین۔ اور
سے احادیث صحیحہ و آیات قرآنیہ اس مطلب پر شاہدین پس وہ بعض کم عقل یہ کہتے
ہیں کہ اپنی دین بر مضبوط رہنا چاہیے سب دین ادنیٰ ہیں سب کو نہایت بگاڑنا غلط ہے
اور یہ یہی غلط ہی کہ بعض ادا ان کہتے ہیں کہ فقط اللہ کو ایک جانتا نجات کی لہی کافی ہے
اور دلیل یہ لانی ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ جسنی لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائیگا حالانکہ
یہاں حضرت کی رسالت کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت فی مختصر کی و علی اب
جزو کو ذکر فرما دیا ہے و لا الہ الا اللہ تو یہودی کہتی تھی حالانکہ اذ کو نجات کی دین سے تھک کی رسالت
کا اقرار کرنا شرط ہی اور یہ دونوں اُس کے وہ اہل ناریں چنانچہ قرآن و حدیث میں اہل ار
ہوئی نصیح ہے کہ حضرت کو معراج ہوئی کہ جاتی میں رائے کہ اب رسول
ہو کر مکہ سے بیت المقدس پہر واپسی آسمانوں پر گئے پھر آئی جہانگیر
فی چاہا اوس راتیں جنت و دوزخ کی یہی سپہر کے نشانہ پہنچو و فانی میں کہ

رات کو حضرت کا کہنے کے بعد حرام سے مسجد یعنی تک سیر کرنا اس آیت سے ثابت ہی سبحان
 لا یغفر الذنوب الا الله یعنی پاک ہی وہ جس نے سیر کرانی اپنی جگہ
 (محمد علیہ السلام) کو مسجد حرام سے مسجد نفی تک ات من الایہ اور اتنی تفصیل احادیث صحاح میں
 مذکور ہے کہ قدر مشترک ادا کا دو اثر کو پہنچ گیا ہے کہ جو یہ مخصوص ملک ایک روایت جزا عادیہ
 پس شکر کے لئے خوف کفر ہے ف بعض لوگ مجتہدین معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں
 جسم سے فقط بیت المقدس تک جانا مانتی ہیں آگے اسماؤں پر روح کے ساتھ جانا ثابت کرے تیز
 اور یہ دلیل لاتی ہیں کہ معاویہ معراج کی نسبت یوں فرماتی ہیں کان (و یأصطح) کہ ایک خواب
 ہوا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی یوں منقول ہے ما فقد جسم من جسدی اللہ علیہ السلام لیلۃ
 المعراج کہ معراج کی رات آنحضرت کا جسم مبارک گم ہوا اور فرمایا میں ہی اللہ فرمایا ہی و مکا
 جعلنا الرویا التي ارینا لا الا فقه للنا الایہ یعنی جو خواب کہ پہنچے تجھ کو اسی بنی دیکھا ہوا اسکو
 لوگوں کے حق میں مستند بنا دیا جواب انکی دلیل کا یہ ہے کہ اول تو یہ رد نہیں کہ جو عائشہ اور
 معاویہ سے معراج کے بارے میں منقول ہیں ادا احادیث صحاح کے مقابلہ کے کہ جن میں مستند
 جسم کے ساتھ اسماؤں پر جانا مذکور ہے صلاحیت نہیں کہ بہت پس شاذ قرار دیا جائیگی و دوم اگر کو
 بہمہ وجہ تسلیم ہی کیا جادوی تب یہی مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہوا کیونکہ آنحضرت کو سوائے
 معراج جسمانی کی خواب میں ہی کئی بار معراج ہوئی ہے تو ہم کہتی ہیں کہ یہاں ہی ان روایتوں پر
 یہ ثابت ہے کہ حضرت کو خواب میں معراج ہوئی پس اس سے یہ نہیں ثابت ہوا کہ یہی سیدار
 میں معراج جسم کے ساتھ نہیں ہوئی سو ہم معاویہ کے من ایک مدت کی بعد ایمان لائے
 ہیں اور حضرت کو معراج کے کئی برس پہلی ہوئی سوانکی روایت اس معاملہ میں ادا صحاح کے
 مقابلہ میں کہ جو اوجہ وقت موجود ہے معتبر نہیں ملے ہذا القیاس عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ایک مدت کے
 بعد حضرت کے نکاح میں آئیں سو یہ بھی اوجہ وقت نہ نہیں چہا زرم عائشہ رضی اللہ عنہا کے
 قول میں مخالف کا مدعا نہیں ثابت ہوا کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اسکی یہ معنی ہیں کہ جسم روح سے

بندہ انوارِ کونین جسم کے روح اور رگینی اور قرآن کے آیت کا ہر جواب ہی کو خود ہی آیت
ہماری مدعا کی لئے دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اس معراج کے نسبت فقہ فرمایا
اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت کا جواب میں آسمان پر نشتر یعنی لہجہ نافقہ نہیں ہو سکتا کسی لہجہ کے نزدیک
بات کو لوگ ایسا مستبعد اور عجیب نہیں سمجھتی کہ اس کی تکذیب کر کے کا فواد مرتب ہو جاتی اور
دوسرے بچائی دین اگر کوئی جسم کی ساتھ حالت پیدا میں افلاک پر جاننا بیان کریں تو اس کو کہتے
عوام صید اور عجیب جانا کرتے ہیں اس علوم ہوا کہ حضرت فی جسم کی ساتھ حالت پیدا میں
افلاک پر جاننا بیان فرمایا تھا سورہ النور کی حق میں کہ جو ضعیف الا یمن تہی نشتر ہو گیا پس ضرر دیا
کہ رو بار کی معنی اس آیت میں خواب کی کہی جاوین بلکہ ریت بصری مراد لہجہ اوی کیونکہ لفظ غایب
کچھ خواب ہی کیونکہ عقلی مخصوص نہیں بلکہ لوگ حضرت کی جسم ٹھہر کا افلاک پر جاننا اس دلیل سے
محال سمجھتے ہیں کہ آسمان میں نہ دروازہ ہے کہ حضرت تا وہیں ہی اور رگینی ہوں کیونکہ تمام آسمان
مستطیل طبعی ہا کہ ہے اور ایک خاصیت ہی ہے ہر بلاج کیونکہ دروازہ ہر کی اور نہ آسمان ٹوٹ
پھوٹ سکتی ہیں کہ آپ تو پتھر کا اور پتھر سے لگتی ہوں کیونکہ فلکیات جن یہ محال ثابت ہو چکا
جو اسباب یہ ہے کہ اول تو روح کے مقابلہ میں کسی عقل کا اعتبار نہیں ہی چنانچہ مکار بیان
گزشتہ روح آسمان میں دروازہ ہونا ہنسی نزدیک اس پر مبنی ہی کہ اللہ کے ارادی اور آسمان
سے آسمان پیدا نہیں ہوئی بلکہ بچا جب بی اختیار پیدا ہوئی میں سو یہ بالکل غلط ہے
بے لگا اسکا ذکر پہ گزرا پس مکن ہی کہ اس قادر مختار نے آسمانوں میں دروازہ رکھی ہوں
اور انہی حضرت اور پتھر سے لگتی ہوں اور جو شخص در کا آسمان میں ہونا محال کہی اور کہ
لازم ہے کہ ثابت کریں سو ہم اس بنا کی تم ہی قائل ہو کہ آسمان غلطہ کیجای بہت تیز رفتار
اور فطین کی جہی بالکل مسکن ہی اور اس کی پہلی ٹال کہ آسمان فطین زیادہ پہلے اور کوئی خاص
اور کوئی محوی ہی اور کہیں بہت دل اور کہیں سے نہایت چلا ہے کہ اس کو سطح چھری
کہیں تو بجا ہے اور ایک جسم آسمان میں سے نہایت روشن ہو گیا ہے کہ اس کو سبب زیادہ

بندہ انوار کونین جسم کے روح اور رگینی اور قرآن کے آیت کا ہر جواب ہی کو خود ہی آیت ہماری مدعا کی لئے دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اس معراج کے نسبت فقہ فرمایا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت کا جواب میں آسمان پر نشتر یعنی لہجہ نافقہ نہیں ہو سکتا کسی لہجہ کے نزدیک بات کو لوگ ایسا مستبعد اور عجیب نہیں سمجھتی کہ اس کی تکذیب کر کے کا فواد مرتب ہو جاتی اور دوسرے بچائی دین اگر کوئی جسم کی ساتھ حالت پیدا میں افلاک پر جاننا بیان کریں تو اس کو کہتے عوام صید اور عجیب جانا کرتے ہیں اس علوم ہوا کہ حضرت فی جسم کی ساتھ حالت پیدا میں افلاک پر جاننا بیان فرمایا تھا سورہ النور کی حق میں کہ جو ضعیف الا یمن تہی نشتر ہو گیا پس ضرر دیا کہ رو بار کی معنی اس آیت میں خواب کی کہی جاوین بلکہ ریت بصری مراد لہجہ اوی کیونکہ لفظ غایب کچھ خواب ہی کیونکہ عقلی مخصوص نہیں بلکہ لوگ حضرت کی جسم ٹھہر کا افلاک پر جاننا اس دلیل سے محال سمجھتے ہیں کہ آسمان میں نہ دروازہ ہے کہ حضرت تا وہیں ہی اور رگینی ہوں کیونکہ تمام آسمان مستطیل طبعی ہا کہ ہے اور ایک خاصیت ہی ہے ہر بلاج کیونکہ دروازہ ہر کی اور نہ آسمان ٹوٹ پھوٹ سکتی ہیں کہ آپ تو پتھر کا اور پتھر سے لگتی ہوں کیونکہ فلکیات جن یہ محال ثابت ہو چکا جو اسباب یہ ہے کہ اول تو روح کے مقابلہ میں کسی عقل کا اعتبار نہیں ہی چنانچہ مکار بیان گزشتہ روح آسمان میں دروازہ ہونا ہنسی نزدیک اس پر مبنی ہی کہ اللہ کے ارادی اور آسمان سے آسمان پیدا نہیں ہوئی بلکہ بچا جب بی اختیار پیدا ہوئی میں سو یہ بالکل غلط ہے بے لگا اسکا ذکر پہ گزرا پس مکن ہی کہ اس قادر مختار نے آسمانوں میں دروازہ رکھی ہوں اور انہی حضرت اور پتھر سے لگتی ہوں اور جو شخص در کا آسمان میں ہونا محال کہی اور کہ لازم ہے کہ ثابت کریں سو ہم اس بنا کی تم ہی قائل ہو کہ آسمان غلطہ کیجای بہت تیز رفتار اور فطین کی جہی بالکل مسکن ہی اور اس کی پہلی ٹال کہ آسمان فطین زیادہ پہلے اور کوئی خاص اور کوئی محوی ہی اور کہیں بہت دل اور کہیں سے نہایت چلا ہے کہ اس کو سطح چھری کہیں تو بجا ہے اور ایک جسم آسمان میں سے نہایت روشن ہو گیا ہے کہ اس کو سبب زیادہ

نورایت کی آفتاب اور اوس سے کم کو آفتاب اور اس سے کم کو ستارہ کہتی ہو علیٰ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور بہت سی اختلافات آسمانوں میں ہمارے نزدیک بھی مسلم ہیں اگر کوئی قادر مختار
موجود تھا اور سب افلاک کا مقصد طبعی ایک تھا تو یہ اختلافات بعید و بکیر ہوتی ہر طبقہ ایک کائنات
نہو ایسے جو جواب ہم اسکا دوگی وہی ہم دروازے ہونگا دیکھتے چہارم جن مقامات سے
حکما رنی آسمانوں کا ٹٹنا پھٹنا محال ثابت کیا ہی وہ مقامات ہی بالکل بی اصل ہیں جبکہ
کسی سے اونکا ثبوت کامل نہیں چشم اگر یہ بھی تسلیم کیا جاوی تو حکما کی دلیل سے قطع
نہیں آسمان کا ٹٹنا پھٹنا محال ثابت ہوتا ہے آسمانوں کا پس یہ ہمارے مدعا میں خلل
انداز نہیں کیونکہ ہم حضرت کی معراج نوزین آسمان سے باہر نہیں کہتی بلکہ آسمانوں یا نوزین
ہم کہتی ہیں فائدہ شب معراج کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے دیکھنا صحیح ہے
کے نزدیک مختلف فیہ ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور بہت سی صحابہ رضوانہ علیہم اجمعین
عائشہ صدیقہ اور چند صحابہ اسکا انکار کرنے میں اور کہتی ہیں کہ دیکھنے سے دیکھا ہوتا ہے
اسی طرح حضرت کے امت سب استثنائی افضل ہی ہے قال اللہ تعالیٰ
وَلَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ فَخَرَبَكُمْ وَقَالَ إِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ
عَلَى النَّاسِ وَيَكْفُرُونَ الْكُفْرَ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ فَخَرَبَكُمْ وَقَالَ إِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ
تم اور سب لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو گا اور یہ ظاہر ہے کہ جسپر کوئی گواہ نامی نوزہ
اوس سے اولی اور بہتر مزا ہے کیونکہ اگر گواہ ہی ویسا ہی ہوتا تو اوسکی گواہی کا کیا اعتبار ہی پس
امت محمدیہ کو اللہ نے سب لوگوں پر گواہ بنایا پس ہر وجہ بیان سابق یہ سب اولی اور بہتر
ہوئی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ جب ہمارے سردار محمد علیہ السلام سب اور امتوں کی سردار بنے
افضل میں تو ہم انکی جنہیں سے افضل میں اور تیسری وجہ یہ ہی کہ اس امت کو دین پاک
اور کامل ملا جسکا کہ پہلے ثابت ہوا بخلاف اور امتوں کے کہ انکو ناقص ملا تھا لہذا ہر امت میں
جو بھی وجہ یہ ہے کہ یہ امت تمام انبیاء علیہم السلام کو مانتی ہی بخلاف اور امتوں کی کہ کوئی

چشم

چشم

ف

افضل میں تو ہم انکی جنہیں سے افضل میں اور تیسری وجہ یہ ہی کہ اس امت کو دین پاک اور کامل ملا جسکا کہ پہلے ثابت ہوا بخلاف اور امتوں کے کہ انکو ناقص ملا تھا لہذا ہر امت میں جو بھی وجہ یہ ہے کہ یہ امت تمام انبیاء علیہم السلام کو مانتی ہی بخلاف اور امتوں کی کہ کوئی

موسیٰ کو نہیں مانتی کوئی جیسے کو کوئی محمد علیہ السلام کو نہیں مانتی اور سدا سکایہ یہی کہ اور امتوں کی
 واسطی بحسب وقت مختلفین بہت تہین اور اجر کم اور اس امت کی واسطی محنت کم اور اجر بہت
 چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہے کہ میری امت کی اور یہود و نصاریٰ کی یہی شان
 ہے کہ میرا ایک شخص نے کسے کو مزدوری پر مقرر کیا کہ آدمی دن تک ایک قیراط و دن
 پس یہود میں کہ نصف النهار تک ایک قیراط پر کام کیا پھر ابوسنی کہا کہ نصف النهار
 جو کوئی عشر تک میرا یہ کام کر لیا تو اسی ایک قیراط و دو ننگا سو وہ نصاریٰ ہیں کہ ایک قیراط
 آدمی دینی عشر تک ہی کام کیا پھر ابوسنی کہا کہ جو شخص عصر سے آفتاب کی غروب تک میرا
 یہ کام کر لیا تو زمین اوسے دو قیراط و دو ننگا پس وہ تم ہو کہ منی عصر سے غروب تک وہ قیراط پر
 کام کیا بلا شک انہاری ٹہنی دو چند اجر ہے پس یہود و نصاریٰ ناراض ہوئی کہ ہمیں کام
 بڑے دیر تک کیا اور یہی کم مزدوری پائی اللہ تعالیٰ فی فرمایا کہ میں نے کچھ تمہارا حق دیا
 اور تمہوں نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ فی فرمایا کہ یہ میرا فضل ہی جیسا ہوں و دن سداہ التجار
 اور بہت سی حدیث صحیحہ اسباب میں وارد ہیں (جس مسئلہ میں بہت متفق
 ہو وہ حق ہے اور ان کا مخالف مردود ہے) ترمذی فی جہی صلی اللہ علیہ وسلم
 سی روایت کیا ہے لا یختم علی قلوبکم ولا بصرکم لعلکم تتقون اللہ تعالیٰ کہ تمہارے اللہ علیہ وسلم کی امت گمراہی پر
 نہو گی و یداللہ علی الجاحقہ و یتقنشد فی النار رواہ الترمذی کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہی اوست
 شخص جماعت سی نکلا کہ اید جہنم میں گیا و اتبعوا اللہ لا یظلموا ابن ماجہ کہ تمہاری کار
 بڑے گروہ کی یعنی میرے امت میں جس مسئلہ میں بہت سی لوگ ایک طرف ہوں اوسکی پیروی
 کر دیکر کہ جماعت کثیر گمراہ نہو گی کیونکہ لاکھ حکم کل پس اگر گمراہ ہوں تو غالباً سب گمراہ کہلاؤں
 سب کا گمراہ ہونا باطل ہے کیونکہ اگر تمام امت گمراہ ہو تو قرآن کی تکذیب لازم آوی اور امت
 اور خیر مہرنا غلط ہو جاوے پس یہ محال ہے تو امت کا گمراہ ہوا یہی محال ہی اور بہت
 احادیث صحیحہ اسباب میں وارد ہیں سوال جب ایک ایک شخص کا افس پر ہونا ممکن ہے

نقل از کتاب
 تاریخ طبری
 ج ۱ ص ۱۰۸

انواع امت کے گمراہ ہونے

الحمد

تو ہو سکتا ہی کہ ان کا مجموعہ یعنی جماعت ہی گمراہ ہو جاویں جو اب اجتماع سے ایک کو دوسرے کی رائی کو اندر تعالیٰ نورت عطا فرماتا ہے اور جماعت کو اپنا وعدہ سچا کر نیک و سوطی برکت دیتا ہے دیکھو ایک ایک بال کو شخص توڑ سکتا ہے پس جب بہت سی بال جمع کبی جاوین تو اون کو شخص نہیں توڑ سکتا پس حکم مجموعہ کا احاد کے حکم سے غیر ہی (پہراست میں صحابہ) فضیل میں اور صحابہ میں سب کے فضیل ابو بکر صدیق پہر عمر بن الخطاب پہر عثمان بن عفان پہر علی بن ابی طالب علی ترتیب خلافت رضی اللہ عنہم جمع ہیں اگر چہ چاروں صحابیوں کی بہت سی فضائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں لیکن صحابہ نے حضرت ابو بکر اور عمر رض کے فضائل کو بکثرت پایا اور انہیں سے خاص ابو بکر رض کے فضائل اور زیادہ ثابت ہوئی تو سب انصار و مہاجرین نے ان کو برگزینا و صفت قرآن مجید میں موجود ہے ابو بکر صدیق کی فضیلت پر اتفاق کیا اسی وجہ سے او کو نبی علیہ السلام کی بعد خلیفہ بنایا پہر او کی بعد عمر رض کی فضیلت پر اتفاق ہوا البتہ بعض علماء نے علی کو عثمان پر فضیلت دی ہے لیکن اکثر متقدمین عثمان کو علی پر فضیلت دیتے چلے آئے ہیں پس کوئی وجہ و وجہ ضرور او کی پاس ہوگی لہذا جمہور کے مخالفت کرنا چاہا نہیں کچھ فضائل ان صحابہ کے لگے آؤ نیکی انشا اللہ تعالیٰ پہر وہ جو بدر کی شہادت میں حضرت کی ساتھ تھے پہر جب نبی صلی علیہ وسلم کافروں کے تکلیف سے مکہ چھوڑ کر مدینہ میں تشریف لائے تو اوس کے در سری سال سنا کہ ابوسفیان شام کی ملک سی قافہ کے ساتھ آتا ہے حضرت پہر خبر پا کر تین سو تیرہ صحابہ کے ساتھ کہ او نہیں سے شتر مہاجرین اور باقی انصار تھے قافلہ کی پیچھے گئے ابوسفیان یہ خبر پا کر قافلہ لیکر بھاگ گیا اور مکہ میں جب یہ خبر پہنچی تو ابو جہل قریب ایک ہزار آدمی کے لیکر حضرت کی مقابلہ کو نکلا کہ کے قریب ایک میدان میں بدر ایک کنواں ہوا وہاں اگر مقابلہ ہوا اللہ نے اس روز مسلمانوں کے مدد کو آسمان سے ملائکہ بھیجے بہت کافروں کو قتل ہوئے ابو جہل بھی مارا گیا اور بہت سی گرفتار

جواب

جواب
سب کی فضائل
میں

فضائل
جواب

آئی چند صحابہ بھی مشہد ہوئی آخر کفار کو شکست ہوئی موان صحابہ کی بہت سی فضائل
 قرآن و احادیث میں آئی ہیں اور ادنیٰ وسطیٰ جنت کا وعدہ کیا گیا خلفاء اربعہ بھی نہیں
 شریک ہیں پھر وہ جو احد کی لڑائی اور حیت رضوان میں شریک تھے
 مدینہ کی قریب ایک پہاڑ احد اور مکانام ہے بدر کی لڑائی کے بعد مکہ کی کا حضرت پرچہ
 حضرت مع صحابہ کے مدینہ سے نکلا احد کے پاس اونسی مقابل ہوئی اول کفار کو شکست
 حضرت فی چند شخصوں کو ایک گہائی برتیر اندازی کے لئے محاذ پہلار کہا تھا جب کفار
 نودہ لوگوں ہی لوٹ کر وسطیٰ لوگ پیچھے دوڑے کفار گہائی کو فانی پا کر پیچھے سے مسلمانوں پر
 گئے اس پر حضرت حمزہ رضی وغیرہ قریب ستر صحابہ کی مشہد ہوئی اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 بھی سربارک پر چوٹ آئے اور ایک دانت کا کنارہ ایک کا قریب ہینک مارسی لڑ گیا
 پھر صحابہ فی جمع ہو کر حاکم کیا آخر معاملہ برابر برابر موان صحابہ کی بھی شہر آن و احادیث میں
 بہت سے فضائل مذکور ہیں پھر بعد اس لڑائی حضرت مکہ کو عمرہ کی نیت سے حبلی مکہ کی قریب
 ایک کو ان حدیبیہ ہے جب حضرت وہاں پہنچے تو اہل مکہ مانع آئی حضرت فی عثمان کی صلاح کی
 کہ میں بھیجا چچی کہی مشہور کر دیا کہ عثمان کو اہل مکہ کی مشہد ہو کر دلا جب حضرت فی یہ سننا
 بقصد اس کی کہ اہل مکہ چل کر بن سب صحابہ کو جو قریب تیر سو کی تھی بلایا اور اتھہ میں اتھہ لیکر یہ
 ازار کرا با کہ اللہ کے راہ میں جان دینے کے ہرگز نہ ہا گین گے اور عثمان کی طرف سے آہنی آہستہ
 کے اور وہ لیکر کا درخت کو حبلی نیچے بیٹ ہوئی تھے عربی زمین کو کھدو کہتی ہیں سو اس سبب
 ان صحابہ کو صحابہ اکمرہ کہتی ہیں اور اس بیعت کو اکمرہ بیعت کہی اور اس سے راضی ہو رہا
 تو ان کو صحابہ بیت الرضوان بھی کہتی ہیں سو اس احد کے معرکہ میں اور اس بیعت میں ان کو
 عمرہ عثمان - ملی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شریک نہی ان دونوں معرکہ کے صحابہ کے
 حق میں بھی قرآن و احادیث میں بہت فضائل اور مجاہد آئی ہیں الغرض اول
 نبیوں کی آدم علیہ السلام اور سبب آخر محمد علیہ السلام ہیں اور درمیان

فضائل
 رضوان

صحابہ
 اکمرہ
 بیت الرضوان

او نکی بہت انبیاء ہوئی ہیں نبی گشتی کے سب پر ایمان لانا چاہی صلاوات
 علیہم اجمعین اگرچہ بعض احادیث سے انبیاء علیہم السلام کے تعداد ثابت ہی چنانچہ
 امام احمد نے ابوذر رضی عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء علیہم السلام
 تعداد پوچھے پس آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار میں کہ ان میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں
 اور بعض روایتوں میں دو لاکھ چوبیس ہزار آئی ہیں ہر کیفیت مجملہ سب کو رخصت جانے اور
 تعداد معین نہ کر کے کہ نہ کہ روایتوں کا اختلاف کہ ایک ہیں دو لاکھ چوبیس ہزار دوسرے
 ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت فی حضور نہیں کیا پس اگر ایک لاکھ
 چوبیس ہزار ہی پر ایمان لا دین تو باتے انبیاء کا انکار لازم آوے گا اور اگر دو لاکھ چوبیس
 ہزار پر ایمان لا دین تو دو مشکلین پیش آویں اول یہ کہ پہلی روایت کی موجب غیر انبیاء
 کو انبیاء کہنا ٹھیکے دوم یہ کہ احتمال ہے کہ کوئی اور روایت ہو کہ اوس میں اس
 سے ہی زیادہ تعداد ہو تو اور کا انکار لازم آوے پس بے تعداد مجملہ سب پر ایمان
 لاوے اور سب کی محبت دل سے رکھی اور جب کچھ کا نام سنے تو علیہ السلام کہے
 اور جب صحابہ کا نام آوے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہے اور اس کا بر دین کا نام آوے
 رحمہ اللہ کہے **فائدہ** اکثر جماعتی نبی اور رسول کے ایک ہی معنی مراد ہی جاتے
 ہیں لیکن کہیے نبی اور رسول میں فرق کرتے ہیں پس جس نبی کو کتاب اور دین
 جدید اللہ کے طرف سے بھیجا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو انکو
 رسول کہتی ہیں اور جس کو کتاب اور دین جدید نہ ملا تو وہ فقط نبی ہے اور رسول نہ
 کہیں گے پس ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں اور علم فائدہ سب نبی
 مرد آزاد و سب نسب متصوم تھے اور کسی میں کوئی ایسا عیب نہ تھا کہ عوام اس کی سبب
 انکو حقیر جانیں اور احکام الہی کو نہ مانیں **فصل** اللہ تعالیٰ نے
 اپنی رسولوں پر کتابیں اتاری ہیں جو کچھ اوکھین ہی سب حق ہے

[illegible]

باعث سے تورات و انجیل میں تغیر کئے آگیا چنانچہ بخت نصر بادشاہی یہود پر چڑھائی کے اور
ہسن زار یا یہود کو قتل کیا اور تلاش کر کے تورات و زبور کو جلا دیا انکی ان لکھا ہی کہ اوست
بیت المقدس میں کل ایک نسخہ تورات کا اصل دھاراراکر آتا تھا سو اوسکو بھی اوستی جلا دیا بعد اوسکے
لوگوں نے کچھ کچھ اپنی یاد سی لکھا اور موسے علیہ السلام کے بعد کی قصوں کو بھی اوس میں داخل
کر دیا پھر اوس میں بھی روز بروز اپنی غرضوں سی تبدیل و تغیر کیا یہاں تک کہ ہزار سی
علیہ السلام کی خبریں ایک سخت نکال الدین اسی طرح جیسے علیہ السلام کو جب یہودی گرفتار
کیا تو انجیل کا کل ایک نسخہ تھا اوسکو بھی یہود نے جلا دیا اوسکے بعد اوسکی حواریوں نے
کچھ کچھ حال عیسی علیہ السلام کا اور کچھ مضامین انجیل کے اپنی یاد پر لکھی کہ جواب انجیل میں دلو تو اوس
کے نام ہی مشہور ہیں پھر مذہبی بعد بہت سی لوگوں نے کہ بعض انہیں سی بطبع دنیاوی طور پر
شاگرد تھے دعوا کیا کہ یہین الہام ہونا ہے سو اوسکی موجب تاریخی طور پر حواریوں کی قصوں کو
بھی جمع کیا اور اس کل مجموعہ کا نام انجیل رکھا پھر اس میں بھی طر حطر حکے کمی زیادتی کئے
اسکی کیفیت آج کل کے انجیل دیکھنی سے خوب واضح ہوتی ہے اور اس بحث کو علماء دین
اپنی کتابوں میں خوب ثابت کیا ہے اکیاصل وہ تورات و انجیل اب نہیں ہے تاریخ کو
طور پر کچھ کچھ حالات عیسی و موسی علیہم السلام کے اور کچھ کچھ مضامین تورات و انجیل کی جمع
کرتے ہیں اب انکو تورات اور انجیل کہتے ہیں (اور قرآن سید المرسلین صام
النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا) حضرت ابند اسمعے ہی جیسیہ
الہی میں رہا کرتے تھے لہذا انکو تنہائی مرغوب تھی کہ کے پاس ایک پہاڑ میں غار ہے اوس
خارجہ اگرتی ہیں اوس میں تنہا بیٹھ کر یاد الہی کرتے تھے کئی روز کا کہنا پینا اوس میں لیجا یا
اتھی کبھی آپ کی بر سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دی آبا کرتے تھیں کہ جب
آپ کی چالیس برس کی عمر ہوئی اوسی خارجہ امین جبریل آپ کی پاس وحی لائی اور کہنے
لگے کہ پڑھ اپنی فرمایا میں پڑھا یہ وہ نہیں پھر جبریل نے اسبطرے کہا پھر آپ نے یہی فرمایا

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

آخر جبریل نے سورہ فاتحہ پڑھائی **مَا اَعْطَاكَ رَبُّكَ** کیا خدا نے آپ کو کفایت ہی پہلی دافہ تھی
 گھبرا کر گھر پر تشریف لائے خلیجہ سے سب حصہ بیان کیا خدا کیجو حضرت کو دستا بن نوح کی
 لائین اور در قہار بن نوح بنجیل خوب جانتی تھے سنکر کہنی لگی یہ جبریل بن ادب کیوں
 کے پس اسی میں لوگ اوسکی دشمن ہو گئی ہیں اور کاش جب قریش اکھو کے سے نکالیں
 میں بھی جو ان ہوا کہ آپ کی خوب مدد کرنا اور قبل نبوت کی سوا ہی در قہار کی اور بیت سے
 رہبان شمس آب کی منتظر تھی اور شب و روز یہی دعا مانگتی تھی اور درخت و پتھر آب کو
 السلام علیک یا رسول اللہ کہا کرتے تھے پھر چہ پہنچی تک آپ پر کوئی آیت یا سورت نازل
 نہوئی پھر سورہ مدثر نازل ہوئی پھر قرآن ہی درپے آنا شروع ہوا اور بعد اسکی تیرہ بار
 تک حضرت کہ میں سب سے حاجت خیر ہوں تک یہاں قرآن نازل ہوا فرشتہ لک
 ایمان لائی اور دین حق میں آنے لگے چنانچہ لوگوں میں حضرت علی اور عورتوں میں حضرت
 خدیجہ بنتی علیہ السلام کے بیوی اور بڑے لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے
 پہلے ایمان لائی اور ان کے دین میں داخل ہوئی پھر رفتہ رفتہ اور لوگ بھی ایمان لائے
 جب کفار قریش نے نبیؐ کو دیکھا تو انحضرتؐ اور سب مومنین کو طح طرح کی تکلیفات میں مشغول
 کیا حضرت نے صحابہ کو ہجرت کی اجازت دی قریب شہر صحابہ کہ ادن میں ہی حضرت کے
 بچا زاد ہی بہائی جعفر طیار یہی تھی تاکہ حبشہ میں چلی گئی اور مدائن کا بادشاہ بنجا
 ہی ادن لوگوں سے حضرت کا حال سنکر ایمان لایا اور خود حضرت مع ابوبکر صدیق کے
 بحکم الہی کے چوڑ کر مدینہ میں تشریف لائی مدینہ کی لوگ بہت تو حضرت پہلی ہی سی ایمان
 لائے تھے ابھی حضرت کی آنکی خبر سنکر صد آدمی استقبال کو جاتی تھی آخر جب تشریف لائے
 چند روز قہار میں کہ مدینہ سی قریب دو تین کوس کی فاصلہ رہے پھر مدینہ میں آئے
 ابوالب انصاری کے گھر پر پہنچے پھر تو اوراقی لوگ بھی ایمان لائی دس برس تک مدینہ
 میں رہی اسلام کو پوری فوت ہو گئی کفار سی جہاد شروع ہوا بڑی لڑائی سب سے پہلی

جانب اس میں کذا فی الاتقان و علماء نے حضرت پر وحی نازل ہوئی چند کیفیات
نقل کی ہیں اول یہ کہ حضرت کی پاس جبریل جس کی کسی آواز سے آتی تھی جیسا کہ صحیح
بخاری میں آیا ہے احمد نے اپنی سند میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت
عرض کیا کہ اگر وحی آتی ہوئے معلوم ہوتی ہے پس فرمایا کہ میں ایک جس کی آواز سناتا ہوں
بہرہ آور نہ ہو جاتی ہے اور ہر ایک یونٹن کرنا ہوں کہ شاید اس سے بیرون قبض ہو جائے
خطابی نے کہا ہے کہ یہ آواز وحی کی فرشتہ کی ہے اور حضرت پر اول کلام خطا مطہر تھا
یہاں تک کہ آخر کو یہی سمجھ لیتی تھی بعض نے کہا ہے یہ فرشتہ کی پر دہی آواز تھی اور میں
یہ حکمت تھی کہ حضرت کو وحی کی آئینی پہلی اطلاع ہو جاوے تاکہ کس طرف کا خیال پائی کرے
دوم یہ کہ جبریل آدمی کے شکل میں ہر کرتے تھے اور حضرت کو کلام الہی پہنچاتی تھی جیسا
صحیح بخاری میں موجود ہے کہ احيانا يقتل الملائكة جلا في كل سنة فاحص ما يقول کہیں فرشتہ کو
کیسے رہتے ہیں آواز سے پس مجھ ہی کلام کرنا ہی سو میں خود کہتا ہے خوب سمجھ لیتا ہوں سو میں یہ کہ
خواب میں اگر فرشتہ آجی کہہ جائے ہاں سو قرآن میں کوئے آیت باسورت اس طرح نازل نہیں ہو
ان سنت نازل ہوئی تھی چہارم یہ کہ خود اللہ تعالیٰ حضرت سے کلام کرنا تھا یا تو جاتی میں جیسا کہ
شب معراج میں کلام کیا تھا یا خواب میں جیسا کہ حدیث معاذ میں ہے انا نبی فقال جیسا
تختم الملاء الا على احدیث سواس قسم پر ہی قرآن نازل نہیں ہوا ان آخر سورہ بقرہ کا اللہ تعالیٰ
بدا یہ میں خود اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو کر شب معراج میں حضرت فی سیکہا ہے کذا فی التفسیر
الاتقان و پس جب جبریل علیہ السلام کچھ آیات قرآن کے حکم الہی آپ کی پاس لاتے
تو حضرت کا منہ ہی فراموشی نہیں کہ ان آیات کو کہ فلاں سورہ کی ہیں اسی سورہ میں لکھ دو سو
کاتب اس آیت کو جیانی ہوتی تھی میں لکھ دیا کرتے تھے چنانچہ امام احمد و رزندی اور ابو داؤد
نے روایت کیا ہے وکان اذا نزل علیه شیء دعا بعض من کان یتکتب فیکول صنعوا هؤلاء
الآیات فی سورة البقرہ یدکر فیہا کذا وکذا یعنی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ نازل ہوتا

تو ایک اپنی بعض کاتب کو بلا کر فرمادی کہ ان آیات کو ظان سورۃ میں لکھو اور سبب یہ تھا
 کہ قرآن مجید کے اصل ترتیب لوح محفوظ کے مطابق اس طرح سے تھی کہ جواب
 ایک حضرت کی زمانہ سی چلی آتی ہے کہ اول سورۃ فاتحہ ہی پر سورۃ البقرہ پر سورۃ آل عمران علی
 ہذا القیاس لیکن نازل ہونے میں ترتیب نہ تھی کہ اول کی سورۃ اول نازل ہو اور بعد کی بعد
 بلکہ جو وقت میں جس سورۃ یا آیت کی ضرورت ہوتی تھی خواہ وہ سورۃ یا آیت اول کی ہو خواہ
 بعد کی نو جبریل علیہ السلام اس کو بیان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لاتی تھی اور حضرت
 اس کو اسکی موقع اصل پر لکھوا دیتی تھی چنانچہ تمام قرآن مجید حضرت کی حیات میں با ترتیب لوگوں
 پاس لکھا ہوا رہا اور یہی سنی حافظوں کو یاد ہو گیا تھا انہوں نے بار بار حضرت کو سنا دیا تھا اور
 ہر شخص خصوص حافظ ہر روز پڑھا کرتے تھے اور اس میں ایک دوسرے کو سنا کر تھے تھے اور حضرت
 سی بھی سنا کرتی تھی اور حضرت کو سنا یا کرتے تھے لیکن حضرت نے اپنی حیات میں بعض آیات
 کی نسخہ التلاوت ہونے کی احتمال سی یا اس وجہ سے کہ اور آیات نازل ہو چکا اچکی نسبت میں
 احتمال تھا یا کسی اور وجہ خاص سی قرآن کی اجزاء کو ایک جلد میں جمع کر کے نہ لکھوا دیا تھا پھر
 حضرت کی بعد ملک یا مدین میں سبیلہ کذاب کا فرسے صحابہ کی لڑائی ہوئی انجام کار خالد بن
 الولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے وہ امرادار گیا لیکن بہت سی حافظ اس جس جہاد میں شہید
 ہوئی عمر رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سی کہا کہ اس جہاد میں کثیر حافظ شہید ہو گئے
 ہیں اگر اس طرح وہاں جب بارہ حافظ شہید ہوئی تو خوف ہی کہ کوئی حافظ قرآن نہ رہے گا اور قرآن
 میں کمی ہو جاوے گی کیونکہ تمام قرآن ایک جلد میں جمع نہیں ہے بلکہ متفرق اجزاء میں پس جب
 حافظ نہیں گئے تو ممکن ہے کہ ان اجزاء میں سے کوئی چیز جاتا رہے اور قرآن میں کمی ہو جاوے
 پس بہتر یہ ہے کہ ان اجزاء کو حافظوں سی مقابلہ اور صحت کو انکی ایک جامع کرادجی البکر رضی
 رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ حضرت نے اپنی حیات میں جمع نہ کیا اب تھی بات کیونکر کجا دے گئے
 عمر نے کہا کہ واللہ میں صلیحت ہی پر البکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دلیل یہی اللہ تعالیٰ نے الہام کیا اور قرآن

لکھنا چاہیے
 سبب اور سبب
 جبکہ اللہ تعالیٰ
 تو یہ صحابہ
 اس کی
 اس کی
 اس کی

آسان معلوم ہو پڑے لیا کرے مثلاً لفظ عیون بعض لوگوں کے محاورہ میں عین کی زیر سے اور بعض کے ہاں عین کے پیش سی بولا جاتا ہے پس اللہ نے قرآن میں اس لفظ کو جبریل سے و لذن طر سے پڑھ کر سنا دیا پس جو عین کی زیر سے پڑھتی ہیں ان کو اپنے محاورہ کے موافق زیر سے پڑھنا درست ہو گیا اور جو پیش سے پڑھتی ہیں ان کو پیش سے درست ہو گیا اور اگر ایک سے طور پر پڑھا تو ایک فریق کو گو نہ اوسکی اور کو نہیں تکلف ہوتا سو اس قسم کے اختلاف کو اختلاف فوارت کہتی ہیں اور یہ اختلاف حضرت کے روبرو ہوا پہر عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف میں کچھ عراف کے لوگوں نے بعض بعض الفاظ کی پڑہنی میں بہت اختلاف کیا اور اپنی محاورہ کو اوس میں دخل دیا سو خذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے اگر یہ اختلاف عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور کہا اسی امیر المؤمنین اس امت کی خبر لو اور یہ دحضاری کے طرح اختلاف ہوئی پہلی ہی تدارک کرو امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہ سے وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت کا قرآن منگایا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد اللہ بن حارث بن ہشام قریشیہ کو بلا کر لایا کہ اس قرآن ہی چند نسخے نقل کرو اور جس لفظ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دحضاری اور تم نہیں دیکھا میں اختلاف واقع ہو تو تم اوس کو اپنی زبان کے محاورہ کی موجب لکھنا اور بغیر قبیلہ کی محاورہ کو ترک کرو و کیر گف قرآن قریش کے زبان میں نازل ہوا ہی پہر سات نسخی مشہور ہوئی ہیں کہ پانچ نسخے نقل کروا کی محمد بن یحییٰ اور کہا اکی مطاہن پڑھو اور اتنی نسخے کہ جنہیں اوس قبیلہ کے محاورات ہی سب کو لکھا کر اگر جلا دیا کہ اختلاف دور ہو جاوی اور اصل نسخہ حفصہ ام المؤمنین کے پاس پہنچا یا اسی سبب سے عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کہتی ہیں یہ مضمون صحیح بخاری میں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس وعدہ کو انا لا اخلق قطی کہ ہم قرآن کی نگہبان ہیں خوب سچا کر دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ سے اب تک مشرق ہی مغرب تک جس قدر اہل اسلام ہیں سب کے پاس وہی قرآن مجید جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جہات میں تھا بلا فرق موجود ہے

[illegible]

کہیں ایک جا بھی اختلاف اور کمی زیادتی نہیں باوجود اسکے اہل اسلام میں قرآن اولیٰ سی
 دیکر سالہا سال تک باہم یہی ایسی سخت جنگ و جدل واقع ہوئی ہیں کہ اگر کے اور قوم میں
 ہونی تو وہ قوم باہم لڑ کر ایسی ضعیف ہو جاتی کہ اور لوگ ان کی حاکم ہو جاتی اور ان کی ہاں ہی علم
 کتب سب کچھ نیست و نابود ہو جاتا پس اگر قرآن کتاب الہی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کی ایسی محانت
 نہ کہتا اللہ تعالیٰ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جزا خیر عطا فرماؤ کہ انہوں نے قرآن کی
 خوب محافظت کی تمام امت پر ان کا احسان ہے **ف** ہر سال جب رسول علیہ السلام ایک بار رمضان
 مبارک میں کل قرآن مجید ترتیب پہلی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا کرتے تھے یا کسی
 پڑھنے جبریل سنتی تاکہ ترتیب پہلی سے تمام قرآن حضرت کو خوب یاد ہو جاویں اور پھر قرأت اتر کر
 اوسکو اوسکی پہلی موقع پر لکھا دیا کریں اور رضا کو بنا دیا کریں اور انہیں مرتبہ نین اودن الفاظ
 جو قریش کی قبائل میں مختلف طور پر بولی جاتی تھی جبریل نے مختلف طور پر پڑھانا کہ سب کو
 آسان ہو جاویں اور سات قرأت انہیں اختلافات جبریل سے مستفاد ہیں جیسا کہ پہلی اسکے
 تحقیق ہو چکی ہے یہ مضمون صحاح میں ہے **ف** جب جبریل علیہ السلام حضرت کی پاس
 آیات قرآن لاتی تھے تو جبریل پڑھ کر سناتی ہو جبریل کے ساتھ جلدی جلدی نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم پہے پڑھتی تاکہ کچھ بھول نہ جاوے پس انہیں حضرت کو گونہ تکلیف ہوتی تھی اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا **لَا تَجْعَلْ فِيهِ لِسَانًا لَّيْقَلْ يَذَّكَّرَ عَلَيْكَ جَمْعًا وَتُبَانَدُ** یعنی قرآن مجید کے
 پڑھنے وقت اپنی زبان کو جلدی جلدی نہ لانا کہ اوسکی یاد میں جلدی جلدی کرے کہ نہ ہماری شوق
 پر اسکا جمع کرنا ہے تیری دلیمن اور تیرے بیان سے اوسکا پڑھنا ہی **ف** جب حضرت
 جبریل وحی لاتی تو ہیبت الہی سے حضرت کا بدن مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتا تھا اور حضرت
 غشی کیسی صورت نمایاں ہو جاتی تھی اور جس سواری پر حضرت اور وقت سوار ہوتی تھی تو
 سواری گھٹنوں کی بل پیٹھ جاتی تھے جمع کی بات ہی کو دشمنان خدا حضرت کی اسی حالت تھوڑی
 اور کیفیت خشیت کو جو ایک عمدہ حالت خاص بندگان کی لٹی ہوتی ہے مرض صریح کہتی ہیں

کے یہ معنی ہیں کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو بکڑے قرآن کو امداد پر رسول اللہ اور ام المومنین کے
 سوا کسی اور کوئی نہیں جانتا ہے اور اس کی معنی اور کسی سمجھ میں نہیں آسکتی ہیں اور اس
 غرض اس کی شریعت کا جملہ کتب کی نہ ہی کیونکہ وہ نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ احکام ہیں
 کو فرض و واجب نہیں جانتی ہیں اور لہذا وہ کتب کو کتب میں وہ شب و روز صرف رہتے
 ہیں نجات کا سبب سمجھتی ہیں سو یہ بالکل گرامہ ہے اور کفر کی بات ہی کیونکہ اس ہی امداد اور
 رسول کا فیضان ہونا انکلمت ہے تو وہ بالحدیث و کتب قرآن کی معانی امداد پر رسول اور
 اولیاء اللہ کے سوا کسی اور کوئی نہیں سمجھتا تو پھر تمام خلق کے لئے قرآن کا ہیچنا لغو اور بیچارہ
 الیاذ باللہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ شیاطین الانس ہیں الہی انکو ہدایت دے ان جو حقانی اور
 دقائن قرآن کے اس باب سلوک سمجھتی ہیں حق ہیں لیکن وہ ظاہری معنی کا انکار نہیں کرتے
 ہیں بلکہ انکو ہر اور دقائن نکالتی ہیں کہ انکو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رکھا ہے کیونکہ
 قرآن کے لئے ظہور و بطن احادیث صحاح سے ثابت ہی (پس میں چار چیزیں
 اصول میں اول قرآن) جن چیزیں کہ دین کے بنیاد ہے وہ چار چیزیں میں ہیں
 جو چیزیں جاری سے ثابت نہیں وہ دین میں نہ شمار کیا دے گی ان میں سب سے اول
 قرآن مجید ہے قرآن سے مطلب سمجھنی کے چار صورت میں عبارت انص اشارت
 انص دلالت انص اقتضا انص کسلی کہ اگر قرآن کی الفاظی استعمال ہی تو وہ
 حال ہی خالی نہیں یا تو وہ الفاظ کسی خاص مقصد کے لئے بولی گئے ہیں یا یہ کہ ان کے
 مقصد و تادیر کیچہ ہوتا ہے لیکن اس کی ضمن میں کیچہ اور مذاہبی ثابت ہو جاتا ہے پس
 قسم اول کو عبارت انص اور قسم دوم کو اشارت انص کہیں گی جیسی کسی شخص نے
 کسی چیز کو دیکھا اور اس کی گورٹہ چشم سے اس کی اس پاس کی چیزیں بھی جو مقصد و
 سے نہ تھیں نظر آگئیں پس اس چیز مقصد و بالذات کا دیکھنا بمنزلہ عبارت انص کے
 ہوا اور اس پاس کی چیزوں کا دیکھنا بمنزلہ اشارت انص کے ہوا مثال ان کی قرآن کے

[illegible]

فت عزان مجید کے تختیاں پائو آیت احکام کے لئے اصل میں کہ وہ نہیں سے احکام ہے
 مستفاد ہوتی ہیں اور باقی مشران میں کافروں کے جناب اور طاقت اور مٹونگی ثواب وغیرہ
 امور مذکورین (دوم سنت رسول اللہ) اصل دوسری: بین میں سنت نبی کر
 اللہ علیہ وسلم کی ہے سنت رسول سی مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل اور کسی امر کو
 دیکھ کر سکوت کرنا ہے اول کو سنت قولی اور دوسری کو فعلی اور تیسری کہتی ہیں سنت
 قولی اس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے کچھ فرمایا ہو اور سنت فعلی
 یہ کہ حضرت نبی کوئی کام کیا ہو اور تیسری سنت یہ ہے کہ حضرت کی رو بہر کسی کی کوئی
 کام کیا ہو اور حضرت نے دیکھا اور سکھایا ہو سبب نہیں سنت کی دلیل
 دین کے ہیں اور سب طرح صحابی کا قول اور فعل ہی سنت میں داخل ہی اور جہوہ محمدیز
 کے نزدیک ان سب اقسام کو حدیث کہتے ہیں اور بعض محدثین خاص قول اور فعل
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث کہتے ہیں اور باقی کو اثر کہتے ہیں اور چونکہ اسطرح
 کا حال نقل ہوا ہو سکھایا کہتے ہیں پہر مطلق سنت کے دو قسم ہیں ایک سنت الہیہ کے
 جتنے ترک ہوئیے گنہ گار ہوتا ہے اور دوسری سنت ہو کہ وہ ہی کہتے ہیں جیسے جماعت اور
 آذان وغیرہ اور دوسری سنت الزام کہ جتنے ترک ہی گنہ گار نہ آدمی نہیں ہی صلی
 اللہ علیہ وسلم کے لباس اور قعود و قیام کے ریش و جن احادیث سے کہ احکامات
 میں تختیاں ہیں۔ ار میں سوال اتفاق جہوہ علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم امور
 میں جو کچھ فرماتے ہیں جو حکم الہی سے قرآنی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا
 ہے فَمَا يَطِيقُ عَنِ الْهَيْءِ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف اور اپنی خواہش سے بدو
 امر ہے کی امور دین میں نہیں ہوتے ہیں پس کتاب اللہ ہی امر ہے ہی کو سنت سر
 اللہ پس کتاب اللہ کا اول رتبہ کیوں مقرر کیا اور سنت کو دوسرے مرتبہ میں کیوں کہا
 دوسرے قرآن ہی حضرت کی زبان سے ہو چکا ہے اور سنت ہی آپ ہی سے ثابت ہی

جواب کتاب المصطفیٰ الثبوت ہے اور سنت بطور ظن کے ثابت ہے اور ظنی چیز یقینی
 کامزنیہ مقدم ہے تفصیل اسکی یہی کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چیز بطور سند صحیح کے
 ہم تک پہنچتی ہے تو وہ مقبول ہوتے ہے اور سند صحیح یہی کہ ہم سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 تک جس قدر روایت کرنے والے ہوں سب عاقل اور دیندار اور صحیح الحافظ ہوں اور کیا
 دوسرے متصل روایت کرے کہ بچھن کوئی نہ رہی اور مثلاً بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ابو ہریرہ صحابی کسی حدیث کو نقل کریں اور پہلوان سے اسی حدیث کو اس طرح اور پھر اون سے
 ابی الزناد اور اسی امام مالک روایت کریں پس امام مالک تک بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کرنے والے ابی ہریرہ صحابی اور اس طرح اور ابی الزناد میں اور یہ تینوں شخص عاقل اور دیندار
 اور صحیح الحافظ ہیں اور ایک دوسرے سے نقل کرنا یہی انکی بچھن کوئی اور چہا شخص نہیں رہ گیا ہے
 سو اس سند کو سند صحیح کہتی ہیں اور اس حدیث کو مرفوع کہتی ہیں اگر کہے راوی صحابی تک
 ہی سند پہنچائی تو اس حدیث کو حدیث موقوف کہتے ہیں اور اگر تابعی تک پہنچائی اور اگر
 صحابی تک سند نہ چلی تو اس کو حدیث مقطوع کہتے ہیں کہ بچھن سے سند کٹ گیا حضرت تک
 پہنچا ہوا اگر بنی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاویں گے تب اس کو حدیث متصل کہیں گی کہ حضرت
 تک اسکا اتصال ہو گیا اور اگر بچھن کوئے راوی کم عقل یا بی دیانت یا حزاب خاطر کہ
 پہلوسی کے اور کبر عادت ہو آجاو بگا تو یہ حدیث متصل ہی ضعیف کہلاویں گے اور اس
 حدیث کو قوی جب کہیں گے کہ اسکی راوی قوی ہوں گے علی ہذا القیاس جس حدیث
 جس قدر معتبر اور قوی راوی ہوں گے اور سیدرہ حدیث قوی ہو گے اسکی حدیث کے
 کتابوں میں صحیح بخاری سے قوی اور معتبر ہے اسکی بعد صحیح مسلم ہی اسی قسم کی اعتبار
 سے احادیث کے بہت سی اقسام ہیں کہ اون کو علم اصول حدیث میں علماء نے خوب صراحت
 کہا ہے کہ جس حدیث کی ایک ہی سند ہو تو اس کو حدیث غریب کہتی ہیں اور جب دو سند
 ہوں اس کو حدیث بخیر کہتے ہیں بطور امام مالک مثلاً ایک حدیث کہ ایک تو اسی پہلی سند

موقوف
مقطوع
متصل
ضعیف
قوی
باز

حدیث صحیح
حدیث صحیح

حدیث صحیح
حدیث صحیح

سی روایت کریں اور دوسری سند اوسکی سے ہون لاویں کہ امام مالک سے نافع سی اور نافع
عبد اللہ بن عمر صحابی سے اور وہ بنی صعلہ علیہ وسلم سی روایت کریں اور سبکی دوسرے
زیادہ تین چار پانچ دس بیس سند ہوں لیکن گنتی کے ہوں سواد کو حدیث متہو کہتے
ہیں اور شیوخ قسم کو احاد کہتے ہیں اور جبکہ بی شمار سند ہیں ہوں اور ہر مرتبہ میں بی شمار
راوی روایت کرتے ہوں کہ عقل اس بقدر آدمیوں کے جوڑا ہونا محال سیجھے تو اسکو حدیث
متواتر کہتے ہیں اور خاص متواتر میں اوسکی ثبوت کا یقین حاصل ہوتا ہے بخلاف عزیز وغریب
شہور کے کہ اوں کی ثبوت میں ظن ہے جیسے شہر کہ یادینہ کے موجود ہوئی کو بی شمار لوگ
بیان کرتے ہیں کہ سب کو عقل جوڑا نہیں جانتے پس اس خبر متواتر سے شکر کہ یادینہ کے
موجود ہونے کا یقین ہو جاتا ہے پس جس قدر احادیث ہیں وہ خبر احاد سے ثابت ہیں ہاں وہ
یائیں حدیثیں خبر متواتر سے ثابت ہیں اور قرآن مجید حرف حرف بنی صعلہ علیہ وسلم سے
خبر متواتر سے ثابت ہی پس اس سبب ہی قرآن مجید کا ثبوت حضرت سی یقینی ہے اور
احادیث کا ثبوت ظنی ہے سو اس لئے قرآن کو سب دم بکھا ورنہ قرآن ہی اہل حضرت سے
پہنچا ہے اور احادیث پہنچا ہی اس میں دو نو برابر ہیں باقرآن کے الفاظ و معانی دونوں میں
اللہ میں بخلاف سنت کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی حیات میں احادیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنے کی حاجت نہ تھی بعد اوں کے تابعین اور تبع
تابعین نے جب یہ دیکھا کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب ادبہ گئی اب
کوئی نہیں کہ اوس سی دریافت کیا کریں اور اب چند روز میں یہ دور ہی گزرتا ہے ہر
زمانہ حضرت سی دور چار پڑے گا حضرت کی احادیث پھیلی لوگوں کو صحت سی پونچھی شکل
پڑ جائیں گی اب زمانہ قریب اور سنا دین راوی کم ہیں مناسب ہی کہ جو احادیث حضرت
بسنہ صحیح ہو چکی ہیں اوں کو لکھد اجاوی سوانہ مجتہدین نے لکھنا شروع کیا سوانہ
حدیث میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں لیکن باعتبار صحت اور شہرت اور قبولیت کے اوں کے

چار طبقے میں صحت سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف التزام کرے کہ اس
 میں سوائے احادیث صحیحہ یا حسنہ کی اور زوائد سے اور اگر لادہ کی تو اس کی راوی کا حال اپنے
 بیان کر دے کہ ضعیف ہے یا قوی خبیث کہ ترمذی نے فی جامع ترمذی میں کیا ہے کہ راوی کا
 حال بیان کر دیتے ہیں اور شہرت سی یہ مراد ہے کہ اہل حدیث طبقہ بعد طبقہ اس کتاب سے
 مشغول ہوئے ہوں کہ اس کے احادیث کو روایت کرتے ہوں اور اس کی مشکلات کے وحشت
 اور شہرج کر سکتے ہوں اور قبول سے یہ مراد ہے کہ نقاد حدیث نے اس کو
 مانا ہو اور اس پر اعتقاد رکھا ہو اور صاحب کتاب کو ان احادیث میں مصیب جانے
 ہوں اور بلا انکار غیب اس کی احادیث کو سند اور تک بناتے ہوں پس جس کتاب
 میں یہ تینوں وصف کمال خوبی کے ساتھ پائی جا دیں گے وہ طبقہ اولے میں شمار
 کی جاوے گی اور اس طبقہ میں محققین کے نزدیک تین کتابیں ہیں اول مؤطا
 امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا جو سب سے اول تصنیف ہوا اور قریب پندرہ شخص مثل امام
 محمد اور امام شافعی اور یحییٰ بن یحییٰ مصمودہ اور یحییٰ بن یحییٰ ہتیمی اور قسینی کی اس کو روایت
 کرنے میں اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی گواہی ہے اور طرز روایت ان دونوں
 نے ابی سی یحییٰ ابی لیکن جعفر حدیث مرفوعہ اور سین میں اکثر صحیح بخاری میں ہیں
 صحیح بخاری اس کی احادیث مرفوعہ کو مثل ہے گواہی صحابہ و تابعین و مرطابین زائد
 ہوں دوم صحیح بخاری کہ جو کہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے تصنیف کیا
 ہے تخمیناً نوی ہزار علمانی اس کو بخاری ہی روایت کیا ابی سوم صحیح مسلم کہ جو کہ امام ابو
 مسلم بن حجاج قشیری نے بنیادری فی تصنیف کیا ابی تب اہل حدیث فی ان کو قبول کیا ہے
 اور نہایت شہرت ان کی ہوئی اور ہزار علمانی ان کے حل و تحریر وغیرہ امور میں تصانیف
 کی ہیں چنانچہ فاضل حیاض نے ان تینوں کتابوں کی شرح کی لہٰذا کتاب مشرق الانوار
 بہت عمدہ لکھی ہے اور یہ مشرق الانوار صفائی کی مشرق الانوار کی غیر ہے کہ چھین چھین

یہ

صحیح بخاری

صحیح مسلم

کے احادیث بخلاف اسناد میں طبقہ دوم میں وہ کتابیں ہیں کہ ان میں ہفت تین صحیحین کے
درجہ کو پہنچنے کی تخریب میں اور وہ یہ کتابیں ہیں جامع ترمذی ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی کے
تصنیف سنن ابی داؤد ابوداؤد مسلمان بن اشعث بختانی کی تصنیف سنن نسائی
ابوجہد الرمن احمد بن شعیب نسائی کی تصنیف اور ان چہ کتابوں کو صحیح ششم کہتے ہیں
ابن الاثیر نے جامع الاصول میں ان چہ کتابوں کی احادیث کو جمع کیا ہے اور ان کے
مشکلات کے شرح اور عرب کا ضبط اور اسرار الرجال وغیرہ منقولات کو خوب بیان کیا ہی گوا
یہ کتاب صحیح سنن کی شرح ہے اور جامع الاصول سے سنن ابن ماجہ کو صحیح سہم میں نقل
نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ پر مطاوعہ امام مالک کو رکھا ہے ساتھ ولی اللہ صاحب فرانی ہیں کہ فقیر کے نزدیک
مسند امام احمد ہی دوسری طبقہ میں داخل ہی گواہ ہیں ضعیف حدیث بہت سی ہیں کہ ان کے
راویوں کا حال و بیان نہیں کیا لیکن تب بھی وہ گویا سب کتب احادیث کی اصل ہی اور
ہی اور سہم میں سنن ابن ماجہ کو یہی جو کہ ابوجہد احمد محمد بن زید ابن ابی نعیم کے
تصنیف ہی اسی طبقہ میں شمار کرنا چاہیے گواہ ہیں بعض احادیث ہائیت ضعیف ہیں سب صحیح
کے نزدیک کتاب الآثار امام محمد صاحب کے تصنیف ہی اسی طبقہ میں ہی طبقہ سہم
میں وہ کتابیں ہیں کہ جیسے مؤلفین یا بخاری و مسلم سے مقدم ہیں مثل ابو یوسف محمد بن ابی شیبہ
وحبہ الرزاق و ابوداؤد الطیالسی و محمد بن حمید و شافعی کے یا ان کی ہفت تین
مثل دارمی و ابو یعلیٰ موصلی کے بعد میں ہیں مثل ابن حبان و بیہقی و حاکم و طبرانی
کے لیکن انہوں نے اپنی تصانیف میں التزام صحت کا نہیں کیا بلکہ صحیح و ضعیف جو کلام کہہ سکتے
انہیں شہرت اور قبولیت میں طبقہ اوپر اور تا سیدہ کو نہیں پہنچی اور ان کی راوی بعض قوی
بعض ضعیف بعض بھول احوال میں ان کی احادیث بعض صحیح بعض حسن بعض ضعیف
بلکہ بعض موضوع یعنی بنائی ہوئی ہیں گویا کتابوں کی مولف علم حدیث میں کمال تبحر کرتے تھے
منصف باعدالت بھی تھے لیکن انہوں نے اپنی کتابوں میں جو احادیث کو ان کی باطنی طاقت

کتاب
تصنیف

اور کہا انون کے حالات میں اور چارٹے غفر میں اور وظائف اور طو میں اور قصہ خزان
 و غطون نے نوافل کے ذریعہ و جزار میں بہت سی جمعی مدین بنکر متہر کر دیں ہیں +
 نقل ہے کہ نوح بن ابی حصہ نے فضائل حسران میں بہت سی احادیث بنائیں جب
 اون کی سند پوچھی گئی تو کہا کہ لوگ ابو صفیہ کی فقہ کے طرف بہت مائل ہیں اسلیٰ فقہ کے
 فضائل میں مصطفیٰ جانکا احادیث کو مبنی بنانا ناگہ سطرف لوگ زیادہ متوجہ ہوں حالانکہ
 یہ بہ مذہب بزازانگہ ہے کیونکہ صحیح احادیث فضائل حسران میں کیا کم تھے واضح ہو
 کہ اس طبقہ کے کتابوں میں کل احادیث موضوع اور بے اصل نہیں ہیں ان ضعیف موضوع
 اکثر میں جنانچہ ابن الجوزی نے اپنی موضوعات میں اکثر ان احادیث کو موضوع لکھا ہے
 اور دلیل وضع کے بیان کر دی ہے کتاب تہذیب الشریعہ بھی ان احادیث کی لمبی معیار
 اور میزان ایضاً ذہبی کی اور سالان الزیران ابن حجر عسقلانی ان کے محقق کیوں سٹے
 کافی ہے رسائل نوادر شیخ جلال الدین سیوطی کے انہیں احادیث پر جسے میں اور
 عجیب و غریب مسائل مختلف جمیہ کے مثل مسو الرجلین ازا میں عباس و سلام الہوین ان
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ انہیں کتابوں سے برآمد ہوئی ہیں محض انہیں کتابوں کے
 مسائل و عقائد کا اثبات لاقابل ہے لہذا یہی ہے اس کتاب میں ان کتب کے احادیث
 پر جس میں کہ ان نامیہ فقہیت کے لئے کہیں کہیں ذکر کر دیا ہے سراسر اسکا کچھ مضائقہ
 نہیں محقق کو چاہیے کہ اول احادیث کو تحقیق کرے پھر ان سے کوئی مسئلہ ثابت کرے
 کیونکہ جینک ہم کو اس امر میں شک ہی کہ یہ حدیث حضرت کی ہی یا کسی کی بنائی ہوئی ہے
 تو اسی کیونکہ استدلال کریں گے تفصیلات حدیث کی سائنسم میں جراح
 شائد معاجسم سنن اجزاء رسائل اربعیات جامع محدثین کی اصطلاح میں اس
 کتاب کو کہتے ہیں کہ جس میں سب قسم کی احادیث پائی جاویں یعنی احادیث عقائد احادیث
 احکام احادیث مذاق کہ جسے رفت قلبی حاصل ہوا احادیث ادب اکل و شرب قیام

تھ

تھ

تھ

تھ

وقوع احادیث متعلقہ بتفسیر قرآن احادیث تاریخ و سیر احادیث فتن کہ جس میں فتنوں اور
 حوادث کا ذکر ہوا احادیث مناقب و مناقب یعنی عجیب و غریب علمانی ان آئمہ فتن کو جدا لگا
 بھی لکھا ہے پس احادیث عظام کو علم التوحید والصفات کہتی ہیں اور احادیث احکام کو
 سنن کہتی ہیں کتاب الطہارت ہی کتاب الوضائک تہ ترتیب فقہ اور احادیث رفاق
 علم سکوک اور زہد کہتے ہیں اور احادیث ادب کو علم ادب کہتی ہیں امام بخاری کے
 اس فن میں ایک کتاب کتاب الادب البغوی ہے اور احادیث متعلقہ تفسیر کو تفسیر کہتے
 ہیں تفسیر ابن مردودہ و تفسیر بیہقی و تفسیر ابن جریر وغیرہ مشہور تفسیر حدیث ہیں و تفسیر در
 مشورہ جلال سیوطی کے کتب جامع ہے اور احادیث تاریخ و سیر کے دو قسم ہیں وہ جو آسمان
 زمین ملائکہ حیوان جن وشیاطین و انس کی پیدائش سے متعلق ہے اور سکودہ وخلق کہتی ہیں
 اور جو ہماری نبی علیہ السلام اور صحابہ و آل عظام کے احوال میں انکی ابتدائی تولد سی
 وفات تک ہوا اور سکوسیرت کہتی ہیں اس فن میں شیخ ابن اسحاق شیرت ابن ہشام
 شیرت لاعمر اور سوا ان کے بہت سی کتابیں ہیں فیض علی روضۃ الاحباب اگر بے تحریف و تبدل
 بہم پہنچے بہت غنیمت ہی مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تصنیف اور سیرت
 شانہ و مذاہب الدینیہ ہی بسط سے ہیں اور احادیث فن علم فتن کہتی ہیں اور احادیث
 مناقب اور مناقب کو علم المناقب کہتی ہیں پس جن کتاب میں پیہیوں جیسی جامع
 ترمذی جامع بخاری اسکو جامع کہتی ہیں صحیح مسلم میں چونکہ احادیث تفسیر و قرأت نہیں
 آئے اسکو جامع نہیں کہتی ہیں اور سندھ و سکوک کہتی ہیں کہ جس میں احادیث کو ترتیب
 صحابہ جمع کیا جاوے موافق حروف تہجی کے یا موافق سبقت اسلام کی یا موافق شرا
 فہ کی یعنی جو صحابی اول اسلام لایا یا اسکو حضرت سے زیادہ قرابت ہی اسکی حد
 کو پہلے لاوین اور حجم وہ ہے کہ جس میں احادیث کو ترتیب شیوخ جمع کیا جاوے اور بہان
 یہی مقدم وفات شیوخ کو اعتبار کرینگے یا موافق حروف تہجی کے ترتیب دیوں گی یا موافق

علم المناقب
 مناقب و مناقب
 سیرت و سیرت

سیرت

جامع

سند

مجموعہ

نہ

خلا

ک

عین

ن

ن

ن

سلم و زہد و تقویٰ شیخ کے ترتیب دیوں گے لیکن حروف تہجی کا اکثر دفعہ کرکھا جاتا ہے اور وہاں جم نہ
 طہرات کی اسی قسم کی بین اور سنسن جو کتاب ہی کہ جس میں احادیث احکام مذکور ہیں اس سنسن
 داور سن ان اجسن نانی جزو و کتاب ہے کہ جس میں ایک شخص خاص کے احادیث
 جمع کجاوین مثل جزو حدیث الی بکر امطالب ثانیہ میں سی ایک مطلب کو خاص کیا جاوے
 مثل باب النبی و غیبر ہر سال مطلق کتاب کہ کہتی ہیں گریہ ہے کہ ہمیں مطالب ثانیہ میں
 کے جزو خاص کہتی ہیں جلال سیوطی و حافظ ابن حجر کو تصنیف رسائل میں ہر ایک ہی تعین
 جہل حدیث کو کہتے ہیں کہ چالیس حدیث ایک باب میں یا کہی ہیں ایک سند سی یا کہی
 سند سی لکھی جاوےں جہل حدیث بکثرت ہیں و السلام علم و اللہ رب العالمین کے لاکھ لاکھ احادیث
 ہیں کہ اوسنی اپنی محمد خاتم النبیین علیہ السلام کے دین کو قیامت تک سلامت رکھنی کی گیارہ
 تدبیر کے کہ قرآن کو تحریف و تغیر سے محفوظ رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
 ہی ایسی ہی محافظت کی آج جس قدر فرق باطلہ اپنی کتاب کو کتاب الہی کہتی ہیں یہاں
 ایک ہی سند متصل سے وہ کتاب اپنی بنی نمک ثابت کر دین تو انرا وہ شہرت نو و نہ گستا
 ف قرآن و حدیث کا سنہین ہر باطلہ سے کہ بکثرت قرآن کتاب الہی ہی جیسا کہ پہلی اسکا
 اثبات ہو چکا ہی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت کا حکم قرآن میں بہت
 مذکور ہے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ
 فرمانبرداری اسکی کتاب پر عمل کرنا ہے اور رسول کی فرمانبرداری رسول کی افعال و
 افعال کی پیروی ہے (سوم اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا سلام ہمیں سی اصل میں
 میں ہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا اجماع ہی پس جس امر میں امت اتفاق ہو گیا وہ حقا
 درست ہی کہی کہ یہ امت گاہی کبھی متفق نہ ہوگی کیونکہ قرآن میں اللہ فرمایا کہ تَفَتَحُوا لِقَابِي فَاَتَكَلِّمَنَّكُمْ
 امت محمدیہ اجابت ہوئی امت گاہی متفق نہیں ہو دے چاہی نہ کی اور نہ کہ قرآن لازم کو
 اور کے جابروں وَمَنْ يَتَّبِعْ عَلِيًّا سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ تَوَلَّيْنَا مَا تَوَلَّوْا وَنَهَلْنَا عَنْهُمْ مَتَاعًا مُّصَيَّرًا

یسے جو شخص مومنین سے الگ ہو کر اور راہ چلیگا تو ہم اس کو دہی راہ چلا دین گے اور پھر
 جہنم میں پہلا دین گے کہ وہ بڑی جگہ ہے اس ہی ثابت ہو کہ مومنین جس راہ پر
 ہیں وہ درست ہے اور ان کی خلاف ورزی والے گمراہ ہیں جہنم میں جاوے گا اور نبی صلی اللہ
 وسلم نے یہی فرمایا ہے لَنْ يَخْفِقَ أَهْلِي عَلَى صَلَاةٍ يَعْنِي سِرِّهِمْ كَيْفَ
 كَرِهَ بَشَرٌ نَهَرَ لِي وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ النَّارِ اور جہان کسی امیر
 مسلم انون کا باہم اختلاف ہو تو جو طرف کثرت ہو اس راہ چلو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ
 رہتا ہے یعنی اعداء کا طرف دار ہوتا ہی پھر جو ان کی الگ ہوتا ہے تو وہ اکیلا جہنم میں جاوے
 اور بہت احادیث صحیحہ اس امر میں وارد ہیں اور یہ خاص اسی امت کو شرف حاصل
 ہی اور وجہ یہی اس کی ظاہر ہے کہ ایک راہی دوسرے راہی کی ٹٹنی سے بہت قوی ہوگا
 اسی طرح بہت سی بال ٹٹنی ایک قوی رہی ہو جاتی ہے کہ ٹوڑنے نہیں ٹوٹی اگرچہ
 ایک ایک بال کو جدا جدا کر کے ہر کوئی توڑ سکتا ہے اسی طرح ایک ایک شخص اگر غلطی
 کر سکتا ہے لیکن جب بہت ہوں گی تو ایک کی راہی دوسرے راہی سے مل کر قوی ہو جاوے گی اجماع
 کی اقام اور اسباب وغیرہ حصول فقہ میں مفصل ہیں یہاں ان کی ذکر کے حاجت نہیں
 (چهارم قیاس مجتہدین) قیاس ایک چیز کا حکم دوسرے چیز کے مانند سبب مشترک
 علت کے ظاہر کر دینی کو کہتی ہیں مثلاً آٹری یا ہینگ یا انیم کو شراب کی طرح بسبب نشہ کی کہ وہ
 دو نون میں مشترک ہی حرام کر دیا پس قیاس حکم ضمنی کو ظاہر کر دیتا ہے اور یہ قیاس کہی قسم
 پر مبنی ہوتا ہے جیسا کہ شراب کو قرآن میں حرام کیا ہے اور اس کی حرمت کی وجہ سے معلوم ہوئے
 پس جس جس چیز میں نشا دیکھا سب کو حرام قرار دیا اور کہی سنت پر چنانچہ حدیث شریفہ
 آیا ہی کہ گھٹنوں اور جوڑوں اور ٹانگوں اور سونامی اور چاندی کو دست بستہ بدو نہ یا دیگر
 فروخت کرنا چاہیے زیادتی سود ہے پس جو گھٹنوں سی گھٹنوں فروخت کرے تو ادا نہ کرے
 زیادہ لی جس قدر اس کی گھٹنوں ہوں خواہ اچھی ہوں خواہ برے اتنی ہی لمبے پس ان چار

چار قیاس
 مجتہدین

جنہوں پر چوتھے وغیرہ اشیاء میں کہ جہان و دوزن ایک چیز اور ایک قدر کے
 ہون قیاس کیا اور حکم دیا کہ یہاں بھی زیادتی سود ہے اور کمی اجماع ہست چربی ہذا
 مثلاً تمام ہست کا اس پر اجماع ہے کہ جس کوڑی میں صحبت کرے اور کسی مان میں صحبت کرے حرام
 ہے پس اس پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس کر لیا کہ جس سی زنا کیا ہو اس کی مان
 سی بھی صحبت کرنا حرام ہے پس جو امر علماء نے قیاس میں ثابت کیا ہے وہ بھی ہمارے
 دین میں سند ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرمایا ہے قَاتِلُوا زُفَارًا اَوْ لُكَاظًا
 یعنی اسی نگاہ والو صحبت کیڑوں کو قتل کے حال کو دیکھ کر اور عبت کہتی ہیں کسی چیز کو اس کی نسل
 کی طفرہ رو کرنے کو گو یا کہ بون فسر یا ااون کی حال پر اپنی حال کو قیاس کرو اور قیاس
 عام ہے خواہ مذاب کا عذاب پر خو افسر حج شریعہ کا ااون کے حصول پر ہو اور ااون و اوتہ
 اور دامی نے روایت کیا ہے کہ معاذ بن جبل کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میں میر
 قاضی بنا کر بھیج دیا تو پوچھا کہ اسی معاذ کیونکر فیصلہ کیا کرے گا جب کوئے چوگر
 تیرے پاس آدمی کا عرض کیا کہ اب اللہ سے فیصلہ کروں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اگر وہ مسئلہ تجھے کتاب اللہ میں نہ ملے تو پہر کیا کرے گا عرض کیا کہ سنت رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فیصلہ کروں گا فرمایا اگر وہ ان سے نہ ملے تو کیا کرے گا عرض
 کیا اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور نبی نہ ہوں گا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر اتھام لیا کہ سب تعریفیں اوس اللہ کو این کر
 اپنی رسول کے رسول کو ایسی توفیق دے کہ جس سے رسول اللہ خوش ہو گیا اور
 ایسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہ سے فرمایا کہ عصر کی نماز نبی کریم
 میں بڑھنا پس بعض صحابہ نے یہ سوچ کر کہ آپ کا مقصد جلدی ہے اپنی سکان پر عصر پڑھی اور
 بعض نے اجتہاد کیا با مطابقت اللہ تعالیٰ کی وہ ان جاکر نماز پڑھے لیکن حضرت نے دوزن
 قرآن کو اچھا کہا اسی طرح ترمذی اور امام محمد نے اپنی موطا میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں

روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت پوچھا کہ اگر کوئی ذکر گو یا تہ لگا دی یا او کو وضو کرنا لازم آتا ہے اپنی نسر یا کہ وہ بھی ایک عضو ہی ہے اعضاء کے پس یہ بھی قیاس ہے کہ اپنی ذکر کے پس سی وضو نہ ٹوٹے کہ اعضاء کی پس پر قیاس نسر یا یا حاکم اور شریک نے روایت کیا ہے کہ بنی صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حاکم فیصلہ اجتہاد دینی کرے پس اگر اسے صواب پر ہی تو اس کو دو اجرا اور اگر خطا پر ہے تو ایک اجر ہے غرض اور بہت سی مضامین ایسے ہیں کہ جسے قیاس کا حجت ہونا ثابت ہوتا ہے اور جمہور مسلمین سلف سے خلف تک سب اس کو حجت شرعے کہتی آئے ہیں پس اہل اسلام کا اس کی دلیل شرعی ہونے پر اجماع ہو گیا ہے بخلاف مخالفین کے اور کینہ قیاس حجت شرعے ہو گا حالانکہ وہ کسی حکم شرعی کو کہ وہ حکم ہر ایک کو معلوم نہ تھا ظاہر کر دیتا ہے یہ کہ قیاس کے چیز کو اپنے طرف سے ثابت کرتا ہے وہ جو عالم کہ احادیث اور قرآن کو خوب سمجھتا اور جانتا ہو قوی و ضعیف نا سخ و منسوخ وغیرہ سب تمام پہچاننا ہو باوجود اس کی مجمع علیہ مختلف مسائل پر مطلع ہو پس اگر اس کو قیاس کی قدرت ہو وہ مجتہد ہی قیاس اور مجتہد کی دیگر شرط اصول فقہ میں مذکور ہیں ہر چند کہ مجتہد بہت سی گزرے ہیں لیکن ان سب میں ہر چنانچہ شخص بڑی نامی اور سب سے عمدہ اور افضل اور مقبول میں اول امام ابو حنیفہ بن ثابت انکی زمانہ میں بعض اصحاب رسول بھی موجود تھے انکی شاگردوں میں امام ابو یوسف اور امام اور امام زفر بھی مجتہد تھے دوم امام مالک بن انس مدینہ کے رہنے والے سوم امام اور یس شافعی - چھارم امام احمد بن حنبل رحمۃ علیہم ان بزرگان دین نے قرآن اور احادیث سے مسائل کو نکال کر لوگوں کے آسانی کو الگ جمع کر دیا اور اس کا نام فقہ رکھا ہے ہر جس مسئلہ جوئیہ میں ان کا باجم اختلاف ہے وہ ان ابو حنیفہ کے پیروں کو حنفیہ اور مالک کے مقلدون کو مالکی اور شافعی کے انسی و مالکی شافعی اور احمد بن حنبل کے تابعدار و مقلدون کہتے ہیں اور ان مسائل میں انکی پیروی کا

مجمع علیہ
مختلف

ن

مجمع علیہ
مختلف

مجمع علیہ
مختلف

ہم نقل کیا ہے اور یہ تقلید ضرور ہے کہ کوئی کلمہ ہر ایک کو قرآن مجید اور احادیث میں مسائل کا لکنا نہایت دشوار ہے سو اسی مجتہد کے اور کسی کا کام نہیں ہے کہ قرآن میں بعض آیات نسخ اور بعض منسوخ ہیں پھر قرآن میں بعض محل بعض مفسر اور کوئی محکم اور کوئی متشابہ ہے پہر کوئی لفظ عام اور کوئی خاص اور کوئی مشرک اور کوئی مالک اور اقراض جبکہ اسقام اصول فقہ میں مذکور ہیں وہ سب قرآن میں ہیں پہر اعتبار ثبوت کے ہے احادیث کی بہت سی اقسام ہیں اور وعدہ ثبوت کے پھر یہ سب اقسام کتابہ اسد کی وہاں ہی موجود ہیں غرض اور بہت سی چیزیں ہیں کہ مسائل نکالنی والے کو ادون کا جاننا ضرور ہے ہی پس ان سب باتوں کی تحقیق خاص مجتہد ہی کا کام ہے گو ہر احکام کو اور لوگ ہی جان لیتی ہیں اور یہ سب ہی مسلم ہی کہ قرآن و احادیث کی خبر پتا پر عمل کرنا ہر مسلمان پر ضرور ہے اور عمل کرنا کسی چیز پر اس کی تفصیل سے جان لینی بہت قوت ہے اور تفصیل سے جاننا ان خبریات کا مجتہد کے اجتہاد پر موقوف ہے چنانکہ ابھی اسکا ذکر ہوا تھا پس قرآن و احادیث کی خبریات پر عمل کرنا مجتہد کی اجتہاد پر موقوف ہے تو مجتہد کا اتباع اقتضائے اسطرح واجب ہے جس طرح اس مسلمان کو کہ جو فرض نہ جاننا ہوا اس عالم کی قول کا انسا کہ جو اسی فسر انفس بنیادی اقتضائے فرض ہی دلیل دو کے رد کیا قرآن میں فرماتا ہے وَتَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ لِّكَ قُرْآنٍ ہر شی کی تفصیل ہے کہ آدھین سب احکام مندرج ہیں اور دوسری جاسی پیشانیانا لکھنے کے ہے یعنی قرآن ہر خبر کا بیان و شرح پس ان آیات سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں ہر مسئلہ خبریہ موجود ہیں لیکن ہر شخص کو معلوم نہیں کیونکہ صد مسائل بیچ و شرار کے سو اسی کتب فقہ کی اور کہیں نہیں ملتے پس ظاہر ہوا کہ ان مسائل کے اصول قرآن میں موجود ہیں مجتہد لوگ ان پر فیاس کر کے فروعات نکالتی ہیں پس قرآن کی فروعات پر عمل کرنا مجتہد کی تقلید پر موقوف ہے اور یہ عمل فروعات پر واجب بلکہ فرض ہے اور حیر واجب یا فرض موقوف ہو ضرورت وہ

تجدید

تجدید

تجدید

چیز یہی واجب ہوتی ہے مثلاً نماز فرض ہے اور یہ موقوف ہے پہلے پر جس بات کا تلاش کرنا مسئلہ پر واجب ہے کو قرآن میں اس کو واجب فرمایا ہو اس کی وجہ سے فرماتا ہے فَاَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنی اگر تم کو کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو مجتہدین سے دریافت کرو کہ وہ اہل ذکر ہیں نیز کہہ بانفاذ علماء اہل الذکر سے اس آیت میں اہل علم مراد ہیں اور ان کے مجتہدین ہیں فقال تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اللہ کے بعد نبی کریمؐ کو کاتب الہدیٰ اور رسول کی نافرمانی کرو کہ سنت رسولؐ اور ادنیٰ الامر کا کہا انوایع مجتہدین کی اطاعت کرو کہ وہ اللہ اور رسول کا طریقہ اور وہ سائل خفیہ جو نہیں معلوم نہیں ہیں بتلاتی ہیں پس گویا انکی اطاعت کرنا حین اللہ اور اسکی سولگی اطاعت کرنا ہے دوم اگر ہر شخص ان مسائل میں اپنی اپنی رائے کو دخل دیا کری تو ایک فساد عظیم دین میں واقع ہو جاوے صحابہ آنحضرتؐ سے پوچھ لیا کرتے تھے اور تابعین صحابہ دریافت کر لیا کرتے تھے یہ بعد میں جب نئی نئی واقعات پیش آئے اور چند دن غائب ہو چکے اور متعدد وفادار دین میں شروع ہوا تب ان بزرگان میں قرآن وحدیث میں متبحر کر کے فقہ کر مرتب کیا اور مسائل جزئیہ کو اپنے موقع پر لکھا باسواد سند نامہ سی اب تک تمام امت مسلمہ جزیریہ میں انہیں چاروں کی تقلید ہے پس اب جو کوئی نئی راہ نکالے تو وہ اسود اعظم کو چیلن دے اور جماعت سے جدا ہو جائے اور جماعت ہی جدا ہو بنو البکر حضرت نے گمراہ اور جہنمی فرمایا ہے اتقوس کہ بعض صاحب راج کل عام کو فتنے بن ڈال رہے ہیں اور مجتہدین خصوصاً جناب امام ابوحنیفہؒ طعن کرتے ہیں کہ ان کے اقوال احادیث کے مخالف اور جیسے سند میں جاکر یہ طعن بالکل غلط ہے کسلی کہ ان کی کوئی بات اور کوئی قول مخالف اور بے سند کی نہیں ان اگر وہ سنہ ثانی نہ ملے تو ہمہ تراقصور ہے ان کے اجتہاد کی قبولیت کی یہ بڑی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہزار برس سے زیادہ سی اجکت تمام مسلمانوں میں اس کو جاری کیا اگر یہ تقلید گمراہ ہے ہو تے تو نفوذ باللہ تمام امت گمراہ شمار کیجاتے پھر اس امت کا خیبر ہونا

[illegible]

[illegible][illegible]

صاحب المختار وغیرہ مصنفین متون کے ہر قسم طبقہ میں وہ مقلد لوگ ہیں کہ جگہ پر
 بھی طاقت نہیں اور حقیقت میں یہ لوگ فقہاء میں داخل نہیں جب فقہاء کے طبقات
 معلوم ہوں تو اب ان کی تصنیفات کی طبقات بھی معلوم کرنے چاہئیں۔ واضح
 کہ یہ کتاب اردو زبان میں خاص ہند کے مسلمانوں کے لئے تحریر کی گئی ہے اور اہل ہند
 اکثر دیکھ چکے ہیں لہذا مسائل حنفیہ کے طبقات کو بیان کرنا ہوں پس مسائل حنفیہ کے
 تین طبقے ہیں اول طبقہ میں وہ مسائل ہیں کہ جو ظاہر الروایۃ سے ثابت ہیں اور
 الروایۃ امام محمد صاحب کی ان چھ کتابوں کو کہتے ہیں مبسوط زیادات جامع صغیر جامع
 کبیر شیعہ صغیر کبیر ان چھ کتابوں میں امام محمد صاحب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف
 اور اپنی متفق علیہ اور مختلف فیہ مسائل لکھی ہیں اور ان کتابوں کو ظاہر الروایۃ
 اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مصنف سی بروایت متواتر یا مشہور کہ جو ظاہر سے ثابت ہو
 طبقہ دوم میں وہ مسائل ہیں کہ جو ائمہ مجتہدین سے سوائے ظاہر الروایۃ کی اور کیا ہو
 ثابت ہیں مثلاً محیط اور فیات یعنی وہ مسائل کہ جو امام محمد شہر فیہ میں جمع کئی گئی ہیں اور کیا ہیں
 مسائل جو امام محمد بن ابی یوسف و سلیمان بن شیبہ کی روایت سے آئے ہیں اور کیا ہیں
 کتابی کہ جو امام ابو یوسف سے منقول ہیں وغیر ذلک اور ان کو نوادر کہتے ہیں طبقہ سوم
 میں وہ مسائل ہیں کہ متاخرین مشائخ نے اصول حنفیہ کے موافق حسب ضرورت آپ
 اجتہاد کر کے ثابت کئے ہیں اور ان کو فتاویٰ اور واقعات بھی کہتے ہیں اور سب طبقہ میں
 اول کتاب النوازل فقہ ابواللیث مرقہ سے رجحان لئے جو بڑے محقق و کامل تھے تصنیف کے
 پہر بعد ان کے اور بہت سی کتابیں اس میں تصنیف ہوئیں مثلاً تجریم النوازل والواقعات
 للناظرین و بعد ان کے پہر متاخرین نے طبقہ اولے و ثانیہ و ثالثہ کے مسائل کو مخطوط
 کر کے ایکجا ہی جمع کر دیا جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں ہے اور سب اس خط
 بعض متعصب لوگوں کو امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رجحان کا متعصب

میں امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف کے مسائل کو جمع کرنا
 ایک بڑا کام ہے اور اس میں بڑا احتیاط و تحقیق کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا علم و تجربہ کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا دلچسپی کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا محنت کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا وقت کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا مال کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا شہرت کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا احترام کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا شہرت کی ضرورت ہے
 اور اس میں بڑا احترام کی ضرورت ہے

آیا کہے کہ ان فتاویٰ میں ۱۲ ویسے بھی چھین مسائل ہیں کہ جو احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں
 یا وہ اصول شیعہ پر مبنی نہیں ہیں پس وہ ائمہ برائے اعتراض کرنے ہیں کہ ادوں کو علم حدیث
 میں دخل نہ تھا لیکن یہ اعتراض بجا ہے کیونکہ ائمہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں کہ جو اصل شرع
 سے ثابت نہ ہو کہ ائمہ کی زبان میں چند صحابہ اور سہارائے اہل بیت جلیل القدر سید مرتضیٰ اور کچھ
 شبہ روزنامہ کی تلاش تھی اور شہرہ کوفہ بڑا دھڑلہ مچا رہا تھا پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ائمہ
 ان امور کے ادوں کو حدیث صحیحہ نہ مانی اور کسی قسم سے جسد والوں کو ملے اور جن کو ان کے
 اپنی مسائل کی اولیٰ اور ثانی میں مضبوط کر لازم ہی کہ وہ ان کے کوئی مسئلہ بی دلیل شرع
 کے بناوے گا پس اگر احادیث صحیحہ کے مخالف باطلے اصل شرع میں تو مٹا کر جن کی بعض تفسیر
 ہیں کہ جو انہوں نے ائمہ کے اصول سے مستنبط کر کے فتاویٰ میں درج کر دی ہیں اور سہار
 بھی وہ معذور ملک اجود ہیں کیونکہ ادوں کی نیت بخیر تھی لہذا اسے سختی کو واجب ہی کہ
 تحقیق کر کے فتوہ دیوی اور اس کی تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا یہ قول ہے
 میں ہے کہ مسائل فقہیہ .. چار قسم پر ہیں ایک وہ کہ ظاہر الروایۃ میں ثابت ہیں ادوں کا
 حکم ہے کہ قبول کیا جاوے اور دوسرے روایت شاہ امام ابو حنیفہ و امام محمد و ابو یوسف سے ہے
 تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اصول کے موافق ہے تو قبول کی جاوے اور نہ نہیں تیسری
 متاخرین کی تخریج ہے کہ اوپر جو امور متفق نہیں ہیں پس ادوں کو اصول اور کلام مفسر کے
 نظائر سے مطابق کیا جاوے اگر مطابق ہوں تو خیر ورنہ ان کو ترک کیا جاوے انہی کو
 البتہ یہ بھی زیادتی ہے کہ صحیح احادیث کے مقابلہ میں تفرعات فتاویٰ سے برخلاف صحیح ہوں یا
 ہوں محل کیا جاوے اور احادیث صحیحہ پر عمل کرنا مذموم سمجھا جاوے اسلئے مقصود اسلئے
 اس کی رسول کی اطاعت ہے اور ائمہ کبار کے تقلید بھی اسی وجہ سے واجب ہی کہ وہ
 اسلئے اس کی رسول کے قول کی شارج میں کچھ زید و بکر کی اطاعت فرض نہیں ہی انہی
 افراط و تفریط سے بچاؤ متاخرین کے نزدیک یہ کتابیں بہت معتبر ہیں و قایہ مختصر

نہایت

۱۱۲

القدوری کثر الدقائق اور بعض کے نزدیک یہ چار کن میں معتبرین وقت یہ
 کثر الدقائق مختار مجمع البحرین پس جب ان کتابوں کے مسائل اور کتب سی
 کہیں مخالف ہوں تو ان پر اعتماد کرنا چاہیے کیونکہ ان کے مصنفین اعلیٰ درجہ کے تھے باوجود
 اسکی اور انہوں نے بالترام ان کتابوں میں فقط ظاہر الروایۃ کے مسائل درج کئے ہیں اور اگر
 ان کتابوں کے اور یہی بہت سی فقہ کی کتابیں متون اور شروح اور فتاویٰ معتبرین کہ
 ان کے نام کی بیان گنجائش نہیں مثل شرح وقایہ و ہدایہ و فتح القدیر و بحر و قنوق
 قاضی خان و فتاویٰ ظہیر و درر و تنویر الابصار و شرحہ و مختار و اشباہ
 و النظار و غیر فلک میں تصانیف المتأخرین و لہذا میں لیکن کتب فقہ کی اعتبار کیا سٹے
 قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس کتاب میں مسائل ظاہر الروایۃ کے ہوں اور مصنف اس کا مشہور مقبول
 ہو وہ کتاب فقہ میں اعلیٰ طبقہ میں ہے اور جس میں یہ وصف نہیں وہ اسے میں ہی اور ان
 دو فرقوں میں بہت سی مراتب ہیں اور انہیں اعتبارات سی ہیں کتابیں غیر معتبرین قلیہ عطا
 برانی سراج و لاج شرح مختصر القدورے مشتمل الاحکام فخر الدین رومے
 کثر العباد علی بن احمد غوری کے تصنیف ملاحی قاری نے طبقات خفیفہ میں لکھا ہی کہ اس
 شخص کے ایک کتاب مفید استفیدی کہ جس میں کرویات مذہب بہر ویسے ہیں اور ایک کثر العباد
 اور میں بہت سی راہیات احادیث کہ جگہ کہیں بسند نہیں بہر ویسے میں مطالب المؤمنین
 شیخ بدر الدین بن خ بن عبد الرحیم لاہوری کی تصنیف خزائن الروایات قاضی بن حنفی
 ہندی ساکن قصبہ کن کی تصنیف اور کن ملک گجرات میں سچہ شرح عمۃ الاسلام بخیر
 ابی بکر جعی کی تصنیف جو غم غم کی قریب ایک گاڑ ہے فتاویٰ الصوفیہ فضل بہر
 محمد بن ابوب کی تصنیف فتاویٰ الطوری فتاویٰ ابن نجیم فتاویٰ ترمذی
 کذا فی کتب الطبقات اسوا انکے اور بہت سی کتابیں غیر معتبرین ذرا سچہ کہ فتوے دینا چاہیے
 حکم کرنا بچتین منظور ہو وہ اس فن کی بڑی کتابوں میں وچکے (مجتہد سی جہنما

میں کہتی خطایہی ہو جاتے ہے کہ یہ مسئلہ تفصیل طلب ہی لیکن مختصر اوں ہے
 کہ بعض علماء کے نزدیک مجتہد کے راہی میں کہیں غلطی نہیں ہوتی کیونکہ اوس کے نزدیک ان دو
 حکم میں تباہی امد ہے کہ بہ طرف مجتہد کی رائے گئی اور کوئی حکم مقرر نہ ہوا جسکی مخالفت ہی
 خطا اور واقعت سی صواب پر کہا جاوے لیکن محقق یہ ہے کہ مجتہد کی راہی میں کہیں غلطی ہی ہو جائے
 ہی بہت سی احادیث اس معتمد کی وارد ہیں کہ جن میں صاف ہے کہ اگر مجتہد خطا کرے تو
 ایک اجراء اور صواب لگا دی تو وہ اجراء کو میں چنانچہ پہلے ذکر اسکا کرنا ہے دوم جو چیز قابل
 سی ثابت ہو کر رہے ہی تو گویا وہ نص سی ثابت ہوتی ہے کیونکہ قیاس ظہر ہے نہ ثبوت اور نص
 سی ایک ہی چیز ثابت ہوتی ہے پس جہاں مجتہد و کا اختلاف ہوگا تو نہ محال ایک غلطی پر ہوگا
 ورنہ دو چیز کا ایک نص سی ثابت ہونا لازم آوے گی فیسری موضع اختلاف میں اگر مجتہد کی رائے
 صائب ہو تو واقع میں ایک چیز کا واجب اور غیر واجب ہونا ثابت ہو جاوے گا کہ اصل ف
 جس جگہ مجتہد کی غلطی معلوم ہو جاوے گی پھر وہاں تقلید اسکی قول کی کر لے جا ہی لیکن مجتہد
 کے غلطی کا ثابت کرنا بڑے عالم کا کام ہے اور اسکی لئی بہت سی علوم و درکار میں ہیں
 کہ اپنی راہی ناقص سے ہرگز دانگس کسی کی قول یا کسی حدیث ضعیف یا ماوول کی اعتقاد
 غلطی مجتہد کی ثابت کرے بیا کہ آج کل بہت سی لوگوں میں یہ مرض پھیلا ہوا ہے کہ غلط
 حدیث کا ہی خوب نہیں سمجھ سکے اور تحقیقات تو درکنار پر مجتہد و بر طعن کر لے بہن نفوذ ہوا
 من شردافسنہ (اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات توقیفی میں) یعنی شریعہ
 پر موقوف ہیں پس جہد نام اور صفات اسکی شریعہ سے ثابت ہیں اور سفار پر گرفتار نا جاوے
 اپنی طرف سی روکتی نام و سکا کہنا نا ہے نہ کوئی صفت اسکی لئی ثابت کرنی چاہی کسی نے
 کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی نے کی مثل ہے نہ کوئی چیز اسکی ساتھ نہ ثابت کرہی ہی کہ اس پر اسکو
 قیاس کرے اور اسکی نہ کوئی صفت ثابت کریں قال تعالیٰ صِبْغَانِ اللہ عَظِيمٌ هُوَ الْوَاحِدُ لَا يُعْبَادُ
 وَهُوَ الْغَنِيُّ لَا يَمْلِكُ الْخَلْقُ وَهُوَ الْغَنِيُّ لَا يَمْلِكُ الْخَلْقُ وَهُوَ الْغَنِيُّ لَا يَمْلِكُ الْخَلْقُ وَهُوَ الْغَنِيُّ لَا يَمْلِكُ الْخَلْقُ

اوصاف بیان کر رہے ہیں اس لیے اس کو انبیاء کے اور لوگوں کا اس کی لئے صفات ثابت کرنا
 غنہ۔ اسماء بلند ہے ہی پس جب صفات کا یہ حال ہے تو جن ہماری صفات مفہوم ہوتی ہیں
 وہ شرع میں نہیں آئے ہیں تو ان کا اطلاق یہی اوس پر ناجائز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف
 اشارہ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوْا الَّذِیْنَ یَلْحَقُوْنَ فِیْ اَسْمَائِهِ سُبُجُوْرٌ
 مَا کَانَ لَوْ اَنْ یَّعْلَمُوْنَ اور واسطے اللہ کے ہیں نیک نام اچھی پس پکارنا اس کو سہولت اور نہیں کی اور
 اور چھوڑو ان کو جو کجراہے کرتے ہیں اس کی ناموں میں پسند وہ لوگ بدلا دین گے اپنی کئے کا
 ہاں اسماء ذاتیہ کا اطلاق بشرطیکہ وہ کفار کے ہوں مستعمل نہ ہوں کچھ مضائقہ نہیں ف اللہ تعالیٰ
 کے نام شرع سے بہت ثابت ہیں لیکن یہ بیگانہ نہیں ہیں اس سبب مشہور ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ
 یہ نہ خاصیت رکھی ہی کہ کوئی اس کو حفظ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا
فصل (اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک قسم کا نام فرشتہ)
 قرآن و احادیث بلکہ کتب سابقہ میں فرشتوں کی ذکر سی ہے میں اور اہل نقل اور عقل میں سی کو
 ملاکہ کانکار یہی نہیں کرتا ہے لہذا انیل کی حاجت نہیں ہے ف فرشتہ کی حقیقت میں
 اختلاف ہی جیسا کہ اہل اسلام کی نزدیک فرشتہ جسم لطیف ہی جو ہر صورت میں نکلتا ہی اور فضا
 قیہ اپنی شائمی موافق کر سکتا ہے۔ حکما کی نزدیک جو ہر محو ہی کہ ادبات سی خلق اجماع
 متعلق ہوتا ہے (تہ وہ مردہ ہیں عورت۔ کہانی مینی سی اور جو چیزیں
 کہانی مینی سی پیدا ہوتی ہیں سب کے پاک ہیں) پس سزا اور شیب و ناخ
 و شہوت وغیرہ چیزوں سے دور ہیں بلکہ صفات بشریہ سے جیسا کہ غضب اور حسد اور بغیر
 اور نکر اور حرص اور علم ہے سب بری ہیں اور نہ وہ کسی اولاد میں نہ آگے اس کی کوئی اولاد
 (مہر وقت اللہ کے عبادت میں مصروف رہتی ہیں) بلکہ ان کی زندگی
 جی یہی ہے پس کیونکہ غافل نہیں ہوتے ہیں کہا قائل اللہ تعالیٰ یَسْتَحْیُوْنَ کُلُّ بِاللَّیْلِ
 وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْتَمْتُوْنَ یعنی رات دن اللہ کے تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں (کیسے کام

مجلس عالی تعلیم و تربیت
وزارت معارف و اوقاف و صنایع مستظرفه
تاریخ ۱۳۰۲ قمری

فصل اول در بیان کلیات

میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں کہ جس نے مجھے اس کا حکم دیا ہے میں اس کے حکم سے فرما رہا ہوں
 (ہمیں) کہ (یہ) ہے (اللہ) کا حکم (ما اقرکم و فیکونوا) کہ (یہ) ہے (اللہ) کا حکم (ما اقرکم و فیکونوا)
 نہیں کرتے اور جس چیز کا ذکر حکم ہوتا ہے اس کو کرتے ہیں۔ پس سب ملکر کہیں صغیر و کبار
 سے یا کہ میں آپس جو کافر ہو گیا اور اس کی اللہ کی فرمائش کی تو یہ بہ حقیقت میں فرشتہ
 نہ تھا بلکہ اہل میں جن ہمارے عبادت کی سبب فرشتوں میں ملا کر ہمارا حال اچھے بنا
 میں الخ ففقی عنہم ترقی اللہ سے قوم جن میں سے تھا آخر افران ہوا حکم الہی سے سبب
 آدم علیہ السلام کو سجدہ کرانے اور اروت و اروت صحیح بھی ہی کہ وہ فرشتے نہیں اللہ کو ان کو
 کی آزمائش منظور تھی سو ان کو بھیجا اور اس قوم کو جادو سے نہایت شوق تھا پس جن شخص
 اسی جادو سے کہیں کو آتا تھا اول اس سے یہ کہہ دیتی تھی انا لکن فیستہ فلا تکلم کہ ہم آزمائش
 کو دیکھیں گی اسی میں جادو سے کہیں کا فر ہو جس جادو سے ثابت رکھتا وہ نہ سیکھتا در نہ سیکھتا کہ
 کا فر ہو اور غضب الہی میں شامل ہوا پس وہ حکم الہی سے بھر کے تعلیم کرتے تھے اور میں ان کو
 گناہ نہیں پس جو ملک الموت کو خوفی تھی اور گناہگار بندہ اسے وہ ان کو بھی کچھ کہتی تھیں کہ جہنم
 وہ حکم الہی میں جان نکالنا ہی یہ بھی اوسطیح تعلیم کر کے تھے ابی راجاہ اہل میں اول کا
 معذب ہونا سوال تو یہ کہی نفس قرانی سے ثابت نہیں اور نہ کسی اور سند صحیح سے ثابت ہوا
 اگر تسلیم ہی کیا جاوے تو ممکن ہے کہ جہنم انبیاء علیہم السلام کو کسی فرشتہ پر تو بیج ہوتی ہی اسی طرح
 ان کو بھی ہوا تو بعض تو کہتی ہیں کہ وہ آدمی ہیں کسی خاصیت سے ان کو ملک کہتی ہیں اور اسکے
 نائب کرتے ہیں وہ قرأت کہ جس میں یکلین کو بالکسر پڑا ہے اور نہ یہ کا قصہ جو نقل کرتے ہیں وہ
 بے اصل ہی ہوگی اس کا اکثر ضعیف ہیں اور اگر اس کو تسلیم کر لیں تب بھی مضمر نہیں کہ ان کو جب فرشتہ
 نے نہ لایا تو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ماہیت بدل دی فرشتہ نہ لایا بلکہ شہ ہو گیا کہ ان کو فرشتہ
 یہ امر ناممکن ہی کہ ان کو جو چیزیں کہاتی تھیں انہی پر حرکت نہیں ہو سکتی اور یہی ہم کہتے ہیں
 کہ فرشتہ کہانی جی کچھ نہیں آپس جب اوس قدر سے ان کو سبب طعن کر لیں بشرط اور دوسرے

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

ہو اے اسکا حدیث سی ثابت ہی اور جو پورے سال ان کا اس پر اتفاق ہے اور اسکا ان کے اور بہت
سی ملا کہ ائمہ کے نزدیک پڑے مقرب ہیں و جبریل انبیا علیہم السلام پر وحی لایا کرتے تھے اور
میکائیل حکم لے لے سی خلق کو معذرت پہنچانی ہیں اور منجہ کا سامان کرنے پر مومل ہیں اور ہر سال
قیامت کو صو رہو نگین گے اور عزرائیل عالم کی ارواح قبض کرنے پر مقرر ہیں والہ اعلم
فصل (بحث اول) شروع میں ایمان یہ ہے کہ جو چیزیں صلی علیہ وسلم
وسلم اللہ صلی علیہ وسلم کی پاس لائے ہیں اس کو دل سی سچ جائے
اور زبانی اقرار کرے (مجلد نبی صلی علیہ وسلم کے جمیع امور میں کہ وہ ان کو اللہ کی طرف سے
لائی ہیں اور قطعی ثبوت ہیں دسی تصدیق کرنا اور زبان سی اقرار کرنا ایمان اجمالی ہی اس کا
رتبہ ایمان تفصیلی سی کم نہیں پس جو مجملہ کہہ کے مرگیا تو مومن شمار کیا جاسی گا اور ایمان اجمالی
میں کلمہ شہادت لا ایلہ الا اللہ و انتہ قدان محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کہنا کافی
پس جی یہ کہ مومن ہو اور ایمان تفصیلی یہ ہے کہ جتنا دین کی چیزیں نبی صلی علیہ وسلم
سے یقیناً ثابت تفصیل سے ایک ایک کر کے جانے اور ان کی حق ہو ٹیکا اقرار کرے اور اگر ان میں سے
ایک کا ہی انکار کرے یا قطعی کافر ہو گا اور کفار کے مانند اب لا با و جنہم میں رہے گا نفوذ با ائمہ سے
جو چیزیں قرآن کی ظاہر عبارت سی ثابت ہیں اور جو خبر متواتر سے ثابت ہیں ان کا ثبوت
یقیناً ہی چنانچہ اسکی تفصیل پہلی ہم بیان کر چکے ہیں وہ ان و کچھ لینا چاہی پس یقینی ثبوت
چہ نہیں کہ چیزیں ایمان تفصیلی میں ایک ایک تفصیل سے ایمان لانا واجب ہی بہت ہیں انکے
اون میں سی ان پانچ چیزوں کی زیادہ تاکید ہے اول اس کے ایمان لاری اس کو اسکی
جمیع صفات حسنہ سی موصوف اور بدی صفاتوں سی پاک سمجھے دوسری فرشتوں کو حق
سمجھے تیسرے تمام انبیا علیہم السلام کو جو تھے کتابوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسولوں پر
کے ہدایت کی لئے نازل کیں تہیں پانچویں کہہ دینے کے بعد زندہ ہونی اور قیامت کی آنکھوں
سمجھے سو قرآن مجید میں ان چیزوں پر ایمان لانیکی بہت تاکید ہے اور حاجی انکا ذکر ہے

از انجمله یہ آیت ہے یا ایہا الذین آمنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ
 والکتب الذی انزل من قبلہ ومن ینقض باللہ وملتکلتہ وکتبہ ورسولہ والکتاب
 الاخر فقد ضل صلاعا بعدا ۵ ای نو مونا ایمان لا واد پر اور اوکی رسول پر اور اوکی کتاب
 پر جو او تارسی گئی ہے اوکی رسول پر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور او کی کتاب پر جو او کی کتاب
 سی پہلی او تارسی گئی (تورات و انجیل وغیرہ) اور جو انکار کرے اللہ کا اور اوکی فرشتوں کا اور
 اوکی کتابوں کا اور اوکی رسولوں کا اور قیامت کی دن کا پس تحقیق وہ گمراہ ہو اگر کسی دوسرے
 اسی سبب عقائد میں ان چیزوں کے اثبات کی لئے علیحدہ باب ضرور کئے گئے ہیں اور وہ ان کی
 کے تحقیق کی گئی ہے اور احادیث میں بھی انکا بہت ذکر ہے کہ قدر شریک انکا دواز کو پہنچ گیا
 ہی چنانچہ بخاری اور مسلم فی روایت کیا ہی کہ جب سید علیہ السلام فی انرا حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے ایمان کی تفسیر پوچی پس آپؐ یہ فرمایا ان تؤمن باللہ وملتکلتہ وکتبہ ورسولہ
 والکتاب الاخر ۵ احادیث ایمان یہ ہے کہ اللہ کو اور اوکی فرشتوں کو اور اوکی کتابوں کو
 اور او کے رسولوں کو اور قیامت کی ذکر حق جانی ۵ اور اوکی بعد حضرت فی یہ بھی فرمایا کہ کسی
 بدی اللہ کے تقدیر سے ہے اس پر بھی ایمان لاوی۔ اسی جابی ہی اہل سنت و اجماعت کے
 ہاں تقدیر پر بھی ایمان لانا چاہی کیونکہ فرسہ اور خرافی حدیث اگرچہ احادیث ہیں لیکن سب ایک
 مضمون کہ جس سے تشدید پر ایمان لانا ثابت ہی دواز کو پہنچ گیا ہے لہذا اس کو نفی پر کہ بعض
 کافر کہا ہے لیکن ان پانچ چیزوں پر ایمان لانے میں سب فرستے اہل اسلام کی متفق ہیں اور
 ان میں سے کسی کا بھی کوئی انکار کر چکا تو سب کے نزدیک بالاتفاق کافر ہو گا بحجت دھوم
 پر جو میں ذکر کیا ہے کہ ایمان تصدیق قلب اور زبان کی اور اسی حاصل ہو تا ہی سہیہ نزدیک
 ائمہ سنن الائمہ اور امام فخر الاسلام کی ہی لیکن انکی نزدیک ہی حدیثی زبان
 اور اگر حاضر و نہین بلکہ وہ ان فقط دل سے ہی تصدیق کرنا کافی ہے چنانچہ حالت اگر تین
 لیکن جمہور محققین اور امام احمد ابو منصور مائتہ مدنی کے نزدیک ایمان فقط اہل جزیرہ کو

یہ آیت ہے یا ایہا الذین آمنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبلہ ومن ینقض باللہ وملتکلتہ وکتبہ ورسولہ والکتاب الاخر فقد ضل صلاعا بعدا ۵ ای نو مونا ایمان لا واد پر اور اوکی رسول پر اور اوکی کتاب پر جو او تارسی گئی ہے اوکی رسول پر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور او کی کتاب پر جو او کی کتاب سی پہلی او تارسی گئی (تورات و انجیل وغیرہ) اور جو انکار کرے اللہ کا اور اوکی فرشتوں کا اور اوکی کتابوں کا اور اوکی رسولوں کا اور قیامت کی دن کا پس تحقیق وہ گمراہ ہو اگر کسی دوسرے اسی سبب عقائد میں ان چیزوں کے اثبات کی لئے علیحدہ باب ضرور کئے گئے ہیں اور وہ ان کی کے تحقیق کی گئی ہے اور احادیث میں بھی انکا بہت ذکر ہے کہ قدر شریک انکا دواز کو پہنچ گیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم فی روایت کیا ہی کہ جب سید علیہ السلام فی انرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی تفسیر پوچی پس آپؐ یہ فرمایا ان تؤمن باللہ وملتکلتہ وکتبہ ورسولہ والکتاب الاخر ۵ احادیث ایمان یہ ہے کہ اللہ کو اور اوکی فرشتوں کو اور اوکی کتابوں کو اور او کے رسولوں کو اور قیامت کی ذکر حق جانی ۵ اور اوکی بعد حضرت فی یہ بھی فرمایا کہ کسی بدی اللہ کے تقدیر سے ہے اس پر بھی ایمان لاوی۔ اسی جابی ہی اہل سنت و اجماعت کے ہاں تقدیر پر بھی ایمان لانا چاہی کیونکہ فرسہ اور خرافی حدیث اگرچہ احادیث ہیں لیکن سب ایک مضمون کہ جس سے تشدید پر ایمان لانا ثابت ہی دواز کو پہنچ گیا ہے لہذا اس کو نفی پر کہ بعض کافر کہا ہے لیکن ان پانچ چیزوں پر ایمان لانے میں سب فرستے اہل اسلام کی متفق ہیں اور ان میں سے کسی کا بھی کوئی انکار کر چکا تو سب کے نزدیک بالاتفاق کافر ہو گا بحجت دھوم پر جو میں ذکر کیا ہے کہ ایمان تصدیق قلب اور زبان کی اور اسی حاصل ہو تا ہی سہیہ نزدیک ائمہ سنن الائمہ اور امام فخر الاسلام کی ہی لیکن انکی نزدیک ہی حدیثی زبان اور اگر حاضر و نہین بلکہ وہ ان فقط دل سے ہی تصدیق کرنا کافی ہے چنانچہ حالت اگر تین لیکن جمہور محققین اور امام احمد ابو منصور مائتہ مدنی کے نزدیک ایمان فقط اہل جزیرہ کو

یہ آیت ہے یا ایہا الذین آمنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبلہ ومن ینقض باللہ وملتکلتہ وکتبہ ورسولہ والکتاب الاخر فقد ضل صلاعا بعدا ۵ ای نو مونا ایمان لا واد پر اور اوکی رسول پر اور اوکی کتاب پر جو او تارسی گئی ہے اوکی رسول پر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور او کی کتاب پر جو او کی کتاب سی پہلی او تارسی گئی (تورات و انجیل وغیرہ) اور جو انکار کرے اللہ کا اور اوکی فرشتوں کا اور اوکی کتابوں کا اور اوکی رسولوں کا اور قیامت کی دن کا پس تحقیق وہ گمراہ ہو اگر کسی دوسرے اسی سبب عقائد میں ان چیزوں کے اثبات کی لئے علیحدہ باب ضرور کئے گئے ہیں اور وہ ان کی کے تحقیق کی گئی ہے اور احادیث میں بھی انکا بہت ذکر ہے کہ قدر شریک انکا دواز کو پہنچ گیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم فی روایت کیا ہی کہ جب سید علیہ السلام فی انرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی تفسیر پوچی پس آپؐ یہ فرمایا ان تؤمن باللہ وملتکلتہ وکتبہ ورسولہ والکتاب الاخر ۵ احادیث ایمان یہ ہے کہ اللہ کو اور اوکی فرشتوں کو اور اوکی کتابوں کو اور او کے رسولوں کو اور قیامت کی ذکر حق جانی ۵ اور اوکی بعد حضرت فی یہ بھی فرمایا کہ کسی بدی اللہ کے تقدیر سے ہے اس پر بھی ایمان لاوی۔ اسی جابی ہی اہل سنت و اجماعت کے ہاں تقدیر پر بھی ایمان لانا چاہی کیونکہ فرسہ اور خرافی حدیث اگرچہ احادیث ہیں لیکن سب ایک مضمون کہ جس سے تشدید پر ایمان لانا ثابت ہی دواز کو پہنچ گیا ہے لہذا اس کو نفی پر کہ بعض کافر کہا ہے لیکن ان پانچ چیزوں پر ایمان لانے میں سب فرستے اہل اسلام کی متفق ہیں اور ان میں سے کسی کا بھی کوئی انکار کر چکا تو سب کے نزدیک بالاتفاق کافر ہو گا بحجت دھوم پر جو میں ذکر کیا ہے کہ ایمان تصدیق قلب اور زبان کی اور اسی حاصل ہو تا ہی سہیہ نزدیک ائمہ سنن الائمہ اور امام فخر الاسلام کی ہی لیکن انکی نزدیک ہی حدیثی زبان اور اگر حاضر و نہین بلکہ وہ ان فقط دل سے ہی تصدیق کرنا کافی ہے چنانچہ حالت اگر تین لیکن جمہور محققین اور امام احمد ابو منصور مائتہ مدنی کے نزدیک ایمان فقط اہل جزیرہ کو

دوسری نسبت حق کرنا اور سچا جانتا ہے اور زبان سی اولیٰ سچائی کا اقرار کرنا دنیا میں احکام جاری
 کر کے لینی شرط ہے کہ وہ قصد حق قلبی ایک پوشیدہ چیز سے ہر ایک شخص اور سب کو پہنچانے والا ہو
 ہی کہ اس کی کسی کوئی علامت ہو کہ اس سے وہ قصد حق معلوم ہو جائے اگر سے سو وہ علامت نہ مانے
 اقرار ہی میں جس شخص نے دوسری قصد حق کی اور اقرار زبان کی کیا تو وہ اگرچہ احکام دنیا میں مومن
 کیا جاوے لیکن اللہ تعالیٰ کی نزدیکی و مومن ہی اور جس نے دوسری قصد حق لینی اور فقط زبان سے اقرار کیا
 وہ لوگوں کی نزدیک ظاہر احکام میں مومن ہی لیکن اللہ کے نزدیک وہ شخص کا فربہ اور لوگوں کی
 کہنے میں اور اس قول کی تائید کرتے ہیں یہ یہ نفس مومن قال الله تعالى اولئك کذبت فی قلوبهم
 پہلایمات ان لوگوں کی دلوں میں ایمان کہا ہی پس ثابت ہوا کہ ایمان دوسری ہی چیز ہے
 وقال قلبه مطمئن بالایمات کہ دل اور ایمان سی مطمئن ہو رہی ہو قال فلما یذکر لایحی
 فی قلوبہم کہ اسی اسباب پہی ہتھاری ولین ایمان داخل نہیں ہوا ہے پس لینی ہی مومن
 اس سوال اگر ایمان فقط دل سے قصد حق کر کے کیا نام ہے تو دوسری کا فیہ بھی جس سے اللہ تعالیٰ
 کے قصد حق کیا کرتے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلو کہ کما یفرحون انما کلمہ یفہم وہ کافر ہی علیہ السلام
 کو ایمان مانی ہیں کہ وہ نبی میں جیسا کوئی اپنی ٹیٹی کو پہچان لینا ہے اور یہ ہوتا نہیں جو اسباب
 معرفت اور چیز ہے اور قصد حق اور چیز ہے معرفت بی اختیار علم ہی جیسا کہ نظر دلوں پر پڑتا
 جا پڑے اور بعد نظر پڑنے کے خواہ مخواہ اس کو اس دلوں کا علم آجائے ہی اور قصد حق پہچان کہ اخذ کیا
 ارادہ کسی چیز کو جانی پس معرفت فقط جان لینا ہی اور قصد حق جان لینا ہی ارادہ قبول کرنے ہی
 سو کافر لوگ ان امور سے کہ دیکھ کر جانتے ہیں بی اختیار ان کو علم حاصل ہوتا لیکن انہی نے نہیں حاصل کیا
 ہی کہ ان کو معرفت حاصل نہیں ہو یہ ایمان نہیں اور قصد حق جہاں ایمان ہی وہ حاصل نہیں سمجھتے
 تیسری اعمال صاف کہ سی ایمان کو روشنی اور رونق حاصل ہوتی ہے لیکن اعمال صاف
 ایمان ہیں داخل نہیں کہ اس کا جزو ہو دین اسی صاف کے اعمال کہ نہیں ایمان نہیں جہاں ایمان
 حانی رہتی ہے اور اول یہ ہی کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اعمال صاف کی صحت کو بروہی ایمان کہ

ایمان
 عباد

تیسری

شرط نہیں ہے اور شرط شرطین داخل نہیں ہوتا ہے کما قال تعالیٰ وَمَنْ يَعْزِلْ مِنَ الصَّلَاةِ
 مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ يَفْعَلْ كَرِيهًا نِيكَ كَامِ خَوَاهِ مَرَدٍ خَوَاهِ عَزِيزٍ بِشَرِّ لِكَيْ يَمُنْ بِمَا وَرَدَ
 دوسرے معطوف معطوف علیہ سی غیر ہوتا ہے حالانکہ قرآن میں اعمال کا ایمان پر عطف کیا ہے
 اور اعمال کو معطوف اور ایمان کو معطوف علیہ قرار دیا ہے پس اس قاعدہ کی موجب ایمان کے
 اعمال غیر ہونے چاہئیں کما قال اِنَّ الدِّينَ لَمَنْ وَاَوْحٰى لِيْ بِهٖ نَبِيٌّ مِّنْ رَّبِّهِ لَئِيْ اَوْفِيْ
 لَے اچھی کام کئے تیسرے جس شخص سی بعض اعمال صحیحہ تک ہو جاوین او سکویں مومن کہا
 کما قال اِنَّ طَائِفَتَيْنِ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَقْتَتَلُوْا اَوْ اَمْلٰوْا رُءُوْسَهُنَّ اَوْ اَمْلٰوْا رُءُوْسَهُنَّ اَوْ اَمْلٰوْا رُءُوْسَهُنَّ
 لَئِيْ اَوْفِيْ لَے گنا گناہ ہی پس اوں کو یہی مومن کہا جو تہہ اصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے پس اعمال
 او میں داخل نہیں ہو سکتی سو یہ ضعیف راہی وقتہ معترضہ کی ہے کہ وہ اعمال صحیحہ کو نفس
 ایمان کا جز کہتے ہیں اور جس سی گناہ کہی ہو جاو او سکوا اس بنا پر مومن نہیں کہتی ہیں لیکن
 محذنین اور امام شافعی اور امام مالک اور افرامی اعمال حسنہ کو کامل ایمان کا جز
 کہتی ہیں کہ کامل ایمان بدون اعمال حسنہ کی ہرگز نہ ہو گا پس جس سی اعمال حسنہ ترک ہو گئے
 او کا ایمان کامل نہ ہو گا فان نفس ایمان باقی رہے گا اعمال حسنہ کو نفس ایمان کا جز نہیں
 قرار دیتے ہیں کہ جزو کے جانی سے وہ نفس ایمان ہی جاتا رہے سو یہ راہ امام شافعی رح کی ہے
 درست ہی اور مطابق ہے قرآن و حدیث کے اور اس راہی پر کوئی اعتراض لازم نہیں آتا
 فان ان کو چاہیے کہ دل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع امور میں تصدیق اور زبان سی
 اقرار کرے اور اعمال حسنہ ہی کرے تاکہ جبکہ نزدیک بالاتفاق مومن کامل ہو جاوے
 بحسب چوتھی بعض محققین کی بہہ راہی ہے کہ ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا بعض کہتی ہیں
 ہونا ہی سوا دل کے امام ابو حنیفہ رح کی ہی اور دوسری امام شافعی رح کی امام ابو حنیفہ
 فرماتی ہیں کہ ایمان فقط تصدیق قلب کا نام ہے سو وہ کسی عمل صالح کی کرنے سے زیادہ نہیں
 ہونے اور عمل کی کرنی کم نہیں ہے اور امام شافعی ایمان میں اعمال کا اعتبار کر کے باعتبار

مستند

مستند

زیادہ ہوئے اسماعیل کے ایمان میں زبان کی تصور سے پہلے بعض محققین کہتے ہیں کہ
 اگر اسماعیل کا اعتبار نہ کریں تب بھی تصدیق کو ایک دوسری تصدیق ہی باعتبار ثبوت اور ضعف ثبوت
 کے کم زیادہ کہہ سکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ امت میں کسی کی تصدیق قلب جبریلؑ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 تصدیق کی رائے نہیں ہو سکتی اور شاید کہے ہیں کہ یہ آیت قال اذ لم تؤمن قال بلی وکلک لکظائن
 ضللتی یعنی اسی برس ہم کیا تو ہماری قدرت پر ایمان نہ لایا کہ مشاہدہ طلبہ کرنا ہی کہا اس پر
 ایمان نہ لایا مگر لیکن اطمینان کے لئے مشاہدہ چاہتا ہوں لیکن اس بحث پر کچھ اثر مرتب نہیں
 بلکہ اب تحقیق علمی ہی (ایمان اور اسلام ایک چیز ہے) شرح میں جو کمزوری کہتے
 ہیں اور جو مسلمان ہی کہتے ہیں اور جو مسلمان ہی وہ مومن ہی ہی کہتے ہیں کہ اسلام خضوع اور احکام
 کی قبول کرنا کہتے ہیں اور یہی بات تصدیق قلبی میں ثابت ہے کیونکہ تصدیق ہی ان میں اور قبول
 کرنا کہتے ہیں پس ہر دن ایمان کی اسلام بنانا اور غیبر اسلام کے ایمان نہ ثابت ہوگا +
 (جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی تصدیق اور زبان سے اس کا اقرار کیا
 تو وہ شخص قطعی مومن ہو گیا وہ شک کی طور پر یوں نہیں کہ میں مومن
 ہوں انشاء اللہ تعالیٰ بلکہ انشاء کے لفظ کو ترک کرے) کسی کو جب ایمان
 پائیگا تو وہ قطعی مومن ہو جائے شک کی نبی انشاء اللہ کا اسکی سہانہ لانا منع ہی ان اگر اس نیت سے کہ
 کوفہ کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے یا منبر کے سجھ کر ہی تو درست ہی لیکن بھر حال نہ کہ اس کی اولیٰ ہی
 اس کلمہ کی کہ نبی ہی سننی والی کو اس کا شک ثابت ہوگا سو یہ بھی برابر ہی اور اگر واقع میں اس کی
 اپنی ایمان میں شک ہی تو یہ کفر ہے خود باللہ نہ (ایمان باس غیبر قبول ہی) ہر
 شدت اور عذاب کہ کہتے ہیں اور یہ ایمان اس ہی مراد آخرت کا احوال دیکھنا ہی کہ موت کی وقت
 میں شخص کو نظر آئے گا ہی چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ شخص موت کی وقت اپنی جگہ پہنچتا ہی
 مومن کو جنت کا نور کو دیکھنے نظر آتی ہے پس اگر ایسی وقت کوئی کا ایمان لاوے تو یہ ایمان باللہ
 اللہ تعالیٰ کی نزول قبول ہوگا کہ قال تعالیٰ فَلَمْ يَلِكْ يَنْقُضُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَوُّا اَبَاسًا

و

تصدیق قلبی ہی
 اسلام بنانا
 اور غیبر اسلام
 کے ایمان نہ ثابت
 ہوگا +
 (جس نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم
 کی دلی تصدیق
 اور زبان سے
 اس کا اقرار
 کیا تو وہ
 شخص قطعی
 مومن ہو گیا
 وہ شک کی
 طور پر یوں
 نہیں کہ میں
 مومن ہوں
 انشاء اللہ
 تعالیٰ بلکہ
 انشاء کے
 لفظ کو ترک
 کرے) کسی
 کو جب ایمان
 پائیگا تو وہ
 قطعی مومن
 ہو جائے شک
 کی نبی انشاء
 اللہ کا اسکی
 سہانہ لانا
 منع ہی ان
 اگر اس نیت
 سے کہ کوفہ
 کا حال اللہ
 ہی کو معلوم
 ہے یا منبر کے
 سجھ کر ہی تو
 درست ہی لیکن
 بھر حال نہ
 کہ اس کی اولیٰ
 ہی اس کلمہ
 کی کہ نبی ہی
 سننی والی کو
 اس کا شک
 ثابت ہوگا
 سو یہ بھی
 برابر ہی اور
 اگر واقع میں
 اس کی اپنی
 ایمان میں
 شک ہی تو یہ
 کفر ہے خود
 باللہ نہ (ایمان
 باس غیبر
 قبول ہی) ہر
 شدت اور عذاب
 کہ کہتے ہیں
 اور یہ ایمان
 اس ہی مراد
 آخرت کا احوال
 دیکھنا ہی کہ
 موت کی وقت
 میں شخص کو
 نظر آئے گا
 ہی چنانچہ حدیث
 شریف میں
 آیا ہے کہ شخص
 موت کی وقت
 اپنی جگہ پہنچتا
 ہی مومن کو
 جنت کا نور
 کو دیکھنے
 نظر آتی ہے
 پس اگر ایسی
 وقت کوئی کا
 ایمان لاوے
 تو یہ ایمان
 باللہ

جیسے جب کفار نے ہمارا عذاب پہنچا دیا تب انکی ایمان لاتی سے کچھ فتنہ نہ آیا اور اسکی وجہ یہ ہے
 کہ ایمان غیب پر اندازہ سی لانا چاہیے اور جب نبی آخرت کا حال دیکھ لیا تب ماوس سی ثابت
 نہوا بلکہ اسپر ظاہر ہو گیا اور یہ ایمان جسطرح کسی چیز پر نظر پڑنے سے اسکا علم ہی اختیار آجاتا ہی
 اسبطرح بے اختیار قائل ہوا کہ اگر کوئی مومن اور قنوت اپنی گناہوں سی تو بہ کرے تو اسکو
 بعض فی مقبول کہا ہے لیکن حسیہ یہ ہے کہ تو بہی موت کی مقبول نہیں گناہ قائل تعالے
 وَلَا تَسْأَلِ النَّفْسَ لِلَّذِي فِي بَعْدِهَا وَلَا تَسْأَلِ النَّفْسَ إِذَا تَحْصَرُ أَحَدَهُمْ الْمَوْتُ قَالَ آتِ
 تَبْتَ لَهَا لَا تَسْأَلِ النَّفْسَ لِمَنْ تَبْتَ لَهَا وَلَا تَسْأَلِ النَّفْسَ لِمَنْ تَبْتَ لَهَا وَلَا تَسْأَلِ النَّفْسَ لِمَنْ تَبْتَ لَهَا
 کہ میں اس تو بہ کرتا ہوں وقال علیہ السلام إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يَغْشَ بَعْضُ نَبِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 نے فرمایا ہی کہ غرغروہ بولنی ہی پہلے پہلے بندگی تو بہ کو اللہ قبول کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ جب
 غرغروہ بولا تب تو بہ قبول نہیں ہوتی اور غرغروہ بولنی کا وقت نزع کا وقت ہی کہ جب آخرت کے
 احوال دکھائی دینی لگتے ہیں انسان کو لازم ہے کہ گناہ سی تاب ہر کاری کہ نہ کرے نہ کہ عتاب
 نہیں اگر گناہان الکی تو اسوقت کی تو بہ فائدہ بخشے گی تَابَ عَلَيْهِ وَأَتَتْ عَلَيْهِ أَتَتْ عَلَيْهِ
 (کبیرہ گناہ کہ نیسے نہ ایمان جاتا ہے) کہنی کہ ایمان فقط دوسری نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو سچا جانش کا نام ہے سوا دوسرے اعمال حسنہ داخل نہیں ہیں جیسا کہ پہلے اسکی تفصیل گذری
 پس ہر تصدیق قلبی کہ جبکی معنی دوسری سچ مانا ہے اعمال حسنہ نہ ہوگی سبب سی نہیں نازل ہوتے
 اور گناہ کبیرہ کہ نیسے نہیں دور ہوتی ہی اسبہ ایمان کا کمال اور رونق جاتی سہی ہی اور ایمان
 کامل نہیں سہا ہی پس ثابت ہوا کہ مومن دوسرے حکمین ایک کامل کہ جو گناہ نہیں کرتے دوسرے
 ناقص کہ جو بعضیات میں آلودہ ہیں معتزل کہتی ہیں کہ کبیرہ کہ نیسے ایمان جاتا نہ سہا ہی کہو کہ
 انکی نزدیک اعمال ایمان میں داخل ہیں اور کافر سہی نہیں ہوتا ہی یہ معتزلہ کی اول بدعت
 یکی حسن بصری کی رو برو انہوں نے ایجاد کی تھی اور کفر اور ایمان کی چھین ایک ہرے نکالنا
 نبی کہ شروع کتاب میں ہر کا قصہ نقل ہوا ہے (اور نہ کافر ہوتا ہی) بلکہ قرآن انادیش

حسیہ حسیہ
 حسیہ حسیہ

صحیح میں کبیر گناہ کرنا والیکو مومن کہہ گیا کہ پہلی اسکا ذکر ہوا اور صحابہ اور تابعین اور مجاہدین
 انکی بعد کبیر کو کرنا والیکو کافر نہیں کہتی تھی بلکہ سب احکام ایمان کی اور سہ حکایت کہتی تھی اور انکی
 مرتبہ بعد انکی نماز پڑھتے تھے اور قیوس سلیمین میں اسکو دفنانی تھے اور انکی ماں میں نورب
 جاری کہتی تھے علیٰ ہذا القیاس علیٰ مخصوص جب کہ عفو کی امید سی گناہ سرزد ہوا تو ہم
 کس طرحی کافر اسکو کہیں خوارج کے نزدیک کبیر سی کیا بلکہ صغیر سی ہی کافر ہو جاتا ہی اور
 جن نصوص میں اعمال کی کوئی سی یا کوئی کافر کہا ہی اور کوئی نہ پیش کرتی ہیں مثل حدیث
 تلك الصلوة متعذر افقت کھرا ان کا جواب یہ ہے کہ ان نصوص کی وہ مخصوص کفر و کفر
 کبیر کرنے والیکو مومن کہا ہے معارض میں پس ضروری کہ انکو خلاف الظاہ قرار دیا جائے تاویل
 بس اس حدیث کی یہ معنی ہوں گی کہ جو دھلاں بچکر ترک صلوة کرے گا کافر ہوگا علیٰ ہذا القیاس اور
 دوسرے یہ خلاف اجماع ہی ہے چونکہ جہن میں کہ جب کبیر و صغیر کرنے سے کافر ہو گیا تو ان آیات و
 احادیث کی کیا معنی ہوگی کہ جن میں سوامی شرک کی سب گناہوں کی بخشش کی بنا زنت ہی اور
 اللہ تعالیٰ کی صفت غفاری یہ کہ ان ظاہر ہوگی کہ کافر اور شرک تو بالاتفاق نہ بخشا جائیگا
 اور نوبہ کر نیسے ہی بالاتفاق عذاب نہرگاف کبیر و گناہ لغت میں بڑے گناہ کو کہتی ہیں اور
 شیعہ میں اس گناہ کو کہتے ہیں کہ جس کام کو شایع نے حرام کہا یا ہو یا انکی اور کوئی عذاب مقرر
 کیا ہو یا اور طرحی اور انکی مذمت کی ہو اور یہ وہ جدید و حرمست مذمت خواہ قرآن سی خواہ کسی حدیث
 ثابت ہو یہ اور اس فعل کو کہا جاتا یا جس کام کو شریع نے فرض کیا ہو اسکو ترک کہا جاتا اور گناہ کبیر
 ہی ان میں ایک اور سر یہ کہ زیادہ ہی مگر یہاں کبیر سی سوائے کفر و شرک کی اور کہا مراد میں کبیر کہ
 انسی بالکل کافر ہو جاتا ہے بخلاف اور کہاں کی کہ اگر کوئی کافر ہو جائے کہ کافر ہو جائے کہ کافر ہو جائے
 میں حضرت بنی علیہ السلام فی ہر سائل کی موافق ذکر فرمایا ہی حضرت نہیں کیا کہ اتنی ہی کہا میں
 تفصیل کہاں کے علماء انی اپنی کتابوں میں خوب کی ہے مگر کچھ کہاں میں ہی مختصر بیان ذکر کرنا ہو
 فاضل قتل کرنا یا ساعورت با مرد کو زنا کی تہمت لگانا جنگ میں کفار سی یہاں گناہ کبیر

مراجع

گوناگون کتب و تصانیف

ن

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعْدٌ لَّهُمْ فِيهَا اَنْهَامٌ مِّنْ اَنْهَامٍ وَوَقَدْ لَهُمْ فِيهَا
 عَذَابٌ اَلْحَدِيدُ ۝۵ یعنی پیر ہونے والوں کے لئے جو دریا ہیں کابل میں باغوں میں اور نعمتوں میں عذاب
 و حرم میں گے بسبب اوں نعمتوں کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہیں اور پچاویگا ان کو
 اور عذاب عذاب و عذابیہ وہ انقضیٰ سے ان میں بہت سی آیات ہیں کہ بتیہ سے ان کا دل چاہیہ
 جنت میں رہنا اور دنیا سے بچنا باثبات ہی اور اللہ تعالیٰ ہی علف تک اس پر متفق ہیں
 (اور مومن انقص کو چاہیگا تو بقدر گناہ او کی عذاب دیکر بہ جنت میں داخل
 کر دیا اور چاہیگا تو معاف کر دیا اور جنت میں جہنم سے کہیں گے مومن انقص
 کا کیا عذاب گناہ میں گرفتار ہوا اور ہی تو بہ عذاب کو اس گرفتار ہوا تو ان کو ہی عذاب میں کہ
 یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی کرم سی او کو معاف کر دی اور جنت میں جہنم سے کہیں گے وہ عذاب وہ عذاب
 لَا يَعْصِيَا اَمْرًا مِّنْهُ وَيُفْعِلَانِ مَا يَشَاءُنِ ۚ اِنَّ اِلٰهَهُمَا شَرٌّ ۚ اِنَّ اِلٰهَهُمَا شَرٌّ ۚ اِنَّ اِلٰهَهُمَا شَرٌّ ۚ
 سو اسی جس کو چاہی گا پس ثابت ہوئی یہاں سی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کہ ہرگز نہ بخشنی گا اور اس
 شرک کی اور بقدر گناہ میں ذلہ و صغیر ہوں خواہ کیسے کہ اگر چاہی گا تو معاف کر دیا اور اس کو
 اور بیت آیات اس امر پر ثابت کہ میں اور احادیث صحاح کا یہ مضمون کہ اللہ تعالیٰ جنت میں کہیں گے
 بخشنے کا یہ حد تو ان کو کونچ گیا ہی اور جو مومنین کا اس پر اتفاق ہے حدیثی صورت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ ان کو
 بندہ راہ کی گناہ کی او کو عذاب دیکر بہ جنت میں داخل کرے کہ گناہ کا کبیرہ پر عذاب کا ہوتا
 سی آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ ان کی فکر کہ اس مختصر میں گنجائش نہیں اور یہ
 فتنہ ہیں اسلام کی سو اسی مرتبہ کی اسیر متفق ہیں اور بہ عذاب کے بعد جنت میں جہاننا
 جہات سی ثابت ہی قال تَدْرِكُنَّ أَشْجَارَهُنَّ كَدُّ هَٰجِلَاتٍ ۚ اِنَّ اِلٰهَهُمَا شَرٌّ ۚ اِنَّ اِلٰهَهُمَا شَرٌّ ۚ
 نہ جہنم سے کہ برابر ہی ملے گی ہو گئے سو وہ کا یہ حد اور اس کا اجر دیکر ہی گا اس
 ہم کہیں کہ کبیرہ گناہ گناہ کی اگر دیکھیں ہی کہ یہ اندر دیا جان ہی ایسا ہی کہ اس پر عذاب
 کی اس کا جہی ضرور کہ اس کا عذاب و عذاب دیکر کہ اس کا عذاب و عذاب دیکر کہ اس کا عذاب و عذاب

یہ کہ اللہ تعالیٰ
 اپنی کرم سی او کو
 معاف کر دی اور جنت
 میں جہنم سے کہیں
 گے وہ عذاب وہ عذاب

و فرسخ میں جاوے سو یہ بالاتفاق پہل ہے کیونکہ قرآن کی آیات و احادیث صحیحہ اس پر صاف
 دلالت کرتے ہیں کہ جنت میں سے کوئی نکالنا ایسا و یگنا۔ اور یا اس کی ہر ایک جمیع اوسکی پہلی و فرسخ
 ہر ایک پہرہ ایمان کی اجر کا پوری اور جنت میں جاوے سو یہی ہمارا مدعا ہی دوسری وجہ یہ ہے کہ کبیرہ
 گناہ کرنے والا مومن رہتا ہے جیسا کہ ہم پہلے ہو کر قرآن و احادیث و اجماع صحیحہ پر ثابت کر چکے ہیں
 اور مومن کی لئے اللہ کا یہ وعدہ ہی وَ عَذَابُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنَ الْبُزْغِ وَالْمَوْتِ حَتَّىٰ تَبْلُغُوا أَجَلَ اللَّهِ فَعَلَىٰ نَفْسِ
 مومن مردوں اور عورتوں کے لئے جنت کا وعدہ کر لیا ہے، اور ظاہر ہے کہ مومن اور عورت
 کا لفظ عام ہے اپنی سب افراد کو شامل ہو گا اور الف لام ہے اسی مدعا پر دلالت کرتا ہی ہے
 وجہ یہ ہے کہ جن احادیث صحیحہ سے کہ کبار گناہ والوں کی لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 شفاعت ثابت ہوتی ہے اور جن ہی کہ محض کلمہ توحید کی برکت سی انجام جنت میں جانا
 ثابت ہی حدیث مذکور پہنچ گئی ہیں چنانچہ شفاعت کی احادیث باب شفاعت میں مذکور ہیں۔
 اور دوسری قسم کی بعض کو اب ذکر کرتا ہوں امام مسلم نے عبادہ بن صامت رضی روایت کیا ہے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کی ایک شہادت اور محمد کی رسول ہونے کی گواہی کر لیا
 اس پر دوزخ کی تک حرام کر دیا یعنی عیشہ کی آگ اور ہر حرام ہو گی مسلم نے عثمان سے روایت کیا ہے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کا موت کی وقت اس بات پر یقین ہو گا کہ اللہ ایک ہے
 اور محمد اس کا رسول ہی تو اللہ تعالیٰ اوسکو جنت میں داخل کرے گا اور بخیر سے اوس کو فی البدو سے
 ایک حدیث نقل کی ہے کہ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام کا خلاصہ یہ ہے قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 دَخَلَ الْجَنَّةَ وَإِنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ حَسْبُكَ تَحِيَّةُ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ
 ہوں لیکن وہ شخص انجام جنت میں جاوے گا چوتھی وجہ یہ ہے کہ بیشہ دو زمین رہتا ہی تخت
 ہی سو پہلے بجزیم تخت کی ہوتی ہی اور دوسرے جزم لفرسے یا شرک پس اگر کثیر و الیک انجام میں جنت
 تو اوسکو بیشہ دو زمین سے نہ کہ جو بڑی سزا اور خاص کفر اور شرک کی مقابلہ میں ہے لازم آوے +
 خواہ سچ اور معتزل کہتی ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اوسکو دوزخ ہی

وقال ان الله لا يفضي ان يشرك به احد فقال اني بيني وبينكم وبينكم وبينكم
 کیا چاروں کے بنیاد پر سہرام اہل اسلام کا اتفاق ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شرک کا
 ہدایت بڑی نافرمانی اور امد کے ساتھ بغاوت ہے اور یہی نافرمانی اور بغاوت کے
 مسئلہ ہی ایسی ہی سخت مقرر کے ہے کہ وہ دو فرخ میں ہمیشہ رہنا ہی بقیض نادان کہنے
 میں کہ کیا مسلمان ہی اللہ کے بند ہیں جو انہیں ہی بخشے گا اور کیونکر بخشی گا تو انکی سمجھاؤ
 ایک نظیر دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بادشاہ وقت کی ساتھ اسکی رعایا میں سے جو لوگ بغاوت
 کرتے ہیں وہ ان کو عقیقہ اور کیا کیا سزاؤں میں سخت دیتا ہے اور اپنی فرمان برداروں کو کسی
 انعام عطا کرتا ہے پس اگر وہ باغی یہ کہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ بادشاہ کو عقیقہ کرے اور اگر
 اسی بادشاہ کی تابعدار انعام کی کیا تمہیں اسکی برعکست ہو سکتی ہے تو ان کی نادانی ہے
 ف کفر شرح میں ایمان کی ضد کا نام ہے پس جن چیزوں پر مجتہدین اہل ایمان لانا واجب
 ہی انکی انکار سی یا شک سی کفر ثابت ہوتا ہی خواہ مجتہدین کا انکار کر ہی جس طرح سی کہ
 نقصان وغیرہ کرتے ہیں یا کسی ایجابات ایسی کا انکار کرے کہ جو بطریقین کی حضرت صلی اللہ
 سلم سی یا قرآنی ظاہر عبارت سی ثابت ہو جاوے دو تصور توں میں کا فر ہو جاتا ہے مثلاً
 کے چیزوں میں سی کہ جو قرآن کی ظاہر عبارت سی ثابت ہی نہ ہو روزہ حج وغیرہ ہی پر
 جو کوئی ان میں سی ایک کا ہی انکار کرے گا کا فر ہو گا یا انکا حرام ہونا اور سو دو چیز
 اور شراب وغیرہ چیزوں کا حرام ہونا قرآن کی عبارت سی ثابت ہی پس انہیں سی جو کوئی
 کے چیز کو ہی حلال کہے گا کا فر ہو گا علیٰ ہذا الفیاس قیامت کی آئی اور حساب کتاب کی
 ہو گیا انکار یا جنت و فرخ وغیرہ چیزیں جو قرآن میں مذکور ہیں انکا انکار یا انہیں شک کر گیا
 کا فر ہو گا تحصیل جن چیزیں دنیا میں لانا واجب ہی انکی انکار یا شک سی کفر ثابت ہو گا ہی
 جو چیزیں قرآنی ظاہر عبارت سی ثابت نہیں یا بطریقین کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر
 سی ثابت نہیں انکی انکار یا شک سی لازم نہ آوے گا اسی سبب اسلام کی گواہی ہو

بیان
 فی ظہور

بهی اللهی الی و مجبور محض میں اذکی حکم اور ارادی بدون کوئی شخص خواہ آسمان کا سر ہی والا ہو خواہ
 کاسیکو کچھ نفع دی سکتا ہی نہ نقصان اور ان سب اقسام کی شرک کی برائی قرآن و احادیث پر نہیں
 اور ان نفس کی سوا گنجائش نہیں ہی صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز سبکی برائی بیان فرمایا کرتے تھے اور کسی پر
 سی نوبت جہاد و قتال کی پڑتی تھی اور انکے شرک فی الجہم ہی کا اندھ کی رگڑ کی کدھر حکم کو مانی اور ایک
 قسم شرک فی العبادہ ہی کا اندھ تھا کی خاص عنایتیں کسی اور کو کر ہی مثلاً کسی کے الکی سجدہ کر ہی یا کو کوری
 یا کسی نام کا روزہ کر ہی یا کسی کی نام پندرنیاز کر ہی روپہ پیاد کر ہی کسی کا گونا گونا کعبہ کی طرح سی احرام
 باندھ کر ویرانہ سی جگہ اور وکی بوسی ہی تعظیم کر ہی علی ہذا القیاس ہر شے کو آج کل ہیبت سی نام
 مسلمان میں لیکن اولیاء اللہ سی اور انکی فرائض ہی یہی معاملات شرک کی محل میں لاتی ہیں کہ جس
 اندھ ہی ہیبت سی اور وکی پاکی اور مقبول بند ہی فرائض میں اللہ کو بدایت و آخرت کے
 نہ تفصیل جیکو منظور ہو تو وہ کرتا نہیں کچھ کی وجہ خاص انہیں کی دین علماء نے تصنیف فرمایا ہیں جس طرح
 جگہ کفر و شرک کا بیان کیا ہی بحث کا بھی کر کرتا ہوں بدعت لغت میں نی چیز کہ کہنی میں خواہ وہ
 خواہ عبادت یا ہوا و فقہاء کے نزدیک ہی قسم ہی حیب و تقسیم بحث کی کرتی ہیں کہ بعض حاجت اور بعض حجب
 اور بعض مباح اور بعض مکروہ اور بعض حرام اور ہی لغوی معنی اعتبار کر کے بعض علماء کل بدعت و خلاف
 کو خاص کیا کرتی ہیں کہ اگر کسی قسم کی بدعت مراد نہیں بلکہ بدعت مکروہ و بدعت حرام مراد اور شرع میں
 بدعت میں نہیں کی یا زیادتی کر کے کہنی میں لکھتے اور ان شرع کی کجی وادی اور شرعی قول نہیں ہے
 طرح یا اشارہ او کی اجازت نہائی جگہ کہ انی لطیفہ الحمد اور تفصیل اس کی یوں کہ جو چیز نی کی عہد میں ہو
 خود حضرت فی اس کو کیا ہوا حضرت ہی صحابہ اکی خبر دیا ہوا اپنی منع کیا ہوا سو وہ بالاتفاق بدعت نہیں بلکہ
 سنت ہی اور جو چیز انکی عہد میں نہیں ہو وہ مطلقاً بدعت نہیں بلکہ او کی یوں تفصیل ہی کہ اگر وہ از قسم غلط
 ہی تو یہ ہی بالاتفاق بدعت نہیں بشرطیکہ شرعاً منع نہ ہو و اگر از قسم عبادت ہی پس وہ صحابہ کے عہد میں نہ
 کہ شرعاً منع نہیں بلکہ اس کی ترک کیا ہوا ہی پس اس کا صحابہ کے عہد میں پیدا نہ ہو تو وہ ہی بدعت نہیں بلکہ صحابہ کے عہد میں
 منع کیا ہوا اور اگر صحابہ میں کسی نے منع کیا ہو تو وہ بدعت ہی جیسا قبل اس کے عہد میں نہ تھا چنانچہ وہ ان پر اور ابوعبیدہ

شرک فی الجہم
 شرک فی العبادہ

بدعت

شرع

تفصیل

عہد میں نہ
 عہد میں نہ

منع کیا روایت کیا اور اسکو بخاری وغیرہ نے اور اگر تابعین یا شیخ تابعین کے عہد میں پیدا ہوئے
 تو وہ بھی بدعت نہیں بشرطیکہ ان لوگوں نے خبر لیا کہ اسکو منع کیا ہوا ہے یا وہ تابعین ذہب
 تابعین کے حد کی چیز اسلامی بدعت نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی خیر المشرکین
 قَوْلُهُمْ لَا يَكُونُ لَكُمْ قَوْلٌ مَّا لَكُمْ بَلْ كُونُوا مِمَّنْ أَحَدُهُمْ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ كَرَسَبٍ رَجَاهُ سِرَازَ نَافِیْ سَہَرَوِیْ
 کہ اس کے بعد ہوئی یعنی تابعین پھر اسکا جواب دیا ہوئی یعنی شیخ تابعین پہر اسکی بعد ہی لوگ
 ہوں گے کہ خود بخود گواہے وہی پہر کر سیکے اور انتہا میں خیانت کر سیکے ایک حدیث بدعت نبوت
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تینوں زمانہ کا احسن بارہی اور اسکی عہد میں خیر ہے اور اسکی عہد
 شر ہے اور اگر ان تینوں زمانہ کے بعد پیدا ہوئی ہے تو اسکو اور شرعیہ کتاب اللہ سنت رسول
 اللہ وجماع امت قیاس مجتہدین سے مطابقت کیا جائے لگا پس اگر اسکا نظیر ان تینوں
 میں آیا جائے لگا یا وہ کسی اور شرعیہ سے ثابت ہوگی تو بدعت نہ ہوگی اور اگر اسکا نظیر ان تینوں
 میں نہ آیا لگا یا وہ کسی اور شرعیہ سے ثابت نہ ہوگی تو بدعت ہی گواہ اسکو کسی نے کیا ہوگا
 بعد از ان ثلثہ کے پہر کے شخص کا فعل مشروع میں حجت نہیں خواہ عالم ہو یا اہل اہل بائیں
 مدنی حیثیت حدیث کچھ لوگوں نے کج تحقیق کر کے وہ فریق مقرر کر کے ہیں کہ ایک فریق
 کا اہل دہلی و سرینا بدعتی رکھ لیا ہی ایک فریق نے یہ زیادتی کے ہے کہ فروع ثلثہ ہی میں
 حصر کر دیا ہی پس جو چیز از قسم جہاد بعد اسکی خواہ اولاد یا جب کے اشارے ہی باصراحت ہی تھا
 ہوا اسکو بدعتی رکھ بدعت کہہ دینی میں حالانکہ جہان مشروع سے اجازت ہو خواہ ولایت خواہ اشارہ
 گوہ فروع ثلثہ کے بعد حادث ہو بدعت نہیں کہا ہوا لہذا کوئی نے کس اہتمام بلکہ بعض صاحبوں نے
 تو مانع نہ کیا ہی کہ جو چیز از قسم جہاد ہی سے اللہ علیہ وسلم کے بعد حادث ہوا اسکو بدعت
 نہ کہتے ہیں اور وہ کفر فریق نے یہ فرقہ کیا اپنی اباؤ اجداد اور اپنی مشائخ
 سے امتداد لیا اور بدعت ہی بدعات مذہب کوہ۔ حسنت قرار دی لیا گواہ اسکی شرع
 ان اہل ہندوستان کو جاسیہ لائینی بنی مہاسیہ المسلمین شافعہ ابوہم الدین صلی اللہ علیہ وسلم کے

کے پیروی کرے زید پر کے راہ سی کچھ غرض نہ کہی اور جس کو حضرت کی محبت ہوگی وہ حضرت کی نظر
پر چلے گا اور جو بہت مستغفیر ہو چھوڑ کر اور راہ اختیار کرے گا حضرت کے مخالفوں میں شمار ہوگا بدعات کی
بہت سی برائیاں ان کا ویش صحیح ہیں وارث میں جب کو زیادہ شرح مطلوب ہو وہ ادا میں مطلوبات میں
دیکھئے کہ جو خاص اس کی بیان میں تصنیف ہوئی ہیں لیکن میں یہی کچھ ذکر کرتا ہوں بخاری اور
مسلم نے جابر رضی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہے کہ سب کلاموں میں بہتر کلام
کتاب اللہ ہے اور سب ہدایتوں میں اچھی ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بہت بہترین کلام
جو نبی ایجاد کیا وہیں وہی بدعت ضلالت اور بدعت گمراہی ہے امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد
اور ابن ماجہ نے جو باض رضی ساریہ سی نقل کیا ہے کہ اکبر و نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہکونانہ
بڑا کر و غلط فرما شروع کیا بہت و غلط فرمایا کہ لوگوں کے انکھیں روئی لگیں اور دل شکا
گئے اس بعد میں ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شاید یہ آخری وعظ ہی پس بہار
لئی کچھ وصیت کر جائے آپ نے فرمایا میں منکو وصیت کرنا ہوں ان چیزوں کے کہ اللہ سے
دورنا اور دین کی بات سنکر اس کی اطاعت کرنا اس لئے کہ اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو برا ہے
تخلاف دیکھا پس اس وقت میرے اور خلفائی راشدین مہدیین کے طریقہ کو اختیار
کیجو اور اس کو مضبوط کر کے دانت سی خوب پکڑ لیجو اور نئی نئی باتوں سے دور رہنا تو کچھ
جو نئی بات نکلی گے وہ بدعت گمراہی ہیں و انہی دالے ہوئے انتہی حقیقت ہی کہ اب لوگوں
نے حضرت کی وصیت کی برخلاف کیا سنت کو چھوڑ کر لوگوں کی ایجاد کے ہوئی چیز کو کیا
مضبوط دانت سے پکڑ کر کسی طرح نہیں چھوڑتے اور سالہا سال سی وہ بدعات جاری
کر رہے ہیں کہ اب بدعت کو سنت سمجھتی لگے اور سنت کی بدعت قرار دینے لگی اللہم اھدنا
الصراط المستقیم اہل اسلام کے سب فرقوں میں فقط اہل سنت
و جماعت کا فرقہ ناجیہ ہے امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب میرے امت میں بہتر فرقے ہو جائیں گی

وہ سب کے سب ذہنی ہونگی مگر ایک فرقہ ہونگا اصحاب فی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلوٰۃ
کون فرقہ ہی فرما یا جو میرے طریقہ اور میرے اصحاب کی طریقہ پر ہوگا انہی سوا ہی کی مطابق
ہوگا خدا را شہدین کی وجہ امت میں باعتبار عقائد کی اختلاف شروع ہوا حضرت ادریسؑ کے
اصحاب و اہل بیت کا طریقہ جو جدا آتا تھا اس میں بعض بعض فی کبی اور شرارت کر کے جدا کر دیا
پہلے پہلے اپنی ساتھ کر لیا اور بعض بعض اس میں جمہوری مخالف ہو گئی اور ادنیٰ گروہ کا ایک
جدا نام مندرجہ بالا بیانیہ کہ بہت تکذیب پہنچی بعض فرقے کی تو فقط پیاس سو ہی آوی ہوئے
ہی بعض کے کم زیادہ پہلے بعض کو چند روز میں نیست و نابود ہو گئی آگے ان کا طریقہ نہ جلا بعض کا
کچھ دن چلے یہ بعد وہ ہو گیا بعض ایک ہو چند میں اور سب میں سی وہ جدا ہو ہو کر الگ ہوئی تھی
گروہ اعظم اہل بیت اور اصحاب کی طریقہ اور بنی علی علیہ السلام کے طریقہ پر رہتا ہوتا ہے فرقہ
اور اس کا نام فرقہ ناجیہ یعنی نجات پانوا لا ہے اور یہ اہل سنت کا فرقہ ہے اور یہ بھی فرقہ
ہو کہ ان سب فرقوں کا باجم اختلاف جزئیات عقائد میں ہی اور اہل الاصول اس میں سب
متفق اور ایک میں جیسا کہ کتب عقائد کے دیکھنی سی واضح ہوتا ہے کہ قطعی الثبوت چیزیں
سب متفق ہیں کچھ کچھ لوگ کسی کسی فرقہ کی مختلف میں سو وہ اہل اسلام سی خارج اور کافر
میں اور یہ وہی ہم ان فرقوں کو جیک کہ وہ یقینی الثبوت چیزوں کا انکار یا شک مکرین کا
نہیں کہتی ہیں ان وہ گمراہ ہیں کہ اوس گمراہی کی سبب سی اپنی جرم کی پر جیہ چیز میں جاو گئی
تجلاف اور فرقوں کی اختلاف کے کہ وہ اپنی اصول میں مختلف ہیں مثلاً ہندو و سار کی فرقہ کا اصول
میں اختلاف ہی کہ اوس اختلاف سی یا دیکھنی دین کا پائل ہو نا ثابت ہوتا ہے جبکہ اس عام کے
شرح منظور ہو وہ اون کتابوں میں دیکھئے جو انکی رد میں تصنیف ہوئے ہیں بحاصل ہندو ان
سب سی بڑا اور ناجی قسمہ اہل سنت کہ ہی تو تفصیل انکی نہیں فرقہ برائی نہیں کہ خفا را شہدین
کے بعد ایک شخص عبداللہ بن عباسؓ یا یہودی فی مسلمانوں کی اختلاف کی لٹی یہ کر کہا کہ
ظاہر میں مسلمان ہو کر حضرت علیؑ کے لشکر میں آئے اور کوشی شیخین کی امانت اور علیؑ کی تعریف

فرقہ ناجیہ

اہل اسلام کے
فرقہ اصول عقائد
میں ایک ہیں

میں مبالغہ کرنا شروع کیا اور چند جاہلون کو اپنی سادہ متفق کر لیا حضرت علیؑ نے خبردار کہا کہ
 فکرو! بعد حضرت علیؑ کے اویسی پہنچو رکڑاؤ سکی فریق نام شیعہ ہی پر دن بدن اونکی
 گروہ میں کچھ کچھ لوگ شامل ہو گئی پہراونکی اولاد میں سی چند لوگ عالم ہوی اور ہر نئی فریق
 آیات کی اپنی مذہب کی موافق تاویلات کرنے اور احادیث صحیحہ کہ جسے اونکی مذہب کا بطلان
 ثابت ہو اٹھا کر ان اور نئی نئی اپنی مطلب کی موافق احادیث کا بنا کر شروع کیا یہاں تک کہ اونکے
 بعد اونکی ہاں کتاب میں تصنیف ہو گئیں اور سب طرح چند لوگوں نے حضرت علیؑ کا انکار اور انکے
 مذمت شروع کی اور آخر اونکی ہاں یہی ایسا ہی کارخانہ ہوا اوس فریق کا نام خارجہ ہے
 اور ایک شخص اصل بن عطاء تھا اوسنی حسن بصری رحمہ اللہ کی مجلس میں کفر اور ایمان
 کے عجین ایک مرتبہ ثابت کیا اور کبیرہ گناہ کرنے والے کو ایمان سی خارجہ تیسرا حسن کی فریق
 ہر جب اونکی فریق کا نام مختزلہ ہوا شیعہ اور معتزلہ اکثر امور میں متفق ہیں پہ چند لوگ اس امر
 کے قائل ہوئے کہ مومن کو گناہ کرنے سے کچھ ضرر نہیں ہوتا اوسکو خواہ اللہ بخشد بگا اوس فریق کا
 نام مرجئیہ ہوا پہ کچھ لوگ تقدیر کے منکر ہوئے اور کہتی لگی کہ بندہ اپنی افعال کا اپنا خلق ہی
 اوسکا نام قدریہ ہوا اور کچھ لوگ یہ کہتی لگی کہ آدمی اپنی افعال میں بالکل مجبور ہے ورنہ
 پہ کس طرح بے اختیار محض ہے اونکی سنیق کا نام جبریت ہوا تحقیق یہ ہے کہ قدریت
 اور معتزلہ کو کہتی ہیں انفرض سب طرح سے ایک اور فریق نجاریہ نکلا وہ نفی صفات سے
 کرتے ہیں اور کلام الہی کو حادث کہتی ہیں پہر ایک فریق مشتبہ ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ
 کو جسم ثابت کرتے ہیں اور آیات مشابہات کی ظاہری معنی مرا لیکر اونکی لمبی مخلوق کے
 مانند ہونے باؤن منہ و عرش پر جسم سے بیٹھا ثابت کرتے ہیں آپس پہ کل سادہ فریق ہوئے
 پہر ایک فریق کے سبب بعض اختلافات کی کسی کسی فریق ہو گئے چنانچہ معتزلہ کی
 بیش فرقہ اور شیعہ کی بائیس اور خوارج کی تین اور مرجیہ کے پانچ اور نجاریہ کی تین فرقہ ہوئے
 جبریت اور مشتبہ ایک ایک ہی راہ ادا کل بہتر فرقہ ہونے میں اور زیادہ تفصیل ہر ایک کی ہے

حاجہ

مختصر

ایک

تجزیہ

تجزیہ

تجزیہ

کتابوں میں موجود ہے اور تشریح و تفسیر کہ جس سے یہ سب کچھ بنی فرقت یا حبیہ اہل سنت
 و جماعت کا ہے اب اس بات کا ثابت کرنا کہ وہ فرقہ عظیم اور ناجیہ کہ جس سے یہ سب کچھ بنی
 اہل سنت و جماعت کا کئی چند وجہ یہی ہے وجہ اول یہ ہے کہ حضرت فی فرقہ ناجیہ کی ہر
 علامت بیان فرمائی ہے کہ میری طرف اور میرے اصحاب کی طرف ہر گاہ سوال سنت اور فرقہ
 کی عقائد کو دیکھ لو کہ ان میں سے کون برفلاف حضرت اور حضرت کی صحابہ کی ہی اہل سنت ہے
 اور میں اور ان کے ساتھ متفق ہیں اور ان کی سوا اور فرقہ میں چنانچہ عقیدہ کی دلیل سے یہاں مذہب
 واضح ہوتا ہے وجہ دوسری فرقہ سب سے اہل سنت کا ہی اہل سنت کی بنیاد میں
 اور بنی بنی یا سوال جس سے یہ نہیں ہیں کیونکہ جو جتنی بلاد اسلام تین سب میں ہی اہل سنت اور
 موجود ہیں اور یہ سب سب سے آج تک یہی کثرت ہی سوا ان کی کسی اور فرقہ کی کہیں ہر عقد جانت
 نہیں بلکہ بہت سی فرقہ کا تو اب نام نشان ہی نہیں کہیں ایک نام میں چند آدمی ہو گری
 ہوگی اس سب سے اوٹ کا نام جاری ہی اور کہیں دس پانچ آدمی ہو تو وہ کاحدم میں اور فرقہ
 سے کچھ دو فرقہ اپنے زیادہ میں ایک شیعہ دوسرا خوجیہ سوشیہ کی بڑی کثرت ایران میں کچھ
 ہونی نہیں سب سے قریب کچھ پہلی کوئی نام کا شیعہ ایک آدھ شخص تھا یا اب چند روز سے
 ہندوستانی بعض شہروں میں موجود ہیں اور پہلی بیان ہی بہت کم ہی اور خارجہ جگہ
 بڑا جگہ مسقط وغیرہ بلاد عرب میں ہی اور اس سوا کچھ اور کسی فرقہ کا کسی شہر یا ملک میں ہوا
 آج تک سننے میں نہیں آیا پس ان دو فرقہ کی لوگ پختہ اہل سنت کی ایسی ہیں جیسے
 مسند میں ہی ایک چوڑا سا الاحد کہ لیون چنانچہ جو فرقہ ان شخصوں کو یہ بات خبر معلوم
 ہی اور یہ سب سب سے پہلی فرقہ و حدیث سے ثابت کر چکے ہیں کہ امت محمدیہ میں جس طرف کثرت
 اور سوا و عظیم ہو رہی ہے حق پر ہیں اور وہی اہل نجات ہیں پس اب ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت
 جماعت سے زیادہ ہیں جو زیادہ ہیں وہ اہل حق اور اہل نجات ہوتی ہیں دعا
 ثابت ہوا کہ اہل سنت و جماعت اہل نجات ہیں اور اہل حق ہیں و اہل سنت و جماعت

و جماعت اہل سنت کی اہل حق ہوتی

نزدیک سنت نہیں اور جس صحابی نے آپ کو ترک کرنے کو کہا اس کی ریایت اور اس کا نام کو اپنی اوستی
 ترک کرنا سنت یا فاعلی ذالقیاس اس قسم کی حساب سے جزئیات میں اختلاف واقع ہوا اور بعض
 سب کی ایک بین دو ایک جا جو اختلاف ہی سو جو تحقیق علمی سے کچھ اختلاف کی بات نہیں
 دراصل علم فصل ۹ (نزدیکی سب افعال کا خالق اللہ ہی) پس خواہ کس قدر
 ایمان خواہ دینی خواہ دہی جو کچھ بندے سے ظاہر ہوتا ہی سب کا اللہ خالق ہی اس کی پیدا
 کرسی پیدا ہوا ہے اور ان کا بندہ خالق نہیں ہی جبکہ اگر قدریہ اور معتزلہ کا گمان ہی اور اس کے
 دو دلیل ہیں اول وہ نفس ہیں جو اس مدعی کو ظاہر کرتے ہیں کہ قول تعالیٰ وَاللّٰهُ
 خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ یعنی اللہ نے پیدا کیا ہی تم کو اور تمہاری اعمال کو ۲ و کہ قول تعالیٰ اَللّٰهُ
 خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی اللہ ہے ہی پیدا کرنا اور فی الواقع چہ کلام پس کل شئی سب کو شامل ہے
 جو اس کو بھی اعراض کو بھی بندی ہی اوس کی پیدا کی ہی ہوئی ہیں اور ان کی افعال ہی
 اوستی بنائی ہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر اپنی افعال کا بندہ آپ خالق ہوتا تو اس کو
 بتفصیل ان کی خبر ہے ضرور ہوتے کیونکہ اختیار اور قدرتی کی چیز کا ایجاد کرنا بغیر اس کی نہیں
 ہو سکتا اور بتفصیل بندہ کو اپنی افعال کے ہرگز خبر نہیں ہے کیونکہ ایک جگہ ہی دوسرے
 جگہ تک جانی میں بہت ہی سکون اس کی در بیان ارفع ہوتی ہیں اور بہت سی حرکات
 بعض حرکت ہی بعض پاؤں کی حرکت سینہ ہوتی ہی اور بعض کم اور بعض برابر ہوتی ہی اور چلنے
 والی کو ہرگز معلوم نہیں کہ کتنی جا پاؤں نہیں اٹھا اور کتنی جا حرکت کرنا ہوتا اور کہاں تیز حرکت تھی
 اور کہاں کم اور یہ ہی نہیں کہ وہ ہو گیا ہو کیونکہ چولی چیز چوٹی ہی اور آجانی ہی اور اگر یہ پتہ
 کسے ملتی اور یہی دریافت کیو جگہ گزرتا سب کا یہ اس کی ظاہر افعال کا حال ہی اور اگر ملتی ہیں
 اس کی تحریک اعضا کو دیکھی گا کہ عفتلات کہاں کہاں متحرک ہوئی اور یہی کہاں کہاں
 علیٰ ذالقیاس تب تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ آدمی کو اپنی افعال کی بتفصیل ہرگز خبر نہیں
 پس جب اس کو بتفصیل خبر نہیں تو وہ اور ان کا یہ اور نہ الا یہی نہیں پس کمال اللہ تعالیٰ کا یہ ہی کہ

[illegible]

وہ سوال

اول

جواب

دوسرے جواب

[illegible][illegible]

ہر شخص فرق کرتا ہے بلکہ ہر قائل چاہتا ہے کہ ہمارا کسی کام کے لئے تاجا نامی اختیار ہی بہتر
 ہے کہ نہ ہر کی حرکت کی مانند ہر وی بلکہ تہر کے حرکت بلا اختیار ہی اور ہر آمد و رفت اختیار ہے
 کیا لا یخفی علی من لدنی شعور و سوسم اگر بندہ کو اپنی افعال میں کچھ اختیار نہ ہو تو جسطرح تہر
 لڑیے اور نہ ہی کر اعتقاد ممکن ہے اسطرح اس میں ہر جادوی اسطرح ایک کسی فعل پر قاب
 عقاب ہونا ہی ظلم و جبر گناہ جادوی اور ظلم ہی برسی ہی کیا قال عز شانہ ان الله
 لا یظلم الناس الاّ بیتی اللہ دعا کسی آدمی ظلم نہیں کرتا۔ اور جسطرح نہر لڑیے ہر قوم عقلا
 اور ست ہی اسطرح اسکی بھی ہو جاو سوال جب یہ ثابت ہوا کہ ہر ایک کام بندے کا
 اللہ کے ارادے ہی ہوتا ہے اور انزل میں اوکو اور اسکی خبر نہیں پس وہ حال ہی خالی نہیں ہوتا
 کام کے نہ کر نیک اور ارادہ کر نیک اور انزل میں اوکو معلوم ہوگا کہ یہ کام اس میں نہیں ہوگا اور اگر
 کر نیک اور ارادہ اور علم ازلی ہوگا پہلی صورت میں تو وہ کام ہی منع ہو جاوگا اور دوسری صورت میں اوکا
 ہر حاضر ہوگا ورنہ ارادہ اور علم اس میں مختلف ہونے لگیگا اور جب ایک کام ہی حاضر ہوگا تو منع ہوگا
 تو بندہ بکا اختیار کہاں رہا پس جو منع ہی وہ اس کی کہی ہوگا اور جو ضرور ہی وہ اس کے خواہ مخواہ
 سرزد ہوگا جواب اللہ تعالیٰ از ملین یون جانتا تھا کہ اس کام کو بندہ اختیار ہی کر نیک اور اسکو
 اختیار ہی چھوڑ نیک اور اسطرح ارادہ کیا کرنا ہی کہ بندہ اس کام کو اختیار ہی کر ہی اور اس کام کو
 اختیار ہی کرے پس یہ حال بندہ کا اختیار نیک جسطرح کوئی بادشاہ کسی غلام میں کسی کام کے
 کر نیک اور ارادہ کر ہی تو مسو ترین اگرچہ غلام اسکی اور وہی کہ جب اوکو کر نیک لیکن نفس اختیار اور اسکا
 زائل ہوگا اور وہ کام اس غلام سے اسطرح بے اختیار سرزد ہوگا کہ جسطرح عرشا والیکہ تہہ
 بے اختیار رہتا ہے اور از ملین اسکا بھی جانتی ہی کہ بندہ اس کام کو بلا اختیار کر نیک یا نہ کر نیک بندہ ہی
 اختیار نہیں جانتا اسکا علم اسکی اختیار کو زائل نہیں کرتا اور جواب الزامی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 جمیع افعال بالاتفاق اختیار ہی ہیں حالانکہ وہ از ملین جانتا تھا کہ فلاں شخص کو فلاں وقت
 میں سنی کر نیک اور فلاں کو غیر سنی اسطرح اسکی علم ازلی ہی اسکا اختیار نہیں جانتا اسطرح ہی

جواب

جواب

جواب

جواب

بندہ کا اختیار ہے دو نہین ہوتا پس ثابت ہوا کہ جمیع افعال کا خالق اللہ ہی اور
 اور سبب اختیار کے بندہ کا سبب ہی اور یہی ثابت ہوتا ہے قرآن و احادیث و اجماع
 امت و عقل سلیم سے پس ہادی مان نہ جبر ہے نہ قدر ہے چونکہ یہ بحث بہت متنی
 ہی لہذا اس قدر پر گفتگو کرنا ہون اور طویل جو عام کو مفید نہیں اور یہ چوترا ہوں +
 ف اس مسئلہ تقدیر میں آدمی زیادہ قیل و قال نہ کرے کیونکہ زیادہ قیل و قال سے سوائے
 اسکی کہ اگر ای حال ہوا اور کچھ فائدہ نہیں اسی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بحث سے منع کیا
 ہی چنانچہ ایک بار دو شخصوں کو اس مسئلہ میں گفتگو کرتے سنکر حال غضب میں باہر نکلے لائے
 اور فرمائی لگی کہ پہلی امتوں کی لئے اگر اگر ای اس قیل و قال سے حاصل ہوئی تھی اور فرمایا
 وَ لَیْذَا بَعِثْتُ اُولَکَیْمَیْنِ اِی لَیْ اُنْہَکُمْ پَس اَیَا ہُوْن اور میں تاکید سے کہتا ہوں کہ آئینہ پہننا
 اور ظاہر ہی کہ جو ہوتا ہے وہ آپ ہو رہیگا شکو اس جگہ پر یہ کیا مطلب احکام شریعت کو ناجاد
 اور گناہوں سے باز آؤ پس موافق فرمان آنحضرت علیہ السلام کی جس شخص کو اللہ نے دوزخ
 لئے بایا ہی اور سکی لئے ویسی کام آسان ہو رہی ہیں اور جس کو جنت کی لئی پیدا کیا ہے
 اور سکون و روزداد اور رسول کی طاعت میں گذرتا ہی ابھی جن چیزوں سے خوف
 ہوا انکے نو تئیں دے اور جن سے تو ناخوش ہوا انہی کو کر آئیں + (بندہ کی چھٹی کام سے
 اللہ تعالیٰ رضی اور عید ناراض ہی) حاصل یہہ ہی کہ نیک و جبر و افعال ہیں اور سکی
 تقدیر اور ارادہ اور مشیت ہی ہوتے ہیں لیکن اون میں سے نیک کاموں سے رضی ہوا
 اور ان کے کر نیک حکم دیتا ہے اور بد کاموں سے وہ ناراض ہوتا ہے اور ندادن کے
 کر نیک حکم دیتا ہے جب کہ فرماتا ہے وَلَا یُضِلُّ الْعِبَادَہُ الْکُفْرَ وَ اِنَّ فَتْکَ وَا یُوصِلُہُ
 الْکُفْرَ اِلَی النَّارِ اپنی بندوں سے کفر کو پسند نہیں رکھتا اور اگر شکر کر دے تو وہ
 سے سبب اسکی خوش ہوگا و قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَاذِی
 الْقُرْبٰی وَ یَنْہٰ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ الْاٰیہ اللہ حکم کرتا ہے

انصاف اور احسان کر نیکا اور قرینہ دینی کا اور منع کرنا سے قش اور بری کام اور نجات
 کو پس ارادہ اور نیت اور چیز ہے اور حکم کرنا اور اس سے خوشنود ہونا اور چیز ہے اس قدر
 چیز سے کسی کو چون و چرا کر نیکی قدرت نہیں جس سے جاسی افعال پہلو میں لاوے اور
 اس سے سبب اور کی اختیار کی اراض ہو جاوے اور جس سے جاسی اچھے افعال کروایا وادو
 اور کی سبب اس سے خوش ہو جاوے کہ **مَا يَعْزِلُ رَجُلًا عَنْ طَاعَتِكَ كَامِ قُوَّتِ**
يَا بِي جَانِي هِيَ سُوَّةُ قُدْرَتِ حَقِيقَتِي ہے کہ جسکی سبب بندہ کسی کام ہوتا
 تفصیل اس احوال کی ہے کہ لفظ بطلاعت کی مدد میں ہیں ایک سلامتی آلات وہ سبب سبب
 کہ اسکی تفصیل آگے آئی ہے ان شاء اللہ دوسری قدرت حقیقی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بنا نما میں
 کہ اسکی سبب سے افعال اختیار کرنا ہی اور اگر قدرت ہر قدرت ہر چیز کی سونپہ طری افعال
 اور کر نیکی لئی اور سلامتی آلات و سبب کی اور یہ قدرت بعد ارادہ صمم کر نیکی خاص اور کام کر
 وقت حاصل ہوتی ہے تیس اگر بندہ کسی نیک کام کا ارادہ کرنا ہے تو اسکو اسکو اس نیک
 کام کی قدرت عطا کرنا ہے اور بد کام کا قصد کرنے سے تو اسکو اس بد کام کی قدرت عطا
 پس جو وقت جو رہنے جو رہی کا ارادہ کیا اور اللہ نے حسب عادت اسکو اسکی قدرت سے
 تو گویا اس جو رہنے نیک کام کی قدرت کو نازل کر دیا کیونکہ اگر اس جو رہی کا ارادہ کرنا کہ نہ نیک
 قصد کرنا حسب عادت اسکو نماز کی قدرت عطا ہوتی پس اسی سبب سے یہ بندہ افعال
 میں ذمہ و عقاب کا مستحق اور افعال خیر میں روح و ثواب کا مستحق ہوا پس ارادہ کی سبب اسکو
 ثواب و عقاب ہی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ سے منقول ہے کہ قدرت دو مخالف چیزوں کی جملہ
 کہتی ہے پس جب کہنی کفر اختیار کیا تو اسکو سنی ایمان کی قدرت کو نازل کر دیا کیونکہ یہی قدرت
 ایمان کی لٹی ہی نہیں پس اس سبب سے عقاب کی قابل ہوا اور اگر اسی قدرت کو ایمان میں
 صرف کرنا تو ثواب کا مستحق ہونا اور جو استطاعت سلامت آلات اسباب
 معنی میں ہی اوپر صحت تکلیف کا مدار ہے (دوسرے معنی لفظ استطاعت

کے سلامت ہونا آلات و سبب کا ہی سوا اس استطاعت کی موجب اللہ تعالیٰ بندہ کو تکلیف دینا
 پس جو شخص چیز کے لئے آلات و سبب نہیں رکھتا اور کو اس کام کی استطاعت نہیں سوا اس
 کہ اس کا اللہ حکم نہیں دینا اور جس چیز کے آلات و سبب رکھتا ہو گا اور کو اس کام کی استطاعت
 ہی سوا اس کی کہ نیکی اللہ بندہ کو تکلیف دینا ہی کا قابل تعالیٰ کے **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجَّةٌ بَیِّنَةٌ**
اَسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے جو شخص نہ کر کہ جس تک جائیگی طاقت کر رہی ہیں جو
 فرض ہے اور اس استطاعت پر صحت تکلیف کے مدار ہونگی یہ وجہ ہی کہ سلامت ایسا ہے
 بل سبب ارادہ کہ نیکی قدرت حقیقی کہ جس کا ذکر پہلی ہوا ہے اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہی پس جب قدرت
 حقیقی پائی گئی تو وہ بندہ و دان عاجز نہ اور جہاں سلامتی اسباب و آلات نہیں ہوتی ان
 بندہ اپنا قصد نہیں کرتا اور جب قصد کیا تو وہ قدرت کہ جو بعد ارادہ کی ہوتی ہی اور جسکی سبب
 و فیصل سرزد ہوتا ہے نہیں حاصل ہوتی ہی اور جب یہ قدرت حقیقی نہ پائی گئی تب عاجز محض
 ہو گا تکلیف کے قابل نہ (لہذا جس کام کی بندہ استطاعت نہیں کرتا
 اللہ اسکی کر نیکا حکم نہیں دیتا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی **لَا يَكْفُرُ اللّٰهُ عَنْ نَفْسِهِ**
وَسَعَىٰ یعنی اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کی موافق پس جو چیز کے
 طاقت سی باہر ہو عام ہے کہ فی نفسہ متنہ ہو جیسا ضدین کا جمع کرنا یا فی نفسہ ممکن ہو لیکن سبب
 نہ اسکی جیسا پیدا کرنا جو اس کا پس اسکی کر نیکی بندہ کو حکم نہیں دیتا (مار نیکی بعد در و اور
 کسے چیز کے توڑ نیکی بعد اس کا ٹوٹنا ہی اللہ کا مخلوق ہی) شلانی نے
 عمر کی لاٹھی ماری اور اس ہی اس کو در و ہوا کہینی ایک شیشی کو پتھر دی مارا اور اس
 وہ ٹوٹ گیا سوا اس در و کا ہی اور اس ٹوٹے کا ہی اللہ ہی خالق ہی یا کہینی کیلی ٹوٹا اور
 اور اس ہی اس کے گردن جدا ہو کر وہ مر گیا سوا اس موت کا ہی اللہ خالق ہے خاص اللہ
 پیدا کر نیسے ہوئی ہی اگر نہ پیدا کرتا تو مار نیکی بعد در و ہوتا اور نہ وہ شیشہ ٹوٹا اور نہ وہ شخص ترنا
 کیونکہ تمام ممکنات اللہ کے طرف مستند ہیں اور ہر ایک چیز کا اللہ خالق ہی چنانچہ ہی اسکی

اور جسکی سبب
 و فیصل سرزد ہوتا ہے
 نہیں حاصل ہوتی ہی
 اور جب یہ قدرت
 حقیقی نہ پائی گئی
 تب عاجز محض
 ہو گا تکلیف کے
 قابل نہ

متعین گذری ہی مستحضر اسکو پیسے بنایا فعل کہتی ہیں اور زید کو اس کی خالق قرار
 دیتی ہیں پس مانگی نزدیک جو چیز خالق سے بدعت اور اسکی وجہ سے فعل کے سرزد ہو جو بطور
 قوار کا مانا اسکو نزدیک فعل بطور مباشرت کے کہتی ہیں اور کچھ فعل کہہ بطلی نظام جو بطور
 کہ موت کو زور داری کی سبب سے حاصل ہو کہ اسکو ہی نزدیک فعل بطور زید کی کہتی ہیں ہمارے نزدیک
 دونوں اسکی مخلوق ہیں پس جو چیزیں کہ بطور مباشرت کی ہیں وہ بھی اور جو چیزیں کہ بطور
 کے ہیں وہ بھی اسکی پیدا کر دہی ہوئی ہیں (مثلاً کیو اس میں کچھ فعل نہیں) نہ قریب اسکی
 خالق جو کہ نہ یہ بند ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی چیز کو پیدا کر ہی عیا کہ پہلی گذرا اور نہ یہ اسکی
 کارب ہی کہ نہ جو چیز اسکی قدرت میں نہیں ہو سکتا یہاں سب نہیں ہو سکتا اور ہی لئی بعد اسکی
 کے بند کو اختیار نہیں کہ وہ اس اثر کو ظاہر نہ ہونے والی بعد اسکی سکھایت نہیں کہ درکار کو
 پس اگر اسکو قدرت ہو تو اس اثر کو روک لیتا پس جب یہ اثر اسکی قدرت سے باہر ہی تو یہ اسکی
 ہی نہیں ہی اور یہی ممکن ہی انفال زید میں پیدا ہو اذہا ہی ہوتا ہی کہ وہ فعل کہ جس
 یہ پہا ہوا ہی اسکی اختیار میں تھا (اللہ کو چاہتا ہی مگر اذہا ہی اسکو چاہتا ہی ہے
 دیتا ہی) اگرچہ یہ مضمون پہلی بیان ہو چکا ہی لیکن توضیح کے لئے مکرر کیا گیا۔ حاصل یہ ہے
 کہ بطور سے اور افعال کا اللہ تعالیٰ خالق ہی ہے بطور ہیایت و ضلالت کو ہی ہی پیدا کرتا ہی اور
 اس سے باہر تھا کہ کچھ عیب نہیں کہلئی کہ قیچ چیز کا کہیں ہی نہ کہ پیدا کرنا چاہتا ہی تفصیل
 حاسیہ میں بھی ہو چکی ہی فہم ہی جسکو چاہی کی قید یوں نہ پادہ کسی کہ ہیایت اور ضلالت
 ہی اویہا کرنا اور نکال ہی نہ جان کرنا طریق حق کا کہ یہ لکھتا ہے راہ حق کو سبکے لئی بیان کر دیا ہی
 کہ کفر و عیبت نہیں فہم ہی یہ جو قرآن مجید میں آیا ہی کہ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ہدایت کرتے ہیں اور شیطان اور کفار و منافقین اتنی ہیں سو اسکی پیروی ہی کہ قرآن اور نبی صلی اللہ
 وسلم صحت پر آکا ہیں اور شیطان اور کفار و منافقین سب ضلالت کا ہیں سو مجازاً ہیایت اور ضلالت کو کہتے ہیں
 انت کر دیا ہی نہ حقیقت میں نہ لکھا اللہ تعالیٰ ہی سبب میں جو چیزیں کہ ہم کی لئی سبب ہو ہی

مستحضر
 مستحضر

ن
 ن

اوسکی طرف اور کام کو مجنا نسبت کر دیتی ہیں مثلاً کہتی ہیں کہ اس دوا فی شفا دی اور لک
 نے جلا دیا اور پانی فی سرور دیا علیٰ ہذا الفیاس سودا شفا کا سبب ہی اور آگ جلا نیکا اور
 پانی سرور نیکا اسلئے انکے طرف نسبت کر دیا ورنہ اس شفا اور جلا اور سرور دکر فی سبب اللہ خاصا
 ہے اگر چاہتا دوا بعد شفا دیتا اور آگ کی بعد جلنی دیتا اور پانی کی بعد سرور دیتا اسلئے سبب سے
 جو شفا کر دوا کا فعل سمجھے اور کو علمانی شکر لکھا ہے اور موجد اور شرک میں یہی فرق ہے
 کہ ہر چیز کو موجد اللہ کے حقوق جانتا ہی اور وسائل کو سبب محض جانتا ہی اور شرک سبب کو فاعل
 حقیقہ سمجھ لیا کہ ای بتماری اور سلم فی زید بن خالد سی روایت کیا ہی کہ حدیثیہ میں نبی صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم فی صبح کو امامت کی اور اوس رات کو منہ برساتھا پس ہر طریقہ نہ پہرے کیلئے ہی اور
 فرامی لگی کہ تم جانتی ہو کہ تمہاری رکنے کیا فرمایا لوگوں نے کہا اے ادر اور دوسرا رسول ہی خوب
 جانتا ہی فرمایا اللہ تعالیٰ بہر فرمایا ہی کہ صبح کو کچھ لوگ مجھ پر ایمان لائے اور کچھ مجھ سے کافر ہوئی پس جنت
 کہا کہ اللہ کے فضل سی بارش ہوگی سو مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہو اور جنتی یون کہا کہ
 فلان فلان ستارے یہ بارش ہی تو وہ ستارے نہ ایمان لایا اور مجھ سے کافر ہوا ستارے عربین
 لوگ یون جانتی تھی کہ جب فلان ستار فلان جگہ آتا ہی یا فلان ستار کی پاس آتا ہی تو بارش
 ہے اور وہ اون ستارے نہ بارش کا فاعل سمجھا کرتے تھے سو اسلئے اذ کو کا فر کہا۔ ایمان اگر گنہی وجہ سے
 یون معلوم کر لیا ہو کہ جب یہ ستارے آتے ہی تو اکثر اللہ کے یون عادت جاری کہ وہ اوس وقت بارش
 کرتا ہی تو اس میں کچھ نقصان نہ نہیں کہ وہ یون کہی کہ فلان علامت کی پائی جاتی دقت اللہ بارش
 کرتا ہی سو ہر چیز میں مومن ہی اعتقاد رکھے اور اللہ کی طرف سی سمجھی اور وسائل کو محض
 سبب جائے اللہ یہ ہدے من یشاء الی صراط مستقیم فصل اول اولیا
 اللہ کے کہ متین حق میں مولیٰ اوس مومن کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی ذات وصفات کا عارف
 ہو کہ حسب ایمان عبادات پر توجہ کرتی اور گناہوں اور لذات و مشروبات سے گناہوں سے
 اور اسکی کہتے ہیں یہ مراد ہی کہ کوئی امر خارق عادت جیسا کہ پہلے اور ناپا پایے خارق

جانی

فصل اولیت کے بیان میں

ودون کے انہو میں دو عرصے تھے اول میں ہی ایک کا عصارہ روشن ہو گیا پہر جب دلوں کی
 راہ الگ ہوئی تو دوسرے کا عصارہ بھی روشن ہو گیا کہ وہ دونوں اپنی عصارہ کی روشنی ہی اپنی گہر
 پہنچ گئی استہیجہ تھی اور ابو نعیم اور ابو یعلیٰ فی روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو کہ
 اوس کا ساریہ نام تھا ایک فوج کا سردار کر کے ہنادنہ کی طرف جو مدینہ سے کئی مہینوں کی راہ ہے
 بھیجا تھا سو ایک روز ان کا رہائے مسلمانوں کی ہلاکت کی لئے یہہہ داؤ گیا کہ وہ ان پہاڑ کے
 پیچھے گہات لگا کر بیٹھ گئی اور جنگ شروع ہوا یہہہ حال اللہ تعالیٰ فی مدینہ منورہ میں جمہ کے
 منبر پر خطبہ پڑھتے وقت حضرت عمرؓ کو کہلا دیا انہوں نے خطبہ پڑھتے ہی میں آواز بلند یہہہ
 فرمایا ساریہ تھیل تھیل یعنی اسی ساریہ پہاڑی بیچ پہاڑ سے بچ اللہ تعالیٰ فی عمر کی آواز
 ساریہ کی شکرت کہ پہنچا وے سو وہ عمر کے آواز سے بھل گئے اور کافروں پر فتحیاب ہوئی آئے
 یہاں ذکر امت ظہور میں آئیں ایک یہہہ کہ عمر کو کئی مہینوں کی راہ کا حال نظر آیا دوسرے یہہہ کہ
 کئے مہینوں کی راہ تک اون کی آواز نہ پہنچی ابو یعلیٰ اور ابو نعیم نے دلائل البینہ میں نقل
 بن الولید کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کافر کے ہاتھ سے ایسی تہہ قابل کے شیشی پی لئے
 کہ اگر اوس کا ایک قطرہ جاندار پر ڈال دین تو پہچا دی اور پہاڑ کو کچھ ضرر نہ ہوا اور امام مستحق
 رح نے ہانسنا صحیح حضرت عمر کے رقعہ سی درگاہیں کا جاری ہونا نقل کیا ہے نیز تفصیل
 ہو وہ دلائل البینہ و شواہد البینہ و کلام المہین وغیرہ کتب کو دیکھی المختصر جس قدر کرات کہ
 صحابہ میں ظاہر میں اور جو اون کی بعد تابعین و تبع تابعین ہی ظہور میں آئیں حد و نذر کو
 پہنچ گئی ہیں کہ اون کا انکار کرنا بے انصاف مکار کا کام ہے خصوص متاخرین میں حضرت
 عورت اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی کرات کا تو ایک عالم گواہ ہے
 اور اون کی بعد احکام اولیاء اللہ سے جو کرات ظاہر ہوئی ہیں اون کا بھی ایک جہاں
 نے مشاہدہ کیا ہے اور کراہی پہاڑ انکار کرنا محض تعصب نہیں تو اوپر کیا ہے معتزلہ اور شیعتہ
 جب اپنی سلف اور خلف میں کہیں کہیں اس مرتبہ کا نہ پایا کہ اوس کی کرات دیکھتی تو میری کرات

کا انکار کر بیٹھے معتزلہ کی یہ بحث ہی کہ اگر دلی سے کرامت ظاہر ہو تو وہ نہیں اور یہ بھی معجزہ میں ہے
 فرق نہ ہی اسکا جواب یہ ہے کہ دلی و حوی نبوت کا نہیں کرتا ہی بلکہ اپنی نبی کی پیروی کا معجزہ
 ازنا ہی آپس گویا یہ کرامت اسکی نبی کی حقیقت معجزہ ہی کہ اسکی صداقت پر دلالت کرتی ہے
 بخلاف معجزہ کے کہ وہ ان و حوی نبوت ہونا ہی مستبعد نہیں کسی بران فاطمہ کے ولایت کا پتہ
 بند کر کے حضرت علیؑ کو خاتم الولایت کہنی میں وف دلی ہی کرامت ظاہر نہیں جبکہ تین
 ہوتی ہیں اول یہ کہ اسکی نبی کی تصدیق عوام کو حاصل ہو جاوے اور قیامت تک نبی صلی
 علیہ وسلم کا معجزہ اولیاء اسکا سبب ہی جاری ہی دوم یہ ہے کہ دلی بقیہ ہی تو اسکا اولین نبی
 ہو جاوے اور پھر نہایت رغبت سی عبادت میں مستغرق ہو جائے اور اگر منہی ہی تو اسکی سرمد و یقین
 قوت بخشتی ہی وف عام کو کرامت اور سند راجع میں تہذیب نہیں اسکی نبی نماز شریف خوارفاستو کی
 خاف کا مادہ امنین و یکچرا کو طبع ہو جائے اور ان خوارف کو کرامت اور اس فاش کو دلی سمجھ
 ہیں اور یہ نہیں جاکو دلی کا درجہ ہوں صاحب کی تہذیب حسی جب ہوں صاحب ہو لیتا اسکی بعد از
 الہی کا عہد ہو کہ لذات ترک کرنا ہی اور عبادت میں بہرہ من مستغرق ہونا ہی قوجہ پر شوق الہی کہی ہو بلکہ
 میں کہینچ لیا جائے۔ خاصا درگاہ میں شمار کیا جائے پھر سورت اس جو خوارف ظہور میں ناگوں
 کہم بہت ہی اور یہ شخص کو ہی داگر ہر جہ کو نہیں پہنچا بلکہ فقط ہوں صاحب ہی تو اسکی خوارف کو
 نہیں اور صراط میں شیخین سے نہیں پہنچے ہوں صاحب ہی نہیں بلکہ کیا ہوں قبل ہی اسکی
 نہیں ہرگز دلی نہیں اور اسکی خوارف ام شیطانیہ کرامت نہیں بلکہ اسکو سند راجع کہتی ہیں جیسا کہ
 بیٹے سکا ذکر ہو چکا ہی اولیاء کے یہ کہ انام میں بعض قطب بعض ابدال بعض انام میں علی
 انقیاس کو تفصیل اسکا اس مختصر میں گنجائش نہیں کہتی اولیاء کرامت کی ظاہر کرنا کہ بعض
 حطرح کہ انبیا علیہم السلام معجزاتی ظاہر کرنا جناب باک کے محتاج ہیں جب تک الہی ہونا ہی ظاہر
 کرتے ہیں آئیے جو وقت جیب چاہیں نہیں ظاہر کر سکتے اسی وجہ سے کرامت کی ظاہر ہونے پر
 ولایت کے ادارہ نہیں کیونکہ ہزار اولیاء اسکی ہیں کہ ان کی کرامت ظاہر نہیں ہوتی بلکہ بعض

کو بھی معجزہ میں ہے کہ دلی و حوی نبوت کا نہیں کرتا ہی بلکہ اپنی نبی کی پیروی کا معجزہ
 ازنا ہی آپس گویا یہ کرامت اسکی نبی کی حقیقت معجزہ ہی کہ اسکی صداقت پر دلالت کرتی ہے
 بخلاف معجزہ کے کہ وہ ان و حوی نبوت ہونا ہی مستبعد نہیں کسی بران فاطمہ کے ولایت کا پتہ
 بند کر کے حضرت علیؑ کو خاتم الولایت کہنی میں وف دلی ہی کرامت ظاہر نہیں جبکہ تین
 ہوتی ہیں اول یہ کہ اسکی نبی کی تصدیق عوام کو حاصل ہو جاوے اور قیامت تک نبی صلی
 علیہ وسلم کا معجزہ اولیاء اسکا سبب ہی جاری ہی دوم یہ ہے کہ دلی بقیہ ہی تو اسکا اولین نبی
 ہو جاوے اور پھر نہایت رغبت سی عبادت میں مستغرق ہو جائے اور اگر منہی ہی تو اسکی سرمد و یقین
 قوت بخشتی ہی وف عام کو کرامت اور سند راجع میں تہذیب نہیں اسکی نبی نماز شریف خوارفاستو کی
 خاف کا مادہ امنین و یکچرا کو طبع ہو جائے اور ان خوارف کو کرامت اور اس فاش کو دلی سمجھ
 ہیں اور یہ نہیں جاکو دلی کا درجہ ہوں صاحب کی تہذیب حسی جب ہوں صاحب ہو لیتا اسکی بعد از
 الہی کا عہد ہو کہ لذات ترک کرنا ہی اور عبادت میں بہرہ من مستغرق ہونا ہی قوجہ پر شوق الہی کہی ہو بلکہ
 میں کہینچ لیا جائے۔ خاصا درگاہ میں شمار کیا جائے پھر سورت اس جو خوارف ظہور میں ناگوں
 کہم بہت ہی اور یہ شخص کو ہی داگر ہر جہ کو نہیں پہنچا بلکہ فقط ہوں صاحب ہی تو اسکی خوارف کو
 نہیں اور صراط میں شیخین سے نہیں پہنچے ہوں صاحب ہی نہیں بلکہ کیا ہوں قبل ہی اسکی
 نہیں ہرگز دلی نہیں اور اسکی خوارف ام شیطانیہ کرامت نہیں بلکہ اسکو سند راجع کہتی ہیں جیسا کہ
 بیٹے سکا ذکر ہو چکا ہی اولیاء کے یہ کہ انام میں بعض قطب بعض ابدال بعض انام میں علی
 انقیاس کو تفصیل اسکا اس مختصر میں گنجائش نہیں کہتی اولیاء کرامت کی ظاہر کرنا کہ بعض

کرامت کے طور سے دور پالائی ہیں اور یہ انکی بھائی یا بیوی اسرار میں انکو وہی خوب جانتی
 ہیں و اللہ اعلم فان اللہ تعالیٰ ملائکہ یا انبیاء علیہم السلام کو وحی یا الہام سے بعض غیب کے چیزیں بتلاتا
 ہی سو یہ یقینی ہوتے ہیں اور لیار اللہ کہیں بعض معنیات پر کشف یا الہام سے مطلع کر دیتا ہے
 لیکن یہ بطور ظن کے ہوتا ہے اور یہ سب غیب کی جانتی میں اللہ کے محتاج ہوتی ہیں جب
 چاہتا ہی کہیو انہیں سی کسی چیز کے خبر دیتا ہی تب وہ اویقدر جانتی ہیں اور جب چاہتا ہی انکی
 انکی پشت پاکی خبر بھی نہیں ہوتی دینا چنانچہ بہت سی امور بنی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتی جب
 جبریل علیہ السلام حکم الہی آکر خبر کرتے ہی تب مطلع ہوتی ہی کیا خوب کہا ہی کہی گئی طام
 اعلیٰ شیم ہاگنی پشت پائی خود نہیم ہا پس ہر وقت ہر چیز کے خبر خاص اللہ جانتا ہی اگر کوئے
 کسی فرشتے بانی یا ولی کو یوں سمجھی گا مشرک ہوگا اور یہ شرک فی العلم گناہ ہوگا اور اسکی رو میں
 بہت آیات قرآن کی اور بہت سی احادیث صحیحہ میں طوالت کی خوف سی ترک نہ ہوں
 اولیاء اللہ کی عا اکثر اللہ قبول کر لیتا ہی لیکن وہ جہان مرضی الہی دیکھتی ہیں عا کرتے ہیں اور جہان
 مرضی نہیں ہے تو ماری ہیبت الہی کے نام بھی نہیں لیتی پس انکے زندگی میں بالبدن کی انکو
 حاجت روا اور تنقل نفع و ضرر دینی والا بھکر انہی حاجت طلب کے نا اور دوز رانی انکی نام کی انکے
 دینا انکی قبر و مکی نذر دینا کرنا انکی نام کا نہان و جہنم لیا جو ترہ بنا کی پھر عالمی ہذا القیاس نہی کہ
 اس سے اللہ ہی اور انکی اولیاء ہی از حد نیز میں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم فی بہت منع فرمایا ہے
 (کوئی ولی کہی کسی نبی کی سب کو نہیں پہنچتا ہی) کہیں کہے کہ نبی میں اول سبک لائے
 ولایت جناب ہو جاتی ہیں اور وہ خود کامل ہو جاتا ہی نہ اسکی بعد اسکو اعلیٰ درجہ نبوت کا
 دور نہی تکمیل کی لئی دیا جاتا ہی کہ نہ پھر اسکو سوزنا کہ کا دور نہتا ہی نہ عز و دل کیا جاتا ہی اور
 پہلی درجہ میں ہوتا ہی سو اسکی لئے یہ سب اجمال آتی رہتی ہیں دوسرے جہت و لیکو کمالات حاصل
 ہوتی ہیں وہ سب کمالات نبوت ہی حاصل ہوتی ہیں تیسرے جہت و لیکو اللہ سے جہت و لیکو
 ہیں اور سب میں سب اعلیٰ درجہ نبوت کا ہوتا ہے نہ اسکو صدر جو حدیق پہنچتا ہی نہ شہید

یہ سب
 کرامت
 الہام
 میں
 جبریل
 علیہ السلام
 سے
 ہے

نہ صلیح اسی کوئی انبیاء رب سے زیادہ مقرب اور انکی نفوس سب سے کمال زیادہ ہوتی ہیں
 میں جس قدر او میں انکی نفوس اس جس کی کمال نہیں ہیں (کوئی عاقل بالغ پہچانے
 کو نہیں پہنچتا کہ احکام شرع کی اوس سے دور ہو جاوین) خواہ کوئی نبی یا
 ولی ہو یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہر کس سے بی غرضی احکام شریعت سے معاف نہیں جس طرح او کو
 فرض واجب میں اس طرح ولی و نبی کیونکہ جس قدر خطا بات تکلیف شرع سے میں وارد ہیں
 عام میں کیسی او میں خصوصیت نہیں اور سب مجتہدہ انکا اسباب و اتفاق ہی دوم میرا بیت و کلام
 کرتے ہی کہ شخص موت تک بہ تکلیف عبادت محنت رہتا ہی و اعتقدت انکے حتی یا انکے الیقین
 کہ انبیاء رب کی عبادت کر موت آتی تک اور سب مفسرین متفق ہیں کہ یقین سے مراد یہاں پرست
 ہی کہ ذوال اللہ فارسی نے شرح علی فقہ کہ بعض لکھ لکھ لوگ جیکو مباحین کہتی ہیں انہوں نے
 یہ ہر عبادی رکعہا ہی کہ جب بندہ صدق و بی ایمان لاوی اور نہایت محبت الہی اور صفی
 قلب اوی حاصل ہو جاوی تو اوس سے شرع کی امر و نہی دور ہو جاتی ہیں اور ہر گناہ او کو مبراہ
 ہو جاتا ہے ہر لوگ سبب اللہ او کو دور زمین داخل نہ کر لگا اور ان میں سے بعض لڑتے کہ تو
 ہیں کہ اس درجہ میں سب عبادات ظاہری او کی ذمہ سے دور ہو جاتی ہیں فقط فکر آیات و ذکر
 عبادت ہوتی ہے تو یہ کفر اور گمراہی کیونکہ سب سے محبت الہی اور صفی قلب اور ایمان
 میں انبیاء علیہم السلام کمال میں مخصوص جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب
 سب ایک کمال میں اکمل ہیں کوئی فرد بشر انکے برابر نہیں سوا انکی ہی انوار زیادہ تکلیف
 شریعی نہیں ساقط ہو جاتا تو درگناہ سب سے الگ خاص انکے شریعت پر تہجد فرض ہی کہ شریعت
 کرتے ہو ہی باسی برابر کہ وہم آرائی نہیں اور جو کوئی یوں کہتا تھا کہ آب استہ تکلیف کیوں
 ادھاتی ہو تم کو نہ اللہ نے بخت دی ہی پس آپ او کی جواب میں یہ فرماتے اے اکون عبد
 سکون انیسویں ہی کہ بندہ سنان میں سالارہ و ماریہ و خیر و لوگ ہی کرتے میں نماز و روزه
 کو فرض نہیں جانتی کیا کر کمال سمجھتی ہیں اور جو کوئی انکی قرآن و حدیث کے دلیل میں کمال

تفسیر
 اوس
 عاقل

۲۰
 تفسیر
 اوس
 عاقل

تو اوس سے کہتی ہیں کہ یہ قرآن تمہاری نئی ہے ہمارا قرآن اور یہی یا ہمارا دین یا ہمارا دین
 سو یہی لوگ قطعی کا قرین انکی خورق و ام شیطانی ہیں اونی دور بننا چاہی فصل
 (اللہ تعالیٰ بند کی توبہ قبول کر لیتا ہی اور استغفار کر گئی ہ معاذک ویتاک)
 توبہ یہی کہ بندہ اپنی گناہ پر گناہ سمجھ کر نام ہو اور آئندہ اوسکی ترک کا پکارا دہ کری اور
 اگر کسی کی حقوق میں نواؤ کو او اکرے پس جب بندہ توبہ کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی کرم و فضل سے
 اسکی گناہ معاف فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَلْيَقْضُوا تَتَابَعَهُمْ**
اللَّهُ يَجِدُ اللَّهُ سَعْفُورًا رَحِيمًا یعنی جو کوئی کام کرے بڑی کو غیر کھڑا اوس سے پہنچی
 یا ظلم کری اپنی جان پر کہ اوس سے غیر کو ضرر پہنچے پھر بخشش لگتی اوس سے توبہ پکارا دہ کری
يَخْشَى وَالْأَمْرَ إِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ إِلَيْهِ اَلَّذِينَ آمَنُوا تَتَابَعَهُ إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ
أَن يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ یعنی اسی ہو منو توبہ کر طرف اللہ کے توبہ خالص شتاب ہی کہ
 دور کر دی تمہاری گناہ کو کسی الاید قال هو الذی یقبل التوبۃ عن عباده و یعفو عن
 التبتیہ یعنی اللہ وہ ہے کہ اپنی بندوں کی توبہ قبول کرتا ہی اور گناہ معاف کرتا ہی ابن ماجہ
 روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قرایہی التائب من الذنب کما لا ذنب لہ لگناہ
 سی توبہ کرنے والا بلگناہ کے برابر ہی استغفر آیت واحد و اجماع جمہور مسلمین سے ثابت ہے
 کہ توبہ جب باشرط پائی جاوی تو بند کی سب گناہ خواہ کبیرہ ہوں خواہ معتبرہ معاف ہو جاتی
 لیکن بیندن کی حقوق اون کی معاف کسی بغیر نہیں معاف ہوتی لیکن حاکم نزع سے پہلے
 توبہ معتبر ہے چنانچہ اسکی تحقیق پہلی گزرتی ہی اور جب تک آفتاب مغرب کی طرف سے نکلی تب تک
 توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا چنانچہ احمد اور ابو داؤد و اور دارمی نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ
 وسلم نے فرمایا ہی کہ توبہ نہیں منقطع ہوتی یہاں تک کہ مغرب سے آفتاب نکلی پس جس روز مغرب سے
 آفتاب نکلی گا اور نہ وہ کسی توبہ مقبول نہ ہوگی۔ ان ان کو چاہی کہ توبہ میں دیر نہ کرے اور توبہ
 بہرہ وی برگناہ پر دیر نہ کرے کیونکہ شاید توبہ نصیب نہ ہو توبہ خالص دوسری عینہ آؤسے

ف است میں توبہ رجوع کرنا کہتے ہیں پس اس توبہ کی چند اقسام ہیں ایک توبہ
گناہی ہو تو پہلے گناہ سے ٹکی کی طرف رجوع کیا اور یہ حکم توبہ ہی اور ایک غفلت
سی توبہ ہوتی ہے کہ غفلت چھوڑ کر اداہی کی طرف رجوع کیا اور یہ خاص بندہ کی توبہ ہے
اور اسکو اوجہ بھی کہتے ہیں اور ایک توبہ ہے تیرہ کہ طوط خیال اور واقعات کر نہیں سکتے
جنہ انہوں نے غارتو کی توبہ ہی پس یہ جو مسلم فی ردایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میری ولیمین عین یعنی کچھ کہ دورت آجانی ہی تو اس سے ان بہر میں اللہ سے
سو بخشیش انجان ہوں انہی سو اس توبہ اور استغفار ہی ہی اخیر قسم کی توبہ ملو ہے کہ
خیالات بشریہ سی توبہ استغفار کیا کرتے تھے کہنے کو بالاقاف انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کبر و اور صغیر و سی قبل النبوت اور بعد نبوت کی پاک تھی اور کسی کو گناہ حضرت سی
نہیں سرزد ہوا اللہ نے انکو معصوم رکھا پس قرآن مجید میں یہ ہے آپ ہی واستغفار لایقین کہ
اپنی گناہوں کی معافی چاہو لیعلم انک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور اگر کسی
و اصل اللہ تیرے پہلی گناہ اور پچھلی بخشہ سی سو یہاں ہی گناہ سی یہی فیقین مراد ہے کہ
عدو شان کی برخلاف تہا سوا ہی انہی حضرت کی انہی گناہ قرار دیا گیا اور اسکو اللہ نے
معاف کر دیا اور آئندہ جو بقاضی بشریت کہی ہو جاوے تو وہ بھی معاف فرما دے پس قرآن
میں یہاں گناہ سی مراد کیا کہ صغائر نہیں جیسا کہ بعض یہود و نصاریٰ اپنی عداوت کی
یہ مراد تھی ہیں اور انکو گناہ ہر قرار دے قابل شفاعت نہیں سمجھتی ہیں کہ انکو گناہ سی یہاں
کیا کہ صغائر مراد ہوں تو گناہ اللہ تعالیٰ نے گناہ کرنا کی جھکو بازو تہا ہی کہ پہلی او پچھلی گناہ
معاف کرنا وعدہ کرنا ہی سو یہ امر رسالت کی بالکل خلاف ہی پس گویا یہود و نصاریٰ

[illegible]

۱۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۲۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۳۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۴۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۵۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۶۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۷۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۸۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۹۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو
 ۱۰۔ اگر کسی کو کفر سے روکا جائے تو اس کو قتل نہ کرو

میں عیب ثابت کرنی ہیں کہ اگر کوئی عیب اور لغو کا کرنا والا کہتی ہیں کہ کوئی عیب رسول خلق کی ہدایت کو
 پہنچا پہنچا رسول کو گناہ کرنے پر آمادہ کیا تو اس رسول کا ہدایت لینی پہنچا عیب اور لغو نہ ہو گا بلکہ رسول کو
 دیکھو اور زیادہ گناہ کرنے کے گمراہ ہو گئی خالی اللہ عز و جل علو کبر اور اراد علی سبیل فرض المحال مخالف لغو
 بات کو تسلیم کر لیوں تب ہی سرکارِ سناتین کچھ عیب و نقص نہیں کیونکہ اللہ جب بند کو معاف کر دیا
 صاف ہو گیا پھر وہ اس کے شفاعت کری تو کیا محال ہی مان اگر معاف بنایا جاوے اور مجرم ہو البتہ اس کے
 شفاعت غیر کے عقل کی نزدیک غیر مسلم ہی (اور دنیا میں سب کے دعائیں قبول کرتا ہے
 اور حاجتیں وافر ماتا ہے) خدا کا فرمودہ مومن ایمان اس کی دعا قبول کرتا ہی اور
 تمام مخلوق کی حاجتوں کا رہا ہی کیونکہ اگر وہ بخوشی تو بہتر کوئی خالق خالق ہی نہ خالق جو اہلزی کہہ
 کرتا ہو کفار میں نعم میں یوں جاتی ہیں کہ ہم بتوں کی مانگتی ہیں وہ ہمارا کام پھر کر رہی ہیں حالانکہ
 ان کوئی بتیسی ہی کہی اور کر سکی ہی قدرت نہیں علی ہذا القیاس جو لوگ اللہ کے کسی اور سی حاجت
 طلب کرتی ہیں وہ انہیں کو حجاز و اجاتی ہیں لیکن ہمدرد رحم الرحمن کہ جو رب العالمین ہی خود دیتا ہے
 اور مانگتی ہیں اسی قبول کرتا ہی پھر آخر میں اس حرا کا بلا ان کو دیکھا کہ ہم بتیسی ہی اور ہم بتوں کی یا
 اوکھڑی سمجھتی ہی اب ان اور وہ لوگ انہیں کچھ طاعت ہی پھر آخر میں حاجتیں انہیں بندہ
 دعائیں قبول فرما دیکھا اور انہیں کی حاجات پھر کر لیا اور کا فر دیکھو سید دیا جاوے گا فادھو او مٹا
 دعاء اللہ کے کہ وہ اپنے تم جنہم میں اگر نہایت بے قرار ہی ہماروگی تو کرو لیکن کا فر دیکھی دعا یہی ہے
 ہی قبول نہیں ہو اور اس مضمون کہ بہت آیات قرآن میں موجود ہیں دعا کر سکی ہی قرآن میں ہم
 فرمایا ہی اے اللہ تجھ کو جسے دعا کر دین قبول کرونگا مسلم فی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
 سلم نے فرمایا ہی اللہ بندہ کی دعا قبول کرنا ہی یہاں تک کہ جلدی ٹکری اور قطع رحم بانگاہ کی عازہ
 یعنی جلدی کرنا جا ہی اور قطع رحم اور گناہ کی دعا مانگنی یہاں ہی ان مکتون میں دعا قبول کم ہوئی
 البتہ اور دوزخ ہی اور بن ماجہ فی روایت کیا ہی کہ ہمارا ریشہ اچھا والا اور کریم ہے اور کو شر ممانی ہی کہ
 بندہ اس کی طرف نااہل نہا ہی اور وہ اس کی خالی نااہل پھر دوسرے دعائیں قبولیت کی لئے بڑے

بات یہ ہے کہ دوسری عالمی اور قبول ہر نیک بھی اور وقت یقین کر لیے کہ یہ سب کچھ اس دنیا کی آزمائش
 اور آزمائش ہے مسیح ترمذی بن بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت ہے کہ اپنی یون فرمایا ہی اذ خللا للہ و
 انتم تفتنون فی الاصلحہ تم اس سے دعا کرو اور سماں میں کہ نہیں قبول ہو جائیگا یقین ہو جاوے گی
 بیدلی کے وہ اس قبول نہیں کرتا ہے اور حسب وقت ہر قرار ہر کرنا لگتا ہی تو ہلدی قبول کرنا ہی
 میں و مارکنی بہت فوائد و فضائل آتی ہیں بلکہ اسکو عباد کا مغر فرمایا ہی اگر دعا کی شرط ہر
 ہونے میں کچھ دیر موارے تو بجا عطاء ہو کر دمار مانگنا نہ چھوڑے کہ نہ دعا کی شرط ہر نہ نہیں کہ
 کچھ حکمت ہوتی ہی کہ اسکو بندہ نہیں جانتا ہے اور اسکا بدلہ ہی اللہ فیماست میں بدیہی اسکو
 کبھی بعض اشخاص کے لئی یون دیر مہتی ہی کہ وہ اور زیادہ مانگی کہ انجام میں اللہ اسکو دیکھا
 ہی جو اسے اور مہتی مدت دعا مانگی ہی وہ اسکی عبادت میں کبھی جادوی کا خرت میں کام
 آوی اگر جلدی و بد بجا تو یہ عبادت اسکی نصیب نہ ہوتی اور یہ سب سب ہی ایسی بندگی ہیں
 جو عار میں نہایت دیر کرنا ہی چنانچہ یعقوب علیہ السلام فی جاپس برسی قریب یوسف علیہ السلام
 کے ملاقات کی دعا مانگی پہرانی مدت کی بعد اظہار ہر کیا اور بعض شخصوں کی لئی اظہار ہر کرنے میں
 کچھ امتحان ہوتا ہے عرض بہت ہی سبب دیر ہو یا کرنے میں لیکن بندہ انکا نہ چھوڑے
 (جو کچھ بندگی حق میں بہتر اور صلاح ہو اللہ کو اسکا کرنا واجب نہیں) اگرچہ
 وہ اپنی جیسی اور کریم سے اکثر بندگی پہلائی ہی کرتا ہے لیکن یہاں سب ضرر نہیں کہ خواہ
 مجاہد اور اسکو کسے جیسا کہ معتزل کہتی ہیں ورنہ کسی کا فرض نہیں کو یہ انکار نہ کرے اسکو دنیا
 اور آخرت میں خسارہ ہی بلکہ اسکی لئی یہ بہتر تھا کہ دنیا اور آخرت میں نعمت و مسافرت
 ہزار سخت کا فردیہ میں افلاس اور بیکار اور صدا طرکی خواری میں بحالت کفر سرگرم
 اور دوسرے اسکا کسی بندہ پر احسان اور اقبال ثابت نہ ہو تاکہ اگر اسنی کسی کو دین و
 دنیا کی نعمتیں دین تو اسچیز کو کیا جو اسپر واجب نہی سو یہ کیا احسان ہی تیسرے ابو جلی
 اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا احسان برابر ہوتا ہے کچھ زیادہ شکر گذاری حضرت پر نہ ہوتے

دیکھو کہ اسکا
 حکمت ظاہر

صحت

کہتی من شراکفر کے نزدیک وجودی ہے اور حیطہ اور مخلوقات الہی ہی یہ بھی ہی اور پھر
 اور نبی یہ آیت ہی خلق اللہ والحق لا یخنیہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا ہی موت کو اور حیات کو
 اور نبی کہتی ہیں عدی ہے اور خلق کے معنی ٹہیسہ اور اندازہ کیا ہی فن ہوئی بعد
 میت کی روح اور اسکی جسم ہی جدا ہو جاتی ہے اور حقیقت میں اس کے بعد کا نام موت ہی نہیں کہہ سکتے
 جو عمر کے کرب کی ہنگامی اور روح کو جسکو ملک النفس طافہ کہتی ہیں فاکم رہتی ہی سو اور
 منور جزا و بجائی ہی پس اس میں کل خلق میں خیر نہ ہو کہتی ہیں کہ جو لوگ اس جہان میں
 بے بندگی و عبادت یعنی کمالات حاصل کئی بغیر جہان میں نودہ یہ کہی اور بدن میں جہان کی عمل
 مناسب تھا آتی ہیں مثلاً اگر پیادہ رہا تو تیر کے بدن میں اور بزدلی تھا تو خرگوش کی قالب میں
 چلو کر نامی علیٰ ہذا القیاس ایک جسم کی بعد دو سر میں جانا ہے جبہ اپنی کمالات حاصل چکا
 ہی اور کہہ سکتے احسان ہر جہان ہی تو یہ عالم قدس میں ملائکہ کی ساتھ رہتا ہی و راوہ کو وہ اوائل
 میں تناسخ کہتے ہیں چکما کہ کہی ہیں کہ مریکی بعد جو لوگ کمالات علمیہ و عملیہ حاصل کر چکی ہیں
 وہ عالم قدس میں جاتی ہیں اور جسکو کہد رات جہان یعنی جہالت و بد اخلاقی سے مصفا کی ہو
 تو وہ ان عذاب آتی ہیں یعنی افسوس و غم کہانی ہیں اور اس کو وہ روئے دوزخ کہتی ہیں اور ان
 دوزخ ہی اسکو سخت بناتی ہیں اہل کتاب کی ان فطرت پر ہی کہ جو لوگ گنہگار ہیں
 جتنے ہیں وہ وال نجات آتی ہیں ورنہ تکلیف آہناتی ہیں اور کچھ مفصلہ احوال نہیں کہہ سکتے
 انجیل کے اشعار و دوزخ اور جہنم اور کچھ وہ ان کے عذاب و لوا کے بھی نہیں
 ہی کہ کچھ ذکر اسکا الگ اور کیا لیکن قرآن نے کہہ سکتے تخیل کی لئے بعد میں آیا اس اعظم حکیم کو
 جو کتب سابقہ میں وضاحت و تفصیل سے بیان نہ تھا بیان کر دیا لہذا اہل اسلام کا
 یہ عقیدہ ہی کہ جو لوگ دنیا میں فوت نظر ہو و فوت عملیہ میں کامل ہیں قوت نظر کے
 کما سی یہ مراد ہی کہ موافق شرع کے اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات کو جانتی ہیں اور اسکو
 برحق مانتی ہیں اور حقیقت پر دل کی رسول فی خبر دی ہی دیکھو سچا جانتی ہیں اور اسکو

ن

تو یہ عالم

ایمان کہتی ہیں اور قوت علیہ کے نکمیل سے یہ مراد ہے کہ اپنی اخلاق کو درست کرنی ہیں
یعنی جو چیزیں اللہ تعالیٰ فی رسول کی معرفت منع کی ہیں انہیں بچتی ہیں اور جس کا حکم دیا ہے اس کو
بجالاتی ہیں تو وہ لوگ مگر عالم قدس یعنی علیین میں کہ جو رزخ ہے شریک اسے نہیں
خراب ہونی اس عالم کی یعنی قیامت کی بعد کہ جب ان کو کمال تزکیہ حاصل ہو جائے اس عالم قدس کے
اعلیٰ طبقہ میں کہ جس کو جہنم کہتی ہیں جاتے ہیں اور وہاں ہمیشہ رہیں گی اور ہر قسم کے
لذات حاصل کر سکیں گے اور جو لوگ علم و عمل میں ناقص تھے اور نقصان و دھڑچھڑاہٹ ایک یہ
کہ خدا کا کسی کو کسی صفت میں شریک سمجھایا اس کی کسی صفت کا انکار یا اس کی رسول یا اس کے
فراموشی ہوئی بات کہ چہ ہونے سمجھنا اور اس کو کفر اور شرک کہتی ہیں تو وہ ہمیشہ عذاب عذاب
اور طر حطر کے عقوبات اٹھائے اور سچا میں کہ حافظہ وہ ہے کہ سچا اور بعد شریک کے جنم
اگ میں تزکیہ کے وسطیٰ ڈالا جائے گا جس طرح کہ چیکٹ کو کسی ڈر کر تے ہیں اس طرح اڈا کر تے ہیں
چیکٹ ہو گیا اور کو چیکٹ سے صفائی نہو گی سو اس وجہ سے یہ لوگ ہمیشہ طبعی پرستی و قرآن
میں ایک جملہ اسی بیان میں کیا ہے اعجاز رکھتا ہے قَدْ افْلَحَ مَنْ ذَكَرَ اَوْفَا وَفَا بَشَرًا
ظہانی جنسی اپنی نفس کو پاک کر لیا اور خسارہ میں رسا جس نے اوروہ کیا اور وہ اس نقصان میں کہ
یہ عالم میں کچھ نقصان ہوا کہ بعض امور کو برخلاف یقین کر لیا جیسا کہ اہل سنت کی غیر اور غیر
اسلام کے بعض بعض معتقدات ہیں پھر میں نقصان کیا کہ خدا کی اوامر و نواہی پر عمل نہ کیا اور
کو خراب کر لیا تو وہ یہی اور اس عالم میں عذاب پاؤنگی پھر اور ان کی نجات کی وجہ سے ہو گئے کہ
جس کا جہد نقصان ہی اور عقیدہ تخفیف و یکساں اور کا تزکیہ کیا جاوے گا بعض کو عالم رزخ میں صفائی
ہو جاوے گی لیکن کہ کہ جس کا نفس کہہ رات سے زیادہ ٹوٹے آگ جہنم سے صفائی ہوگی یہ جب تزکیہ
ہو جائے گا کہ عالم قدس میں ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاصہ سے بعض کو اپنی علیہ کام شرف
سی صاف کر دی گا اور عالم قدس میں لاوے گا یہ شریک مذہب کا محل میان ہی سرا ہو
اکثر امور میں اتفاق ہی مگر شیعوں کا تاسخہ کے نزدیک بالاتفاق غلط ہے ہر مذہب الہی کے

ان کی غلطیوں کی بدین موجود ہیں آیت تفسیل میں اہم اختلاف ہی اور تفصیل ہر ایک
 نہ کہے اور ان کی کتابوں میں موجود ہر ایک کی تفصیل اسباب میں اور اس ہی آگے باب میں
 مذکور ہے تفسیر عالم آخرت کو ہر کوئی آگاہی دیکھ کر گراہی نہیں کہ اپنی مشاہدہ کو منہ بنا کر سے
 اسد کی دریافت کے و صورت میں اور حکماء مشائخ اپنی عقل کے زور سے دلیل دیتے
 کہ بنی سوادس عالم کا بخلاف احوال از بلا شک عقل سلیم میں درست ہو سکتا ہی لیکن تفسیل ہی دریافت
 کر بنی عقل قاصر ہے اور کہ بنی قاصر ہو حال ہی سعاد کے صد ا امور کے تفصیل میں قاصر ہے
 جیسا کہ مقدمہ کتاب میں بیان ہوا یا حکماء اشرافین اپنی اشراف سے دریافت کریں تو
 یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ بنی کا نفس اشراف و مکاشفات میں سب نفوس سے
 کامل اور مرث کے ہوا ہی اور اس کی اشراف کے آگے اور دنیا کا اشراف اس طرح خیر ہے
 کہ بطرح ذرہ آفتاب کی درجہ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو وحی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ بڑھیندہ فرشتہ
 اور پیغمبیات کو ظاہر فرماتا ہے اور یوں ہی اون کو عیاں دیکھتا دیتا ہے اور ان کو خلق
 کے لئی ہادی با کبریا ہے اسلی غلطی نہیں میں آپ ان کا محافظ و حامی ہوتا ہے
 خدا کی مشاہدات میں غلطی ہونے دیتا ہے و حسابات میں بخلاف اور اشرافین کی کہ ان کے
 اشراف بلکہ کسی حیات میں غلطی ہو جاتی ہے لہذا ایک دوسرے کا راسی میں مخالف ہونا ہی
 اور یہ ہی ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ ہماری سرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میں
 بلکہ سب کی امام ہیں سو آپ کو عالم آخرت عیاں ابراہیم نے دیکھا یا ہی اور ذریعہ وحی
 خیر ہی دی ہے پس جہان تفصیل عالم آخرت میں اہم اختلاف ہی وہاں ہر ایک
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم امام الاشرافین معلّم النبیین کی قوی سند ہے
 اور سب کے عقائد میں غلط نہیں پس اب حشر کے
 پانچ صوافیہ عالم کا بیان
 کیا جاتا

باب دوم
 فصل (مرثیہ بعد قبرین منکر و نیکر دو فرشتے اگر سوال کرتی ہیں
 کہ رب تیرا کون ہی اور میں تیرا کیا اور تجی تیرا کون ہی پس مومن
 جواب درست دیتا ہی کہ رب میرا اللہ ہی اور دین میرا اسلام اور ہی
 میرے محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم پہر وہ اسکی الٹی جنت کی طرف کھڑے
 کہو لہتی ہیں اور طر حطر کے خوشبو میں اور ہوا میں وہ انسی الٹی ہیں اور
 کافرو منافق کو جواب نہیں آتا پہر وہ نہایت سخت عذاب کرتے ہیں)
 پس یہ سب حق ہے کیونکہ یہاں سب ممکن ہیں عقل سلیم اور کو محال نہیں جانتی اگر کوئی
 محال کہی تو دلیل بیان کرے باوجود اسکی مخیر صادق فی کہ جسکے نبوت اور صداقت پہلی
 ثابت ہو چکی ہے اسکی خبر دینی ہے اور خصوص قسم ہے اس پر ولایت کرتے ہیں جس کے
 مخالف کا اللہ اور اسکی رسول کی مقابلہ میں قول معتبر نہیں مختصر بعد مرثیہ اعمال کی جزا
 اور سزا پر سب کا اتفاق ہی قرآن و احادیث اس پر ولایت کرتے ہیں اور عقل ہی بھی ثابت
 ہوتا ہے دلیل عقلی عالم آخرت پر یہ ہے کہ سب اہل عقل کی نزدیک یہ سلم ہی خدا
 تعالیٰ عادل ہی اور وصف عدالت اسکو حاصل ہی پس اب ہم کہتی ہیں کہ خدا آدمی کیلئے
 کہ اوہوں فی وہ برے کام کہ جو سب کے نزدیک مسلم ہیں کئے ہیں یعنی کفر و شرک یہی کیا ہی اور
 خدا تعالیٰ میں صدا عیب ثابت کئی ہیں پہر سنگان خدا پر ظلم یہی کیا ہی باوجود اسکی تمام
 عباد کی عیش و آرام سی گذر گئے تو اب اگر او کو کہیں اور جاکر اور اداں مظلوم کو جزا
 نہی تو خدا کی عدالت میں معاذ اللہ فرق آدمی پس ثابت ہو کہ اللہ مرثیہ کے جزا و سزا ہی اور
 یہی نہ حامی اہل اسلام کی مان عالم آخرت کی و طبعی عین اول بعد مرثیہ حسرت کا دم
 قیامت سی اللہ الا با دنک سزا اول طبقہ کو عالم برزخ دوسرے کو عالم حشر کہتے ہیں اب ہم وہ
 آیات ذکر کرتی ہیں کہ جسے عالم ہر جز کا نبوت ہی قال تعالیٰ اَلَا نَدْعُ مَضْمُونًا عَلٰی مَا عَدَلْنَا

[illegible]

اور اگر مردہ منافق یا کافر ہو تو وہ انکی جہنم کہنا ہی کہ میں کچھ نہیں جانتا جو کچھ اور لوگ
 اور کہ کہنی تھی میں یہی کہہ دیا کہ ہناب فرستی کہنی میں نے نہ جانتا نا آپس اور کو تو ہے کے
 گزرونی اب اسنی میں کہ اوکی چیخ سدا ہی جن و انس کی سب بنتی ہیں امام مسلم نے مذہب
 بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار بغداد پر سوار ہو کر بنی ہنبار کے
 باغیچی کی پاس سی ہو کر بیٹھا اور ہم لوگ آپکی ساتھ تھے کہ ایک ایک ایک بغداد آیا بدکا کو تیرے
 ہناب کہ آب گزرتے پر دیکھا تو وہ ان باغچہ چہہ قرین تھیں اب نے پوچھا کہ کوئی ان قبروں
 کو جانتا ہی ایک فی عرض کیا کہ ان میں جانتا ہوں اپنی پوچھا کس زبان کی قبریں ہیں
 اوسنی عرض کیا کہ یہ لوگ شرک کے زوال میں مرے ہیں تب آپ فی فرمایا کہ یہ قبر والی فتنہ
 میں مبتلا ہیں اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم آئندہ مرد و کچھ دفنا چھوڑ دو گی تو میں اللہ سی دھا کر
 جو عذاب میں سننا ہوں تھیں سنو آہی اپنی ہمارے طرف منہ پیر کے فرمایا پناہ مانگو اللہ سے
 عذاب قبر سے ہنی کہا اہی تیرے پناہ ہی عذاب قبر سے یہ فرمایا پناہ مانگو عذاب قبر سے ہنی
 اہی تیری پناہ ہی عذاب قبر سے فرمایا پناہ مانگو اللہ کے ظاہر اور باطن فتنوں سی ہنی کہا اہی
 تیری پناہ ہی ظاہر اور باطن کے فتنے سے فرمایا پناہ مانگو فتنہ و جال ہی ہنی کہا اہی تیرے
 پناہ ہی فتنہ و جال سی۔ تندی فی البہرہ روئے سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہی کہ جب میت کو قبر میں دفناتے ہیں تو اوکی پاس سیاہ رنگ سیلی انگور کی دو خوشے
 آتی ہیں ایک کو مشک اور دوسرے کو گیسر کہتے ہیں وہ مرد سی پوچتی ہیں کہ تو انکو کونسی نبی علیہ
 السلام کو کہ کیا کہا کرتا ہناب وہ کہتا ہے وہ اللہ کی بندی اور سدا کی رسول ہیں اَشْهَدُ
 لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاشْهَدُ اَنْتَ مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ پس وہ کہتی ہیں کہ میں پہلی
 ہی معلوم ہو گیا ہناب کہ تو یوں کہیگا پھر اوکی قبر سرور سرگرم اور دہو جاتی ہی اور اوکو سنو
 کیا جانا یہ ہو کر کہتی ہیں کہ اب تو سوا اہم کرب وہ کہتا ہی مجھی گہر فائے دو کہ وہ ان
 اہل دعبالگو ہی اپنی احوال کے خبر کر آؤں پس وہ کہتی ہیں کہ سو جیطرحی درلبا سو ہی

امام مسلم نے
 مذہب بن ثابت سے
 روایت کیا ہے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک بار بغداد پر
 سوار ہو کر بنی
 ہنبار کے باغیچی
 کی پاس سی ہو کر
 بیٹھا اور ہم لوگ
 آپکی ساتھ تھے
 کہ ایک ایک ایک
 ایک بغداد آیا
 بدکا کو تیرے
 ہناب کہ آب گزرتے
 پر دیکھا تو وہ
 ان باغچہ چہہ
 قرین تھیں اب نے
 پوچھا کہ کوئی
 ان قبروں کو
 جانتا ہی ایک
 فی عرض کیا کہ
 ان میں جانتا
 ہوں اپنی پوچھا
 کس زبان کی
 قبریں ہیں
 اوسنی عرض
 کیا کہ یہ لوگ
 شرک کے زوال
 میں مرے ہیں
 تب آپ فی
 فرمایا کہ یہ
 قبر والی
 فتنہ میں
 مبتلا ہیں
 اگر یہ خوف
 نہ ہوتا کہ
 تم آئندہ
 مرد و کچھ
 دفنا چھوڑ
 دو گی تو میں
 اللہ سی
 دھا کر
 جو عذاب
 میں سننا
 ہوں تھیں
 سنو آہی
 اپنی ہمارے
 طرف منہ
 پیر کے
 فرمایا
 پناہ مانگو
 اللہ سے
 عذاب قبر
 سے ہنی
 کہا اہی
 تیرے پناہ
 ہی عذاب
 قبر سے
 یہ
 فرمایا
 پناہ
 مانگو
 عذاب
 قبر سے
 ہنی
 اہی
 تیری
 پناہ
 ہی
 عذاب
 قبر
 سے
 فرمایا
 پناہ
 مانگو
 اللہ
 کے
 ظاہر
 اور
 باطن
 فتنوں
 سی
 ہنی
 کہا
 اہی
 تیری
 پناہ
 ہی
 ظاہر
 اور
 باطن
 کے
 فتنے
 سے
 فرمایا
 پناہ
 مانگو
 فتنہ
 و
 جال
 ہی
 ہنی
 کہا
 اہی
 تیرے
 پناہ
 ہی
 فتنہ
 و
 جال
 سی۔
 تندی
 فی
 البہرہ
 روئے
 سی
 روایت
 کیا
 ہی
 کہ
 نبی
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وسلم
 نے
 فرمایا
 ہی
 کہ
 جب
 میت
 کو
 قبر
 میں
 دفناتے
 ہیں
 تو
 اوکی
 پاس
 سیاہ
 رنگ
 سیلی
 انگور
 کی
 دو
 خوشے
 آتی
 ہیں
 ایک
 کو
 مشک
 اور
 دوسرے
 کو
 گیسر
 کہتے
 ہیں
 وہ
 مرد
 سی
 پوچتی
 ہیں
 کہ
 تو
 انکو
 کونسی
 نبی
 علیہ
 السلام
 کو
 کہ
 کیا
 کہا
 کرتا
 ہناب
 وہ
 کہتا
 ہے
 وہ
 اللہ
 کی
 بندی
 اور
 سدا
 کی
 رسول
 ہیں
 اَشْهَدُ
 لَا
 اِلٰهَ
 اِلَّا
 اللّٰهُ
 فَاشْهَدُ
 اَنْتَ
 مُحَمَّدٌ
 عَبْدُ
 اللّٰهِ
 وَرَسُوْلُهُ
 پس
 وہ
 کہتی
 ہیں
 کہ
 میں
 پہلی
 ہی
 معلوم
 ہو
 گیا
 ہناب
 کہ
 تو
 یوں
 کہیگا
 پھر
 اوکی
 قبر
 سرور
 سرگرم
 اور
 دہو
 جاتی
 ہی
 اور
 اوکو
 سنو
 کیا
 جانا
 یہ
 ہو
 کر
 کہتی
 ہیں
 کہ
 اب
 تو
 سوا
 اہم
 کرب
 وہ
 کہتا
 ہی
 مجھی
 گہر
 فائے
 دو
 کہ
 وہ
 ان
 اہل
 دعبالگو
 ہی
 اپنی
 احوال
 کے
 خبر
 کر
 آؤں
 پس
 وہ
 کہتی
 ہیں
 کہ
 سو
 جیطرحی
 درلبا
 سو
 ہی

کہ سواری دو مہین کے اوسے کوئی اور نہیں جگاتا ہی یہاں تک کہ بچی خدا تر سے قبر سے اٹھا دے
 یعنی حشر تک یہاں آرام کرو اور اگر مرد منافق ہے تو جواب میں کہتا ہے جو کچھ اور لوگ انکو کرتی
 تھی میں ہی سنگرد ہی کہہ دیا اب میں کچھ نہیں جانتا تب وہ کہتی ہیں ہکو پہلی ہی معلوم ہو گیا تھا کہ
 تو یوں کہیے گا پس زمین کو حکم ہوتا ہی کہ تو اسکو پہنچ لی تب زمین اسطرح چھٹی ہی کہ اسکی
 ایدہ نرکی پسلیاں اوڑھ کر کل جاتی ہیں پس ہمیشہ اسکو قبر میں عذاب رہتا ہی یہاں تک
 کہ اللہ تعالیٰ اسکو اسکی قبر سے اٹھا دے + امام محمد اور ابو داؤد نے برابر ابن عازب رضی
 سے روایت کیا ہی کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتی تھی کہ مرد بکے پاس دو فرشتے آتی ہیں اسکو
 پٹھلا کر پوچھتی ہیں تیرا رب کون ہے پس وہ کہتا ہی میرا رب اللہ ہی پہر کہتے ہیں دین تیرا
 کیا ہے وہ کہتا ہی دین میرا اسلام ہی پہر کہتی ہیں یہ شخص جو تمہاری پاس آیا تھا (یعنی
 نبی صلیہ السلام) کون ہی وہ کہتا ہی وہ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم تب وہ کہتی ہیں تو
 کا ہی سی جانا وہ کہتا ہے اللہ کے کتاب کو پڑھا اور سچ جانا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا) اللہ کے
 اسقول میں جو ثابت رکھنا ہے سو وہاں ہی جانا تب رکھنا مراد ہے یُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِیْنَ اٰتٰیہُمُ
 بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الا یہ ثابت رکھنا ہے اللہ مومنوں کو سچے قول پر پہنچتی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ ایک آواز دینے والا آسمان کی طرف سی یہ کہتا ہی سچا ہی میرا بندہ اسکی کوٹلی جھٹکا
 فرش بچھا دے اور اسکو جنت کی کپڑے پہنا دے اور جنت کی طرف اسکی لٹی دروازہ کھول دے پس مرد ان
 کھل جاتا ہے وہاں سی مرد ہوا میں اور خوشبو میں آتی ہیں اور جہان تک اسکی نظر جاتی ہے
 وہاں تک اسکی قبر کشادہ ہو جاتی ہے + اسی طرح اس حدیث میں کافرو کا حال لکھا ہی کہ
 اسکو جواب نہیں آتا ہی اور مومن کی برخلاف سب معاملات اس کی عمل میں آتی ہیں آتا
 کے لئے تمام حدیث کو نقل لکھا ابن ماجہ نے جابر سے روایت کیا ہی کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہی کہ جب مرد کو قبر میں رکھتی ہیں تو اسکو آفتاب غروب ہوا ہوا کہلائی دیتا ہے
 پس بیٹھ کر انہیں منی لگتا ہی اور کہتا ہے (شکوہ کی کر) مجھے دیا چھوڑو میں ناز پڑھ لوں

انسان اس احوال میں اس کثرت ہی احادیث ثابت ہیں کہ سب کا سب یزید مشرک ہے
 تو ان کو پہنچا ہے وہ احادیث میں آج سے آج کا مقام عظیم و عظیم ہی آیا ہے کہ اگر کوئی
 کے اور احوال بغض کر کے جنت کی حیرتوں میں لپیٹ کر نہایت تعظیم و تکریم سے سالوین
 انسان ایک لیجاتے ہیں پہرے کے حکم ہوتا ہے کہ عقین نہیں اسکو لیجاؤ پس وہ جہاں اور
 مومنین کے اور احوال میں دامن آتا ہے دامن کی مومنین احوال میں دنیا میں اپنی اپنی افاد
 کا حال و رباغت کرتے ہیں اور او کی آئی سی نہایت خوش ہوتی ہیں کہ جرح کو بھی
 غارت کے انسی خوش ہوتا ہے احمد اور سانی نے اسکو روایت کیا ہے اور شہید وکی نے
 جنت میں رہنا بھی ثابت ہوئی اور کاف اور منافق کی روٹھو فرشتے نہایت شدت کے
 ساتھ بغض کر کے بدبو کی ٹاشا میں بند کرتے ہیں اور انسان کی طرف لاتی ہیں سو وہ ان
 او کی لٹی انسان کا درد نہ نہیں کہلنا ہی بہر حکم ہوتا ہے کہ اسی سبب میں جہاں اور
 کفار کی اور احوال معذب میں لیجاؤ سو وہ ان لیجا کر عذاب میں گرفتار کرتے ہیں پس مع
 خشک عیین میں آرام آسانی میں اور کافر خشک عیین میں عذاب پاتی ہیں پس
 ان احادیث میں اور جن میں کہ قبر کے اندر ثواب عذاب ثابت ہی سبط لغت ہر طرح
 کہ بغض ہوئی روح انسان ہر جانی ہے اور وہ ان سے منکر و نکر کے سوال و جواب
 کے لئے تہوڑی دیر پہر فرمیں بہ نئے ایک نوع کا تعلق ہوتا ہے جنانہ بعد و وحہ
 فی جسدہ اس پر دلالت کرنا ہے لیکن یہ تعلق حیات کے تعلق کی مانند نہیں ہوتا
 ہے تاکہ کوئی بون شے کے قبر میں مردہ اٹھتا بیٹھتا یا حرکت کرنا نہیں معلوم ہوتا ہی پس
 جواب منکر و نکر کے عیین میں او کی لٹی رہنے کا حکم ہو جاتا ہے لیکن قبر سے پہر لکھ چکا
 تعلق رہتا ہے کہ جو کوئی دامن جا کر سلام علیک کہتا ہے وہ سن لیتا ہی اور جو نکر
 جسم میں فی الجملہ اسکو تعلق رہتا ہے خواہ جسم و ریزہ و ریزہ ہو جاوی پس اس تعلق کے
 سبب او کی قبر میں یہی وسعت کیجاتے ہے کہ او کو دامن کسی نوع کے تخلیق نہ ہو

یہ احادیث میں آج سے آج کا مقام عظیم و عظیم ہی آیا ہے کہ اگر کوئی
 کے اور احوال بغض کر کے جنت کی حیرتوں میں لپیٹ کر نہایت تعظیم و تکریم سے سالوین
 انسان ایک لیجاتے ہیں پہرے کے حکم ہوتا ہے کہ عقین نہیں اسکو لیجاؤ پس وہ جہاں اور
 مومنین کے اور احوال میں دامن آتا ہے دامن کی مومنین احوال میں دنیا میں اپنی اپنی افاد
 کا حال و رباغت کرتے ہیں اور او کی آئی سی نہایت خوش ہوتی ہیں کہ جرح کو بھی
 غارت کے انسی خوش ہوتا ہے احمد اور سانی نے اسکو روایت کیا ہے اور شہید وکی نے
 جنت میں رہنا بھی ثابت ہوئی اور کاف اور منافق کی روٹھو فرشتے نہایت شدت کے
 ساتھ بغض کر کے بدبو کی ٹاشا میں بند کرتے ہیں اور انسان کی طرف لاتی ہیں سو وہ ان
 او کی لٹی انسان کا درد نہ نہیں کہلنا ہی بہر حکم ہوتا ہے کہ اسی سبب میں جہاں اور
 کفار کی اور احوال معذب میں لیجاؤ سو وہ ان لیجا کر عذاب میں گرفتار کرتے ہیں پس مع
 خشک عیین میں آرام آسانی میں اور کافر خشک عیین میں عذاب پاتی ہیں پس
 ان احادیث میں اور جن میں کہ قبر کے اندر ثواب عذاب ثابت ہی سبط لغت ہر طرح
 کہ بغض ہوئی روح انسان ہر جانی ہے اور وہ ان سے منکر و نکر کے سوال و جواب
 کے لئے تہوڑی دیر پہر فرمیں بہ نئے ایک نوع کا تعلق ہوتا ہے جنانہ بعد و وحہ
 فی جسدہ اس پر دلالت کرنا ہے لیکن یہ تعلق حیات کے تعلق کی مانند نہیں ہوتا
 ہے تاکہ کوئی بون شے کے قبر میں مردہ اٹھتا بیٹھتا یا حرکت کرنا نہیں معلوم ہوتا ہی پس
 جواب منکر و نکر کے عیین میں او کی لٹی رہنے کا حکم ہو جاتا ہے لیکن قبر سے پہر لکھ چکا
 تعلق رہتا ہے کہ جو کوئی دامن جا کر سلام علیک کہتا ہے وہ سن لیتا ہی اور جو نکر
 جسم میں فی الجملہ اسکو تعلق رہتا ہے خواہ جسم و ریزہ و ریزہ ہو جاوی پس اس تعلق کے
 سبب او کی قبر میں یہی وسعت کیجاتے ہے کہ او کو دامن کسی نوع کے تخلیق نہ ہو

جس طرح کوئی امیر کے بلاخانہ میں رہتا ہے لیکن اس کی نظر کے سامنے کے مکانوں
 اور زمین کو کہ جہاں سے اس کو تعلق نظری ہے نہایت صاف اور درست کرتی ہیں
 دل نیک بندہ علی ہذا القیاس حال کا فہرہ و رشتہ کا ہی بعض علماء کرام میں ممکن ہے
 ہر شخص کا وہاں جدا جدا حال ہو بعض قبر میں عذاب و ثواب پاتے ہوں اور بعض
 اور بچپن میں سچ و راست اور بھائی ہوں والدہ عالم اور تیرہ ہے کہ وہ عالم اس عالم
 کے بالکل غیر ہے وہاں کی بات اس عالم کی مثال نہیں پیرن جن حال دماغ کا تقریر
 سی کو نہ کہ اور اس کی اور سامع کی طرح اور کا تصور کر کے اسی لئی سبب بیان کرنے مختلف حالات
 کی اور مختلف مقامات کی اکثر لوگ شاعر کے کلام میں اختلاف سمجھ بیٹھتی ہیں جس طرح کہیں کو
 شہر بالکل نہیں دیکھا اور ایک دیکھتی والا اور کا حال بیان کریں بس ایک دن وہ ایک امیر کا حال
 بیان کریں اور ایک دیکھ کر کسی مکان اور بازار کا اور سیرت کسی اور حال کو دماغ کا ظاہر کریں اگر سامع
 نہایت فطین اور ذکی ہو گا تو مقامات کا اختلاف سمجھ گیا اور کسی بیا کو مضطرب نہ کیا اسی لیے
 صحابہ کو کبھی کسی نوع کا شک ہے انہو کا تھا اور عظمیٰ اور کسی میان میں اختلاف سمجھ دیکھا پس یہ حال
 عام ہونے کا ہی اور شہید کو قبل حشر کے یہی جنت میں جاتی ہی اور اس طرح جو شخص اتنی
 زیادہ دین میں ہو جس طرح کہ صدیقین و اہل بیت یا جو کہ اللہ کا او کو یہی جنت میں مقام ہوتا ہے
 ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء فی حق چیز شہداء اور ان کی جو اہل کرنا ہوں ان کو کوئی اور کسی
 میں اگر ان کا نہ بیٹھیں اور جہنم میں اپنا ٹھکانا بناو شہید قبر میں کسی کو کو اجاب ثواب عذاب
 کہیں کو کو شہداء میں آیا ہی اختلاف نہیں دیکھا کسی کی قبر کے بہت معلوم ہو کہ سرد سرد کشادہ ہو گی اور
 القیاس جواب ہم سب کی ثابت ہوئی کہ اصل میں ان سچ اور بدل کے کو تابع ہی ثواب عذاب کا
 زیر زمین و حکم ہوتا ہے اس کو جو شخص ہی نظر نہیں آتا اور کسی ثواب عذاب کے نظر اور کسی جس قسم کا وہ شہید
 اسی قسم کی اور کسی اور عذاب ثواب میں ہے کو کسی کبھی میں جو کو کا فرش ہی اسی قسم کی اور سب کے زینت
 اسی قسم کے سبب یہاں دوسری میں جس طرح کہ درجہ ہم عظیم ہوں اور کسی اور ثواب عذاب میں سب کے نظر

یہ جواب تحقیقی ہے اور تمہاری شبہ کے بنا اس پر ہی کو مٹنی میت کو جس کو خواب و عذاب ہو
 اس خاک کے دوسرے کو دیکھ کر ہمارے مام کا اعتبار کر کے سمجھ لیا اور انہی قسم کی منفردی شب
 خواب مٹنی اسکی مٹنی فرض مٹنی پھر تھے جب اسکو اوی خالی پایا تو تبین شبہ ہوا اور الہامی انگلی
 اسطرح ہے کہ خواب میں کوئی شخص تمہاری رو بہدیکھ کر خواب عذاب دیکھی یا اپنی جانی نہایت
 ننگ دیکھی یا میدان وسیع میں جاوی یا کوئی حبیب چیز کو نظر آوی علیٰ ذلہ القیاس سرسبز
 ممکن ہی حال نہ کہ اس کا جسم تمہاری رو بہدیکھ رہا ہی اسکو کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا پھر کیا چیز
 ہی کہ تم اسکو سچا جانتی ہو اور خواب میں اور اس عالم میں یوں بعید ہی خواہیں روح
 جسم ہی پرستہ معلق رہی ہی فقط اور چہا سو کی ایہ نہیں رہتی اور یہ وہ کچھ معاملات ہیں
 ہی اور وہ ان کو تم بھی جانتی ہو پس جب روح جسم ہی بالکل الگ ہو گئی اور تہ بان کا
 کچھ اور معاملہ کی حالات گذرنے میں اسکو تم خلاف عقل اور خلاف مشاہدہ کیون قدر رہتی ہو
 پس جب طرح تم خواب میں ننگ اور وسیع مکان میں ہو یا مسلم کہتی ہو یا بطرح اسکی فقر
 کثرت اور تنگی کو مسلم کہو کیونکہ کہ ننگ اور وسیع ہو ہی ہمارے ایہ وہ نہیں کہ پھر
 کہ جسم کو جس میں چہا یا ہی وہ ننگ و وسیع ہوتا ہے بلکہ اس عالم میں روح پر تنگی اور کثرت
 ہوتی ہی اور اسل قبور اسکی وہی ہے ان حرف عام میں اس جسم کے اعتبار ہی اسکو ہے کہ
 کہتے ہیں شبہ کہ جن لوگوں کو آگ میں جلا دیتی ہیں اور نقصانی میں غرق ہو جاتے ہیں
 ہوا میں معلق لگتی رہتی ہیں علیٰ ذلہ القیاس پس انکی مٹنی قبر نہ ہوگی اور نہ دیکھ کر اسانہ
 جو خاص قبر میں ہوتا ہی وہ ہی نہ ہوگا جواب ایہی ہم کچھ چکی ہیں کہ یہ اگر اقرار جانی نہیں
 جسکو تم قبر سمجھی ہو بلکہ مراد وہ ہی جواب بیان ہو چکا پس خواہ کوئی عرف ہو یا جلی یا کوئی جانور
 اسکو کہا جاوی اسکی روح ہی بہ طور یہہ معاملات پر بنی جاتی ہیں اور وہ ان ہی مگر و تکر
 اس ہی سدا و جواب کر لیتے ہیں اور وہ ان ہی اسکی روح برکتا دگی و تنگی و غیرہ خواب و
 عذاب ہو گئی ہیں شبہہ جہاں میں ایک و نہ خدا آدمی کے مرتبہ کا اتفاق ہوتا ہوگا

خواب

خواب

خواب

خواب

کوئی مشرق میں اور کوئی مغرب میں پس سب ہی ایک وقت میں دوزخ فرشتے کیونکر سوال کرتے ہیں جواب بطرح عزرائیل علیہ السلام کی ہیئت سی ملائکہ روح قبض کرنے میں تاج میں وہ پہر کہیں سی روح قبض کرتے ہیں اس بطرح منکر و نکر ایک جماعت کا نام ہے اس میں سی دوزخ فرشتے جاکر ہر جگہ سوال کر لیتے ہیں شیعہ حدیث سابق سی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا سی قبض عذاب سی بد کے اور ایک جا اپنی یزین فرمایا کہ سوا سے جن دوزخ کے اسکی چیخ سب سننی ہیں پس کیا وجہ کہ اس طرف مخلوقات کو جوان ان ہی اور اسکا اور اک پرے اور سی زیادہ ہی نظر نہ آوی اور حیوانات کو معلوم ہو جاوے جواب مخلوقات میں سی جن سے ہر تکلف شر سے اور غیب پر ایمان لانا منہ صریح ہی پس اگر انکو یہی یہ حال معلوم ہو کرنا تو کوئی کہی کسی امر غیر شرعی کا مرتکب نہو اور سب ایمان اضطراری ہو اور ایمان بغیبت اور یہ عالم بالکل حجاب ہو جائے پس اس میں رسولوں کا بھیجا بیکار ہو جائے اسو سلی اللہ علیہ وسلم فی ان ہی او حال کو محض رکھا اور وہ قدر ہے اسکی اور چیز دنی او اس پردہ کو اٹھا دیا تو ممکن ہی کہ ان خاص پس عالم کی چیز دنی لئی درک ہو لیکن اور چیزیں اسو عالم کا ہی اور اک کرتے ہوں۔ یا یہ ہو کہ ان میں سی بھی کہی کسی کو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی چیز سی صاف یزین نہیں معلوم ہوتا کہ اور چیزیں ہمیشہ ہر سب کی عذاب و ثواب کو معلوم کرتی ہر والد عالم پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور عجائبات قدرت کو جو اس عالم میں موجود ہیں منظر غور و فکر کا تربیت کی ساتھ اس عالم میں ثواب و عذاب ہو نہ کو کچھ بعید نہ سمجھی گا اور کچھ اللہ تعالیٰ فی دل کی انہوں سی انداز پیدا کیا ہی اور مرض شک و انکار میں مبتلا ہی اگر کسی امر کو بعید سمجھی تو کچھ بعید نہیں نہ زور و احمق دنیا میں دنیا کی عجیب و غریب کائنات اور کھونکابی دیکھی انکا دیکھتی ہیں چنانچہ مار برقی باریل کی بیوی پہلی اگر عامیوں سی کیفیت بیان کرتے ہیں تو دیکھی بعینہ کرے بلکہ خدا شک کو اور اعتراض پس نہیں کرے اس بطرح بہت لوگ امور دنیا میں مبتلا و انا میں لیکن امور آخرت کی نسبت پرے درجہ آئے

جواب
اس میں سی دوزخ فرشتے کیونکر سوال کرتے ہیں

جواب

وحق میں سے ہر کسی راہ پر کاربی ساختند و قہر میں سمیت سی اس قسم کے سوا لمیز
 بہت سی ٹکٹیں ہیں کہ ان کو وہی خوب جانتا ہے قہر میں جس شخص کو قہر میں سوال نہیں
 ہوتا ہے چنانچہ طبرانی فی ابی الیوسف سی اور نہون فی بنی حلی علیہ السلام سی روایت کیا ہی کہ جو قہر
 کا کہی متناوب میں ثابت قدم رہی پس بانیاب ہو جا کر با شہادت ہادی و قہر میں سکر ذکیہ کے قہر
 محفوظ رہے گا اور امام احمد و ترمذی فی عبد اللہ بن عمر رضی سے اور نہون فی بنی حلی علیہ السلام
 سلم سے نقل کیا ہی کہ جو مسلمان جمعہ کے رات کو جمعہ کی دن میں مرے گا قہر میں محفوظ رہے گا
 بعض علماء فرماتی ہیں کہ انبیا علیہ السلام سی اور مسلمانوں کی بابت فرما کر کوئی اور شہید نہ ہے
 یہی سوال ہو گا تعرض جس سے سوال کرے گا حکم الہی ہو گا اس سے ملے گا کہ سوال کرے گا اور جس کے لئے
 حکم ہو گا اس سے سوال ہو گا اس کو ہی سوال کے قہر میں جواب اور راحت و قہر میں دیا جا رہا ہے واللہ
 یحقق بوجہ مرثیہ (سب کفار کو اور بعض مؤمنین گناہگار کو قہر میں عذاب
 ہوتا ہی) کل کفار کا قہر میں معذب ہونا احادیث سابقہ الذکر سے معلوم ہو چکا ہے اور بعض
 مؤمنین گناہگار کو اللہ اپنی رحمت میں بخشے گا عذاب قہر میں محفوظ رہے گا جتنا کہ فیلی ثابت ہو چکا
 ہی اور بعض مؤمنین گناہگار کو قہر میں معذب ہونا احادیث سی ثابت ہے بخاری اور مسلم
 نے اس عباس سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد و قہر میں کی پاس سے
 ہو کر گذری پس فرمائی گئے کہ یہ وہ شخص عذاب میں گرفتار ہیں لیکن اور کچھ بڑے بات سے
 سبب سی انکو عذاب نہیں بلکہ ان میں سی ایک جہلی کیا کرنا ہندا اور ایک تشابہ سی حکم ہو چکا
 بہر زنی ایک کچھ کے ستاح چیر کر آدی ایک کی قبر پر گاڑ دی اور آدی دوسرے کے قبر پر چیت
 لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی تو ابنی فرمایا کہ شاید انکی تہرہ سی بات اللہ انکی عذاب میں بخشیت
 کرے اور ظاہر ہے کہ یہ وہ شخص کافر نہیں ہیں وہ وہی سی ایک یہ کہ حضرت نے
 ان کے عذاب کا سبب یہ گناہ بیان فرمایا اگر کافر نہ ہوتی تو کفر کے وجہ سے عذاب تری ہو
 ایسی گناہ کا ذکر سے محل نہا دوسرے کافر کی سی تعدد سے ایک تہرہ نہ ہوتی۔ وکرم علیہ

صحیح ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسی مسلمانوں میں سے
 کسی بھاکر کو کہہ کہ اکثر عذاب اس کی سبب سے ہوتا ہے ہر مذہبی فی ابن عباس سے اسی اونہوں میں سے
 صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے کہ سورہ تبارک الذی عذاب قبر کو کہہ دینی ہے اور پڑھنی ہے البکیر فی صلی
 نجات دینی ہے اور دوسری فی خالد بن معدان سے روایت کیا ہے کہ نجات دینی والی سورہ التہتم کی
 پڑھ کر کو کہہ کہ اسی کے ایک شخص بڑا گناہ گار اس کو کشتہ بڑا کرنا ہمارے بعد یہ سورہ باریہ پڑھا کر
 عذاب روک دینی کو اور سر کر پڑے اور کہہ کہ اسی رب یہ مجھے بہت پڑھانا اس کو بخشنی پس کہتے
 اس کی شفاعت قبول کی اور حکم دیا کہ اس سورہ کی ایک ایک حرف کی بدلی اس کی ایک ایک
 گناہ معاف کرو اور ایک ایک اجر و عفو عالم مثال میں دنیا کی اعمال ایک صورت ظاہر
 میں ظہور کرتے ہیں ایک اعمال خود قصور و طویلے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں اور بد اعمال
 سبب خود طوف و خیر الگ وغیرہ بخانی میں اور یہ بات اللہ کی قدرت سے کہ یہ بعد نہیں کہ آخر
 معدوم شخص کو کی صورت خاصہ میں ظاہر کر دیا پس وہ اعراض کو جو ابھی بنایا گیا ہے اور صورت
 میں جا سکتا ہے ان شاء اللہ علی کل شیء قدیر اور مومنین کو وہاں شیل اور
 اراحم ہی مومنین کی کسی عیش آرام کا نہ ہونا اور نعمائ کا قبر میں پائے پہلی احادیث سے اور
 آیات سے ثابت ہو چکا ہے پس جو مومنین کامل ہیں ان کی لئے توبہ اور ظاہر ہے اور جو ناقص تھے
 گناہ گار ہیں ان کو بھی چاہے کہ توبہ میں نجات دیکھا گو وہ بے توبہ کے مر جاویں +
 قبر میں جن گناہ گار مسلمانوں کو عذاب ہوتا ہے سو وہ بھی بقدر ان کے گناہ کے
 ہو کر یہ عذوبت ہو جائے اور کہیں چند مدت تک بعد بغیر اس کی کہ بقدر گناہ پورا عذاب ہو اور پورا
 ہی اللہ اپنی فضل سے رہائی کر دیتا ہے اور کہیں دنیا کی لوگوں کی دعا اور صدقہ و خیرات سے وہ مر جا کر
 ان خصوص جمہ کی موز توبہ میں گناہ گار کے رہائی ہو جائے اور یہ طریقہ رمضان میں بھی سنگاری
 اسی علیٰ ذہا القیاس پر چلے گی لیکن چاہتا ہے کہ ہر چاہتی ہے لیکن کا ذکر کی کوئی خیر نفع نہیں ہے
 اور بہتر بزرگ مین اور اس کی بعد الایاہ و شریعتین گرفتار عذاب رہیگا اللھم اجنا من النار

یہ روایت
 صحیح ابوسعید
 رضی اللہ عنہ سے ہے

منطقہ قبری
بیان

باب اول

۱

(منطقہ قبری بھی نیک بندہ کو بھی ہوتا ہی) منطقہ کبریٰ میں اورنگزی کو کھینچے
 ہیں سو تھوڑی دیر کے گناہ کے سبب یا کسی نعمت کے عکس اور گناہ کے سبب بدتر ہو کر رہ گئے
 کہیں ابھی مدد کو کسی تنگی ہو جاتی ہی ہے اور سیرت دور ہو جاتی ہی چنانچہ امام احمد بن حنبلہ
 سی روایت کیا ہی کہ بنی صلی علیہ وسلم سعد بن سعد کی جنازہ پر تشریف لائی پھر حنبلہ پر
 اور کو قبر میں دفن کیا اور مٹی راجے کو حضرت بنی ثری ویرا لہے ہو کر تسبیح کی پھر کبھی ایسی اس کا
 پوچھا فرمایا اس نیک بندے پر قبر کے تنگی ہوئی تھی پھر اللہ نے قبول فرمادی کہ وہ ایسی تسبیح کو قبر کے
 اور لٹائی لی بعد ازاں میں سے روایت کیا ہی کہ بنی صلی علیہ وسلم نے سعد کی میت کو
 فرمایا اٹھا کہ اسکی موت سی عرش کو حرکت ہوئی اور آسمانوں کے دروازے کھلی گئی کہ وہی گئی
 اور سر نہر پر زرخیزی لگئی چنانچہ پرائی پس انکو بھی تھوڑی دیر تنگی قبر کے معلوم ہوئی تو ادر کا کیا
 مرتبہ ہی پہنچے بنی صلی علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ کبھی آنحضرت سی سعد بن سعد
 کے منطقہ کا سبب پوچھا اپنی فرمایا کہ شہاب سی پاک رہی میں ہی کیجی کہ ہو جاتی تھی پہنچے
 عائشہ صدیقہ رضی سی روایت کیا ہی کہ بنی حضرت سی عرض کیا کہ جب سی اپنی مشکروں کو اور
 منطقہ قبر کا ذکر کیا ہی میری دل کو چین نہیں ہی آتی فرمایا اسی عائشہ مشکروں کی آواز سننا
 کان میں ہی نرم معلوم ہوگی کہ جیسا آنگھ میں سر اور منطقہ قبر آیا ہو گا کہ جیسا کوئی درجے
 شکایت کرے تب اسکی ماں نہایت مہربانی ہوگی سر کو نرم نرم دباؤی و علمانی سننا
 گناہ معاف ہوگی اس سبب لکھی ہیں اول نو بر کر نیسے دوم متفقہ سی عیسوی نیک لکھا
 جیہی دنیا میں کسی بلا میں گرفتار ہوئی پانچویں منطقہ قبر سے چوتھی مسلمانوں کی دعا کو فرمائی تو
 اس ہی کہ مسلمان ایک طرف سی صد و دیوبند انکو بن قیامت کی سختی سی زمین بنی صلی علیہ
 وسلم کی شفاعت سی چوتھیں اس سی معاف ہوئی ہیں کہ اللہ آپ رحمت کر کے بخشتہ دی
 پس منطقہ قبر بھی موس کو اسی سبب ہی ہوتا ہے کہ شہادت سی جو کہی کوئی گناہ ہو گیا ہو
 اس سی معاف ہو جاوی۔ بعض کو اللہ منطقہ سی ہی محفوظ رکھا گیا چنانچہ انعم نے علیہ

قصہ
اصول
ایمان

عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مرنے پر توجہ
نہ کرے اور اللہ کی عبادت نہ کرے اور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بیٹھا اور قیامت کی روز لاگے ہاتھوں پر
اویسی پل صراطی اُٹا کر جنت میں لیجاوے گی (زندہ مومنوں کی) دعا اور صدقہ و دیگر
سے مردہ مومن کو نفع پہنچتا ہے (اگر مردہ مومن عذاب میں مبتلا ہو گا تو اگر
دعا اور خیرات سے اسے یا تخفیف ہو جائیگی یا بالکل معاف ہو جاوے گا اور اگر عذاب میں نہیں
تو اس دعا اور خیرات سے اس کی لمبی و مان درجات زیادہ ہو جائی گی بہ طور اس کو
نفع ہوتا ہے اور قرآن و احادیث و اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کی لمبی و مان ہی قال تکاد الذین
جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولخواتنا الذین سبقونا بالايمان اور اس طرح
اون لوگوں کے کہ جو انصار و مہاجرین کے بعد آئے اور کہتے ہیں کہ الہی ہمارے بخش اور بخشے
ہے مومن میں اور ہمارے بخشے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ دعا اموات کو بھی مثال ہی پس اگر اس
دعا سے سابقوں کو کچھ نفع نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بعد والوں کی مدد میں ذکر نفع مانا جائے
یہ دعا فعل جنت گناہ جانا ہے اور جہانزی پر نماز پڑھا حضرت کی عہد سے اب تک جہود
اہل اسلام کی ان جلاتا ہے پس اگر میت کو اس سے کچھ نفع نہیں ہی تو گواہ ایک فضول
امریہ اور سطح سے فضول ہو سکی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسبت نہایت تاکید
فرماتی ہیں اور میت کو نفع بڑی صراحت کرتے ہیں چنانچہ صحیح مسلم میں آنحضرت سے منقول
ہے کہ جس میت پر مسلمان نماز پڑھیں اور اس کی لمبی شفاعت کریں تو اللہ اس کی شفاعت
قبول فرماتا ہے اور دوسری جاسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جس میت پر جانشین آدمی جو شرک نہیں نماز پڑھیں تو اللہ اس کی شفاعت قبول فرماتا
اور طبرانی نے اوسط میں انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا
ہی کہ میری امت پر اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ جو غیر میں گنہگار داخل ہوگی بیعت عا اور
استغفار مسلمانوں کی قبر سے بیگناہ ہو کر اوٹھیں گے + اور صدقہ کے نفع بہ مومن بہت

چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر نماز کو دوسری بار پڑھا تو اس کا بدلہ دہریا دیا جائیگا
پس اس سے یہ نہیں نکلا کہ دوسرے اعمال سے مرد کو نفع نہیں پہنچتا دوسرے جواب ہے
کہ یہاں لازم تملیک اور استحقاق کے واسطی نہیں ہے یعنی انسان کو استحقاق اور تملیک اپنی ہے
اعمال میں ہی پس اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دوسرے اعمال سے اس کو نفع نہیں پہنچتا
ایلام لسان میں علی کے معنی نہیں ہیں اس آیت سے اور حقد رآیات و احادیث اہم فیض
کے ہیں مثلاً کل الصالحات سب ہی یہ مراد ہے کہ کسی آدمی کو کیسی بدی نہیں پہنچتی
کیونکہ یہ خلاف عدالت ہے پس بدی میں ہر شخص اپنی اپنی اعمال میں سزا دیا جائیگا کیسا عمل
اور کو ضرر نہ دیا لیکن نیکی میں یہ حکم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی مومن کا عمل ضائع نہیں کرتا
پس جس شخص نے کسیکے لئے کچھ نیکی کمائی تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا مدی اس شخص کو ہی
کہ جس کی نیکی کی ہے محروم نہیں رکھتا اور اس کی سزا دیا جائیگا اگر بدی ہی
مالی عبادت کی ذاب پہنچی میں سب اہل سنت متفق ہیں ان بدنی عبادت میں اختلاف ہی
امام شافعی النکار کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ انہیں اولہ کی عمر سے ثابت کرتے ہیں۔
دوسرے اور بہت احادیث انکی لئی ہیں چنانچہ بخاری اور مسلم فی عائشہ رضی روایت کیا ہی
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص نے ذرہ اپنی ذمہ پر لے کر مریا تو اس کی طرف سے کوئی
قربت و ارادہ اگر دوسرے مسلم نے روایت کیا ہی کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ
پرچیا کہ میرے ان پردہ مہینی کے روزی واجب ہئی اگر انکی طرف سے میں ادا کروں آیا کانے
ہو جاوے گی اپنی فرمایا ان پہراؤ سنئی کہا کہ میری ان کی کہی ج کیا ہتا اگر میں اسکی طرف سے
کردوں تو اسکو کافی ہوگا اپنی فرمایا ان پس خذہ کا بدنی عبادت ہوتا تو خود ظاہری لیکن
جو بدنی عبادت ہی کیونکہ حقد رار کان حج میں ان میں کہیں روپیہ کی ضرورت نہیں
کئے کہ جو ربانی طاعت نہیں رکھتی میں انکو روزی رکھنی کا حکم ہے روپیہ فقط کچھ نہیں

کے لئے شرط ہے اور اسی سبب سے فقیر رہی کہ میں پہنچے سے حج واجب ہو جائی اور اسی
 سبب اہل کہ بر خضریٰ میں بدنی عبادت کا قلع پہنچا میت کو صاف ثابت ہو گیا کسلی کی میت
 کوئی چیز واجب نہیں رہتی فقط زندگی میں تکلیف شرعہ ہی میں میت کی طرف سے واجب
 اور اگر نیکی ہی معنی میں کہ میت حالت حیات کی واجبات ترک کر نیکی سبب جو اخذ ہوتا اس میں
 اور کرنے سے راہ ہو گیا اور یہی نفع ہے کہ جس جب یہ ثابت ہو کہ کل مالی عبادت کا ثواب اور
 میں حج دروزہ کا ثواب میت کو پہنچا ہے تو جمیع فقہاء و سادات بر توفیق ہو گئی کہ قرآن کی پڑھنے
 اور اعتکاف اور نوافل وغیرہ عبادت بدنیہ کا ہی ثواب میت کو پہنچا ہی جتنا پنجہ پہنقی فی شعب
 الامان میں عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مرد جو
 بند کر کے ترک کیا کہ مردی لیجا یا کلا وادکر کہ طوف سورہ بقرہ کا اول اور اس کی پادوں کی طرف سر
 بقرہ کا اخیر پڑا کرو آم احمد اور ابو دؤد اور ابن ماجہ فی معتقل میں یہی روایت کیا
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی مردوں کی پاس سورہ یسین پڑا کر و ظلال فی شعب
 روایت کیا ہے کہ انصار میں جب کوئی مرد جانا ہوتا تو اس کی قبر قرآن پڑا کرتے تھے ابو محمد
 نے حضرت علی سی انہون فی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ جو شخص قبرستان
 جاکر گیا رہ بارقل ہو اللہ پڑھے مردوں کی روح کو بخشد ہی تو اس کو بھی جسد مردی وہاں
 میں ثواب بیجا ہو الفاسم سعد بن علی نے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہی کہ جو شخص قبرستان میں جاکر سورہ فاتحہ او قل ہو اللہ اور الکلم الکناثر پڑا کہ سب
 مردوں کی روح کو بخشد ہی تو تمام مومنین اور مومنات قیامت کو اس کی شفیق ہو گئی عبد الغزیز
 صاحب ظلال فی اپنی سند سے اس سی انہون فی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ
 جو شخص قبرستان میں جاکر سورہ یسین پڑے مردوں کی عذاب میں تخفیف ہو جائے اور جسد مرد
 مردی میں اس قدر اس کو بھی ثواب ملی آم غزالی رحمۃ اللہ علیہ فی احیاء العلوم میں ام
 احمد بن یونس سے روایت کیا ہی کہ اگر قبرستان میں جاکر سورہ فاتحہ او قل ہو اللہ اور

ابو محمد نے فرمایا ہے کہ جو شخص قبرستان میں جاکر سورہ فاتحہ او قل ہو اللہ اور الکلم الکناثر پڑا کہ سب مردوں کی روح کو بخشد ہی تو تمام مومنین اور مومنات قیامت کو اس کی شفیق ہو گئی عبد الغزیز صاحب ظلال فی اپنی سند سے اس سی انہون فی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ جو شخص قبرستان میں جاکر سورہ یسین پڑے مردوں کی عذاب میں تخفیف ہو جائے اور جسد مرد مردی میں اس قدر اس کو بھی ثواب ملی آم غزالی رحمۃ اللہ علیہ فی احیاء العلوم میں ام احمد بن یونس سے روایت کیا ہی کہ اگر قبرستان میں جاکر سورہ فاتحہ او قل ہو اللہ اور

معتزین پر کبر اہل متقار کے روح کو بخشدی تو انکی روح کو ثواب پہنچے۔ نقل کیا ہی اسکو نہاں
 میراث بانی نبی علیہ الرحمہ نے ترجمہ کشف الصدور صلال سبطی میں دالہ علم و اگر کوئی کافر
 کے کافر مردہ کے لئی دعا کری یا صدقہ دی یا کسی مومن مردہ کی لئی دعا کرے یا صدقہ دی یا ہرگز
 نفع نہ لے گا کیونکہ کافروں کی سب اعمال جبط میں اور بعد مرگے کافر کو تفتیف نہیں ہونی کو کسی
 دعا یا صدقہ سے تخفیف ہو جاوی اور سبطی طرح اگر مومن کسی کافر مردہ کے لئی دعا کری یا صدقہ دے
 وہ بھی اسکو نفع نہ دی گا فقط مومن کی دعا یا صدقہ مومن ہی کو نفع دیتا ہے و جو لوگ عالم
 برزخ میں مین خواہ وہ ثواب میں ہوں خواہ عذاب میں خسران و ان ہی میں گی پس جب عالم فنا
 ہو چکی گا اور پھر مردی زندہ ہو کر حساب و کتاب دیکھی پس ثواب والوں کو جنت میں اور عذاب
 والوں کو دوزخ میں داخل کر دیا جاوے گا اور پھر وہ ان کی کو فنا نہیں چنانچہ تفصیل خسر کے اور
 حساب و کتاب کی اور وہ ان دوزخ جنت میں رہنے کی اور علامت قیامت کی تیسرے باب میں
 مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ لیکن یہ نہیں ہے کہ مرگے ان پر اسی دنیا میں کسی قالب میں
 آجاوی اور وہ ان اپنی اعمال کی سزا و جزا پاوے جسے سبطی کہ اکثر ہنود کہتی ہیں اور سکا نام
 نام رکھتی ہیں کیونکہ یہ متنازع قرآن و احادیث اور اہل عقلیہ سی کہ جو کتب حکمت میں مذکور ہیں
 باطل ہی لہذا تمام عقلا اسکو باطل کہتی ہیں قال اللہ تعالیٰ وَجَنّٰ ذَٰلِکَ ثُمَّ بَدَّلْهُ آیٰۃً
 مِّنْ بَعْدِہَا فَمِنْ بَعْدِہَا فَجَعَلْہَا آیٰۃً مِّنْ بَعْدِہَا فَاُولَٰئِکَ اَکْثَرُ حَسْبِہٖمْ اَلْعَمَلُ
 کہ دیا ہی پہر اور پہر آنا حرام ہے اس امر میں احادیث بھی بکثرت ہیں اور اہل اسلام
 میں سی کوئی فرد اس کا فائل بھی نہیں ہوا لہذا اسے بقدر پر اختصار کرتا ہوں اور اہل
 عقلیہ کا کتب فلسفہ میں حوالہ دیتا ہوں جسے دلیل عقلی مطلوب ہو وہ ان دیکھ لے
 کہ اس مختصر میں انکی ذکر کے گنجائش نہیں ہے

کتاب التوحید

علامت صغریٰ کائنات

باب سوم

فصل (قیامت کی علامتوں کے جسد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی خبر دیکھو)
 کہ بڑی کام اور بڑی لوگ ظاہر ہوگی پہر امام محمد بنی ظہور کرے گی پہر وصال ہوگا
 پہر عیسیٰ علیہ السلام آسمانی آترے گی پہر قوم یاجوج ماجوج ظاہر ہوگی پہر قیامت
 الارض زمین سی اور آفتاب مغرب کی طرف سے نکلے گا سب حق ہے) *
 کس لئی کہ یہ سب چیزیں فی فتنہ مکن بین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لئی انکی خبر دے گی
 اور پہلی ثابت ہو چکا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب خبریں حق ہوتی ہیں پس یہ سب
 حق ہیں اور مکن ہوا انکا اظہار نہیں ہی کوئی دلیل انکی محال ہونے کی کیسی پاس نہیں
 بلکہ اہل کتاب کی ہاں خود یہ علامت قیامت مذکور ہیں چنانچہ کتاب خرقیل باب سومین
 یاجوج ماجوج کا نام اور پہر و باری اور نکاحا اور انکی تیر و کمان سی سات برس تک لڑے گا
 ایندہن ہوا انصاف مذکور ہے اور سکا شفات یوحنا بن وصال اور ابتدا الارض اور یسے
 علیہ السلام کا نزول مذکور ہی اس اد کو محال اور خلاف عقل کہنا یا تنک و شبہ کرنا کمال نادانی
 ہی اور سر یہ ہی کہ جس طرح ہر عظیم شان چیز کے فنا پیدا ہوئی لئی اول میں علامات اور آنا
 ہوا کرتے ہیں سو اس عالم کا فنا ہونا سب ہی عظیم الشان امر ہی اس طرح اسکی لئی ہی آنا اور
 علامات میں سونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی بطور پیشین گوئی کے خبر دی ہی اور اسکا ایک بات
 بیان فرمادی ہی جس صحابی کی جسد یاد زمین او سفدر بیان فرمائیں عیا کہ دلالت کرتے
 ہی اس پر حدیث مذنیہ رضوی کی کہ آنحضرت فی خطبہ پڑھا اور قیامت اسکی جتنی فتنی ہونگی اسکے
 خبر دی جسنی یاد رکھا ہو کو یاد میں اور جسے پہلا و یا سونا یاد اور میں جب کوئی بات پیش
 ہی کہ پہلی سی میں او سکے قبول کیا ہوا اس طرح پہچان لیتا ہوں کہ جس طرح کوئی کسی غائب کو جوتے
 سامنی آدمی پہچان لیتا ہی رواہ البخاری و مسلم آوردہ علامات و آثار و قیامت پر میں ایک علامت
 صغریٰ و دیگر علامات کہ بے علامات صغریٰ کی تفسیل یہ ہی امام بخاری فی نزول

کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرف ابن مالک سے فرمایا کہ قیامت سی پہلی ہو چہ علامت ہیں انور
 میری موت پہریت المفسد کا فتح ہونا پہر ایک بار عام ہوگی پہر وہ علامت حضرت محمد کے بعد ہونے
 ہو چکنے پہریت المفسد سی پہو اور ایک بار پہو ایسی پہریتی کہ جب سلاو تو کنا گاہ عمر اس ہناتین ہن
 میں ستر ہزار آدمی مگر پیڑا دہ ہونا مال کا کہ سودیہ کو آدمی حقہ جائیگا یہ ہوا حضرت عثمان کے عہد میں
 جب بیست کاف فتح ہوئی پہر ایک فتنہ کہ عربی گاہ گھر میں داخل ہو گا تو وہ فتنہ عثمانی قتل کا ہنات پہر
 ایک صلح ہوگی تم میں اور رفسا میں پہر وہ عذر کرتی اور شہی نشان کہ ہر نشان کی سادہ ہنات ہنات
 ہر گاہیکہ پہر پٹانی کرنگی بخاری اور سلم فی نزوت ابن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یون دایت کیا ہی کہ
 علامت قیامت یہ ہیں کہ علم اہلہ جاو گاہ چل زیادہ ہو گا زنا اور شراب خوردگی بڑی کثرت ہوگی جو ہر
 بہت مردم ہونگی ہنات مال کہ میں جو روتھا کار بار کر ہوا مالک اسے ہو گا صحیح مسلم میں جاوے سے نقل ہی کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زنا ہی چوٹی لوگ بہت کثرت سی ہو جاوے صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 کہ بڑی بڑی کارناہل لوگوں کی پھر کئی جاوے صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سی روایت کیگا کہ لوگ مصائب بنا
 کثرت قہر کی آرزو کیا کرنگی ترقی فی ابو ہریرہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زنا ہی
 ہنات لوگ جہاد کی غنیمت کو اپنا حصہ چھین گی کہور کی الامت کو مال غنیمت بھجھ کر بادشہیں گی اور کتوہ دہی
 جہانہ بھجھیں علم دنیا کی نمی پھرین گی مدح و عزت کا مطیع ان کا افغان ہو جاوے گا اور مار کو نزدیکے راہ کو
 دور کر دے گا مسجدوں میں شور کرنگی جلاوٹنگی فاسق لوگ قوم کی سرور ہو جاوے گی اور ذیل لوگ قوم کے
 حنا میں ہونگی اور بدکی خونی آسوی تنظیم کرنگی حاجی غلام ہو جاوے گی شراب خوردگی ہو کر گی اس کے
 پہلی لوگوں کو چھل لوگ لعنت کرنگی پس اس وقت انتظار کرے چکے سخت آندہ ہی کا کہ سرخ رنگ کی ہوگی اور
 ترسے اور خسف اور صخ اور قذف کا اور دیگر علامات اس طرح ہے درپے آونگی کہ جس طرح تانگا ٹوٹو کرے
 دانی کرے تھیں آنحضرت سے کا ظہور میں آونگی اچھی کارائشی جاوے گی۔ اور اس کی سادہ نصا کے
 تمام ملک میں بادل کی طرح پھیلن گے بعض احادیث سے یون ثابت ہوئے ہے کہ ان
 دونوں میں سلطان مردم کو نصار سے کی ایک فرقہ کی سادہ جلک پیش آدمی گے اور

علامت قیامت
 پہر ایک بار عام ہوگی
 پہر وہ علامت حضرت محمد کے بعد ہونے
 ہو چکنے پہریت المفسد سی پہو اور ایک بار پہو ایسی پہریتی کہ جب سلاو تو کنا گاہ عمر اس ہناتین ہن
 میں ستر ہزار آدمی مگر پیڑا دہ ہونا مال کا کہ سودیہ کو آدمی حقہ جائیگا یہ ہوا حضرت عثمان کے عہد میں
 جب بیست کاف فتح ہوئی پہر ایک فتنہ کہ عربی گاہ گھر میں داخل ہو گا تو وہ فتنہ عثمانی قتل کا ہنات پہر
 ایک صلح ہوگی تم میں اور رفسا میں پہر وہ عذر کرتی اور شہی نشان کہ ہر نشان کی سادہ ہنات ہنات
 ہر گاہیکہ پہر پٹانی کرنگی بخاری اور سلم فی نزوت ابن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یون دایت کیا ہی کہ
 علامت قیامت یہ ہیں کہ علم اہلہ جاو گاہ چل زیادہ ہو گا زنا اور شراب خوردگی بڑی کثرت ہوگی جو ہر
 بہت مردم ہونگی ہنات مال کہ میں جو روتھا کار بار کر ہوا مالک اسے ہو گا صحیح مسلم میں جاوے سے نقل ہی کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زنا ہی چوٹی لوگ بہت کثرت سی ہو جاوے صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 کہ بڑی بڑی کارناہل لوگوں کی پھر کئی جاوے صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سی روایت کیگا کہ لوگ مصائب بنا
 کثرت قہر کی آرزو کیا کرنگی ترقی فی ابو ہریرہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زنا ہی
 ہنات لوگ جہاد کی غنیمت کو اپنا حصہ چھین گی کہور کی الامت کو مال غنیمت بھجھ کر بادشہیں گی اور کتوہ دہی
 جہانہ بھجھیں علم دنیا کی نمی پھرین گی مدح و عزت کا مطیع ان کا افغان ہو جاوے گا اور مار کو نزدیکے راہ کو
 دور کر دے گا مسجدوں میں شور کرنگی جلاوٹنگی فاسق لوگ قوم کی سرور ہو جاوے گی اور ذیل لوگ قوم کے
 حنا میں ہونگی اور بدکی خونی آسوی تنظیم کرنگی حاجی غلام ہو جاوے گی شراب خوردگی ہو کر گی اس کے
 پہلی لوگوں کو چھل لوگ لعنت کرنگی پس اس وقت انتظار کرے چکے سخت آندہ ہی کا کہ سرخ رنگ کی ہوگی اور
 ترسے اور خسف اور صخ اور قذف کا اور دیگر علامات اس طرح ہے درپے آونگی کہ جس طرح تانگا ٹوٹو کرے
 دانی کرے تھیں آنحضرت سے کا ظہور میں آونگی اچھی کارائشی جاوے گی۔ اور اس کی سادہ نصا کے
 تمام ملک میں بادل کی طرح پھیلن گے بعض احادیث سے یون ثابت ہوئے ہے کہ ان
 دونوں میں سلطان مردم کو نصار سے کی ایک فرقہ کی سادہ جلک پیش آدمی گے اور

اور ایک فریق نصاریٰ کے ساتھ موافقت ہوگی مخالفت لوگ منطقی طور پر غالب آجادیگی نبی
 و سلطان شہر چہرہ کر ملک شام میں آجاویگا اور اس فرقہ کو موافق کے موافقت میں بہر
 ادون مخالفین سی جنگ عظیم ہو گئے آخر لشکر اسلام غالب آویگا نصاریٰ موافقت میں سی
 ایک شخص کہیگا کہ صلیب غالب آئی ایک شخص لشکر اسلام میں سی خفا ہو کر اسکو مار لیگا اور
 کہیگا بلکہ دین محمد سی غالب آیا پس وہ نصرائی اپنی قوم کو جمع کر نیگی اور غدر کر کے اہل اسلام
 کی قتل کو ادا دہ ہوگی اور بہت سی مسلمان اور سلطان شہید ہو جائیگی جتنا چاہو اور دینی سی چاہو
 سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی تھی کہ تم روم سی صلح امن کر کے اپنی مخالفت
 جنگ کرو گے نیست اور امن سی تم ایک سبز جنگل میں کہ وہاں ٹیلی ہیں آؤ گے پس ایک
 نصرائی کہیگا کہ صلیب غالب آئی ایک مسلمان خفا ہو کر اسکو مار لیگا پھر تمام نصرائی جمع
 ہو کر غدر مچائیں گے اور جنگ کر نیگی خدا اس جماعت اسلام کو تہادت دیگا انتہی دوسرے
 جہاد البوداؤ دئے ام سلمہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اس وقت کہ
 بادشاہ کی فرمیں اختلاف بڑھا دیگا تمام حدیث آگئی اتنی ہے تیس ان احادیث کی علامت سی تھی
 مطلب یہو آجانی آج کل اس جنگ کی بعد وہ نصاریٰ ملک شام پر قبضہ کر لیگی اور ادون
 مخالفین سی مجاہدین کی اور خیر ملک اور نکاح مل ہو جاویگا بعد کی مسلمانوں میں تیری اہل چل
 مجاہدگی اور گہرا کر تلاش امام مہدی مدینہ میں آویگی اور امام مہدی یہہ چکر کر سنا و مچوگی
 خلیفہ بنادین اور پندرہ عظیم منیر سپر ذکرین مدینہ سی ماکہ کو چلی جاویں علامت کبریٰ
فصل (امام مہدی کی سیالین) واضح ہو کہ مہدی حضرت میں ہدایت پانی دانی کو
 کہتے ہیں اس معنی سے بہت سی مہدی ہو چکی ہیں اور بہت سی نازمانہ مہدی موجود ہیں
 بلکہ مہدی کہ جن کا ذکر احادیث میں بکثرت چلا وہ ایک شخص خاص ہیں جو حال ہر وقت
 مہدی میں ظاہر ہوگی اور اس سی پہلی نصاریٰ سی جنگ کر کے فتیاب ہوں گی حلیہ
 مبارک و نکاہ یہی قد اعلیٰ بدرامی قوی بحیث رنگ سفید سرخی مائل چہرہ کشادہ ناگ بایک

شہادہ سے
 وادہ دی
 لہذا یہاں
 مہدی کی علامت
 سی ہی ہے
 علامت سرور
 ہاں کی ہیں
 ہاں ہوس

فصل
 امام مہدی
 بایں

و بلند زبان میں قہر و کثرت کہ جب کلام کرنے میں تنگ ہوگی تو زوال و زہر اہل بیت مارین گی
 اور علم آپ کا لدنی ہو گا چنانچہ برسی عمر میں ظاہر ہوگی بعد اسی سائت یا اہل بیت تک علی خلیفہ
 الروایت زندہ رہیں گی تا آنکہ ایک محمد والد کا نام عبداللہ آن کا نام آئمہ ہو گا جناب امام حسن
 کی اولاد اسی ہونگی غدیرہ کے رہنے والی ہونگی یہہ علامات اکثر احادیث میں مذکور ہیں چنانچہ
 بعض کا ذکر کرنا ہون زندہ اور ابو داؤد فی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا
 کہ دنیا تمام ہونگی جیتک کہ میری اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا ملک ہو گا کہ اس کا نام
 میرا نام اور اس کی باپ کا نام میرے باپ کا نام ہو گا پس نام حضرت کا محمد عبداللہ کے بیٹے لقب
 مہدی ہو گا یہاں سے رو ہو گیا شیعہ کا کہ وہ کہتی ہیں امام مہدی سے جو حسن عسکری کی بیٹی ہیں
 اور مدت سے پیدا ہو چکی کفار کے خوف سے ایک غار میں چھپی بیٹھی ہیں کیونکہ امام مہدی کی باپ
 نام عبداللہ ہے نہ حسن عسکری و وہم جو حسن عسکری کا بیٹا کہتی ہیں وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے
 اولاد اسی تہی مرچکے اور امام مہدی امام حسن کی اولاد ہے ہونگی جیسا کہ روایت کیا ہی ابو داؤد
 نے علی سے کہ انہوں نے امام حسن کو فرمایا یہ میرا بیٹا موافق فرمائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سید اور اس کی اولاد اسی ایک شخص بہتار بنی کے امتداد اخلاق میں نہ بالکل صورت میں پیدا
 ہو گا پھر تمام حدیث نقل کے کہ دنیا کو عدل و انصاف سے بہرہ دے گا تیسرے امام کے
 شان یہ نہیں کہ کفار سے باوجود دیکھ مسلمانوں کی بہت بڑی بڑی سلطنتیں موجود ہوں چھپ کر
 بیٹھ جاوین اور رو ہو گیا اس فرقہ کا کہ کہیں میں اب تک موجود ہیں اور سید محمد جو بنوری کو
 امام مہدی فرزند نبی ہیں اور جو منکر مہرادی کا فر کہتی ہیں کیونکہ جعفر علامات امام مہدی کے
 ہیں ائمہ میں سے کوئی ہی محمد جو بنوری میں نہ پائی گئی نہ ان کی عہد میں و حال موجود ہوتا
 نہ نصاریٰ سے مقابلہ ہوتا نہ اشاعت دین ہوئی نہ اس مہینی میں دوبار کسوف و خسوف ہوا
 نہ مکہ میں اونسی لوگوں نے نبییت کی بلکہ کل علماء مکہ نے اون کی پیروی کی قتل کا فتویٰ دیا
 امر ابراہیم قتل کرنا واجب ٹھہرا اسی طرح اور بہت سی اوباشوں نے مہدویت کا جو

مہدی

مہدی

کیا بتاؤ پہلے مدینہ میں حضرت نبی بنون فرمایا کہ عرب کا ایک ہر گنا حالانکہ امام مہدی قائم
 زمین کی ایک ہونگی اسکی یہ وجہ ہے کہ عرب کے تمام ملک اصل میں تابع ہیں کیونکہ مسلمان
 یہی ملک نہیں پس اسکی اسکو ذکر میں خاص کیا ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ بنی صلی علیہ
 وسلم نے فرمایا ہوں للفقہ کفی لعلہ الیچہ اتقی لہ نصف یلک الا حرض قسطا وعلک لکم اھلک ظلم
 وجوہ اھلک سبع صدیقین کہ محمدی میری اولاد میں سے ہے کسادہ پیشانی بلند بینی بہر دیگا
 زمین کو عدل و انصاف سی جیسے کہ بہر گئے تھی جو رطل غلام سی و اختصار امام مہدی مدینہ سی کہ بہر
 آئین گئے لوگ اون کو پہچان کر اونی بیعت کرینگے اور اپنا بادشاہ بنا دیگی اور لو وقت سی
 سی یہ آواز آوگی ہذا خلیفۃ اللہ علیہ السلام کذا فی حدیث کا خلیفہ مہدی یہ ہے اسکی آیت سنو
 اور اطاعت کرو اور دوسرے علامت یہ ہوگی کہ اوس سال جو رمضان ہوگا اوس میں
 دو بار چاند سو رہے گا کہن ہوگا کذا ذکر ہوا رفیع الدین رحمہ اللہ تعالیٰ پس ابدال و عشا
 اگر اونی بیعت کرینگے اور عرب کی بہت سی فرج آنگی مدد کو جمع ہوگی اور کعبہ کے دروازہ
 آگے جو خزانہ مدفون ہے کہ جب کو باج الکی کہتی ہیں نکالیں گے اور مسلمانوں کو تقسیم فرما دیگی یہ
 جب یہ خبر مسلمانوں میں منتشر ہوگی تو ایک امیر خراسانی کہ حبلی فرج کا سپہ سالار ایک شخص
 منصور نامی ہے امام مہدی کی مدد کو آوے گا چنانچہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ بنی صلی علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ اور اہل ہنر یعنی ملک خراسان سی ایک شخص عارث حراث کہ جسکے
 فوجی آگے ایک شخص منصور ہوگا محمد کے اہل بیت یعنی امام مہدی کی مدد کو آوے گا عید اکوڑش
 نے محمد سے علیہ وسلم کے مدد کی ہے وہ کرے گا ہر مسلمان اسکی مدد واجب ہے
 اور امام احمد اور بیہقی فی دلائل النبوت میں بنی صلی علیہ وسلم سے یوں روایت کیا ہے
 کہ تم سیاہ نشان دیکھو کہ خراسان کی طرف سے آئی ہیں نواز کی طرف متوجہ ہونا کہنہ انہیں
 خدا کا خلیفہ مہدی ہے یہاں مہدی سے نائب مہدی مراد ہے پس جو شخص ان کا راہ میں
 بدرود یا نصاریٰ میں سے مزاحم ہوگا سب کو صاف کرتے ہوئی امام مہدی کی پاس آوے گی

اور ابوہریرہؓ و نون میں ایک شخص کہ قریش اہل بیت اور بڑا ظالم ہو گا ابوسفیان کی داد
 میں سے کہ جسکی تنہا قبیلہ بنو کلب ہو گا و شق کے اطراف میں حاکم ہو گا وہ امام ہدیہ
 قس کے لئے ایک فوج جبرائیلؑ کا کہ وہ فوج کہہ اور مدینہ کے درمیان بمقام میدان میں
 ہو جاوے گی کل شخص باقی میں گئے ایک وہ کہ امام مہدیؑ کو خبر ہو گا دوسرا کہ اس سفینی کو طاعن
 باز کر وہ سفینی خود فوج کشے کہ گیسو وہ مغلوب و مقہور ہو گا چنانچہ ابو داؤد نے ام سلمہ رضی
 عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک بادشاہ کی مرضی اختلاف
 تو ایک شخص مدینہ کا رہنے والا یہاں کہ کہ میں آؤں گا تو اہل مکہ اسکو اٹھیں گے ہر سے بلا کر حالانکہ
 وہ انکار کرتے ہوں گے کہ میں اور مقام کی درمیان بعیت کرینگے اور شام کی فوج اس پر چڑھے
 کرینگے کہ اور مدینہ کے درمیان مقام میدان زمین میں ہیں چارویں گے جب لوگ یہاں
 دیکھیں گے تو ابدال شام سے اور عشاء عرف سے اگر اون سی بعیت کرینگے پھر ایک
 شخص قسم قریش کا کہ جسکی تنہا قبیلہ کلب ہو گا امام مہدیؑ پر فوج بھیجے گا کہ وہ نہایت
 ہو جاوے گی اور امام مہدیؑ اور اونکی اتباع غالب آویں گے اور یہ فوج کلب کہلاوے گی
 پس امام مہدیؑ سنت نبویہ پر عمل کرینگے اور زمین پر ضرب اسلام پہلی گا اور سات برس
 امام مہدیؑ زندہ رہیں گی پھر انتقال کرینگے اور سلمان انکی جنازہ کی نماز پڑھیں گے
 انفسہ امام مہدیؑ مع شکر اسلام کہ سے مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کی زیارت کو
 آئیں گی پھر وہاں سے کتب شام میں دمشق تک پہنچیں اور نصاریٰ اسی نشان کہ ہر شاکی بھی بارہا
 فوج ہوگی لیکر مقابلہ کو آئیں گی جیسا کہ روایت کیا ہے انکو امام بخاری نے اور دمشق کے قریب ان
 یا احماق میں آٹھ سو لاکھ اور ان کے مقابلہ کو امام مہدیؑ دمشق سے فوج لیکر ابھرنے کے دیکھیں گے
 کہ جن مسلمانوں نے ہمارے لوگ پڑے ہیں ان کو پھانسی لگا کر درہم نہیں کو قتل کریں گے
 امام مہدیؑ فرما دیں گے و اللہ ہم پر گزائے بیابانوں کو زمین گے جس مسلمان کے حق قرین ہو
 ایک نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جاوے گی ان کے نو بہادر بھی قبول نہ فرمائیں گے یعنی حالت کفر

میں مر جاؤنگی اسلام نصیب نہ ہوگا اور ایک فریق شہید ہو جاؤنگا اور عند اللہ افضل شہید ہوگا کہ
 پاؤنگا اور غیر فریق فتح پاؤنگا اور غیر فتح سے امن میں رہے گا روایت کیا اسکا امام مسلم نے
 مکر صحیح مسلم میں بجای شہر مشرق لفظ مدینہ یعنی شہر پایہ لیکن اسکو علماء نے دشمن ہی کہا
 لہذا اسکو لکھ دیا اور تفصیل اس مشرقی کے فتحیاب ہوئی نصاریٰ پر جیہ کہ امام مسلم فی ہذا
 سید الدین سعد بن سحر بنی صلی اللہ علیہ وسلم ہی روایت کیا ہی ہوں ہی کہ امام مہدیؑ کی جب اس
 جماعت سے مقابل ہوگی تو سیدان یہ قسم کہائیں گے کہ اس میں گئی یا مر جائیں گی شام تک
 جنگ رہی گی آخر دو فریق اپنی اپنی فرو دگا ہوں میں لوٹ جائیں گے دوسرے روز بہشت
 سے لوگ قسم کہہ کر امام مہدیؑ کی ہمدرد مبدان جنگ میں آئیں گے دن بہڑے زمین کی میت کے
 جو اندو کی داد و بک شہادت کا پالا ہوئی آخر سبیت کی دو فریق لوٹ جائیں گے تیسرے روز
 پہر جا ست کثیر ایسی طرح قسم کہہ کر میدان جنگ میں آوگی تمام روز کشت و خون رہے گا دو
 فریق آخر شام کی وقت اپنے اپنے خون میں جاؤنگی جو تہی روز جو کہ پہل اسلام باقی رہے
 میں امام کی ہمراہ ہو کر میدان جنگ میں آؤنگی اور دلیرانہ اس طرح جنگ کرے گی کہ نصاریٰ
 کشتہ کنی پستی لگا دیں گے یہاں تک کہ اگر ان لاشوں پر پرند پاؤنگا تو اس سرے دوسرے
 سری تک نہ جا سکی گا آخر نصاریٰ کی بڑی شکست ہوگی بہت سی جنم دہل ہوں گے
 باقی ماندہ سرسبز ہو کر بیاہیں گے پہر امام مہدیؑ صاحب انعام بے شمار دلاوران اسلام کو
 عطا فرماؤنگی اور مال غنیمت کو تقسیم کریں گی لیکن لوگو کو جو اس سبب سے کو انکی خویش و آسائش
 بہت سی شہید ہو گئی ہیں اوس ہی کچھ خوشی ہوگی یہاں تک کہ جس قبیلہ کے سوا آدمی نہ رہے
 باقی رہ گیا ہوگا جس کو کس غنیمت سے خوش ہوگا اور کونسی میراث کو تقسیم کرے گا۔ بعد ازیں امام
 مہدیؑ جلاد اسلام کا انتظام اور لشکر جمع کرے گا کہ قسطنطنیہ پر کہ جواب سلطان کو
 سخت گاہ ہی اور اسکو اسلام قبول بھی کہتی ہیں چرکائی کرے گی تاکہ اودن نصاریٰ کو کہ
 جنہوں نے سلطان کو دیا وہی نکالا نہ تھا شکست دیوین اور تفصیل اسکی موافق رہو

ابو ہریرہ کے بنی صلی علیہ وسلم کی حدیث کہ روایت کیا ہی اور کو امام مسلم نے یون نہی جب
 امام مہدی فوج کے غیر مطہرین کو لے کر گئے اور اولاد اسحاق کی ستر ستر از مسلمان اور کو گیس لین گی اور اس کے
 ایک جانب دریا اور دوسرے طرف خشکی ہی پس جب وہ اولاد اسحاق آواز لا الہ الا اللہ اللہ کہہ کر گئے
 تو دریا بطرف فانی ہوا گر ٹہری یہ جب جو سری بار کی کہیں گی تو خشکی کی طرف فانی ہوا گر ٹہری گی پس جب
 بار نکیر لا الہ الا اللہ واللہ کہیں گی تو را کہیں گی اور شہر میں گئے تو بیک اور کفار کو قتل کرینگی اور نوادہ کو خوش
 زمینوں سے لے کر مال غنیمت تقسیم کرنے ہوگی کہ اتنی میں کوئی بچا ریگا کیا بیٹی ہو دجال جہنم سے
 گھروں میں آگیا ہی جب اسکی تحقیق کو نکلیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ خبر جو ٹھہرے بلکہ آواز مطہرین
 اتنی یہ جب لشکر اسلام لوٹ کر شام کی طرف آویگا تو دجال نکلیگا۔ اچھل بھڑکے بعد فتح مطہرین کے
 دجال نکلیگا ایک بار اسکی نکلتی کے چوٹی خبر شہر ہوگی تو امام مہدی اس سوار اسکی
 تحقیق کو بطور طریقہ کے کہ جبکہ غلط عام میں تلاء کہتی ہیں یہ چین کے مسلم فی شخص صلی اللہ
 علیہ وسلم کی روایت کیا ہی کہ دن سواروں کی اور راتوں کے بالوں کی نام اور انکی گہور
 کے رنگ پہچان ہوں اور وہ اسوقت کے سب روی زمین کی سواروں ہی افضل ہوں گے
 پس معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط ہے یہی دجال نہیں نکلا پس امام مہدی رضائے گئے ملک کا
 بندوبست کرے نہی شام میں آویں گے یہ دجال نکلیگا فضیل (روحانی حاکم) کا
 دجال مشتق ہے دجل سے کہ جسکی معنی لغت میں غلط اور کر تو بیس میں یقال دجل
 الحق بابل طیل اور کہی دجل کذب کے معنی میں آتا ہے پس معنی دجال کی لغت میں مکار
 اور چوٹا ہیں اس اعتبار سے بہت سی دجال ہوں گے یعنی جس میں یہ صفت بدایا گیا
 دجال ہی چنانچہ ابراہیم اور زمرہ نے روایت کیا ہی کہ بنی صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہی
 وانه سيكون في امي كذا بون ثلاثون كلم يزعم انه نبي الله وانا خاتم النبيين
 + + + الخديث کہ میرے امت میں تیس چوٹی نبوت کا دعوے کریں گے حالانکہ میں
 خاتم النبیین ہوں اور ایک روایت میں دجالوں کذابوں آیا ہے لیکن دجال موجود وہ ایک

صحت
 دجال
 بیان

شخص خاص ہے قوم یہود سے لعنہ اللہ علیہم جو گاد اپنی آنکھ کو مہر کے انگوڑے دان کی
 مانند نافز نہ ہو گا اور بال او کی تہایت چوتھ بیون کے بال کی مانند ایک بڑا گد لاؤ کی ہر ایک
 ہو گا اور او کی ماہی کی بیجا بچ کا فراغے لفظ ک ف ر لکھا ہو گا کہ جسکو ہر ذی شعور پر لکھا
 رہا میں وہ احادیث ذکر کرنا ہوں کہ جس میں او کی اوصاف مذکور ہیں بخاری اور مسلم نے
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دجال کی نسبت
 یوں فرمایا ہی الا انہ اعمور وان ربکھ لیس باعور و مکتوب بین عینہ
 ک ف لکھ کہ وہ کو چشم ہی اور رب تمہارا کو چشم نہیں اور او کی دونوں ہونٹوں
 و زبان ک ف لکھا ہے اور ایک روایت میں تنخیش یوں روایت کیا ہے اللہ جل
 اعمور عین البصی کان عینہ عینہ طافیۃ کہ دجال کی داہنے آنکھ کافی ہے عیا
 کہ انگوڑا دانہ او پر ہوا بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے ایک حدیث طویل
 نقل کی ہے او یسین دجال کے نسبت یہ چھ ہے تم اذا انا برجل جدید قسط
 اعمور البصین احدث پر مئی ایک شخص دیکھا کہ جس کے بہت بال چمچہ اور آنکھ
 کافی تھی احدث اور صحیح مسلم کے ایک حدیث میں کہ جس میں تبسم داری سے نے
 حنہ نے فرمایا ہے کہ میں ایک خبرہ میں گیا تو وہ ان دیکھا کہ ایک گنبد میں ایک شخص
 زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے احدث یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ دجال حضرت نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کے عہد میں ہی موجود تھا اور وہ کے خبرہ میں مقید ہے وہ ان سے نکلی گا پس اول
 وہ ملک شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے گا اس کے بعد
 اصفہان میں آئے گا اور شترنبرہ پر ہوی او کے تابع ہوں گے اور وہ ان پر
 خدا کا دعویٰ کرے گا صبا کہ ظاہر ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی سے اور ابو داؤد سے +
 اور او کی مانند آگ ہو گی کہ جسکو وہ دوزخ کہے گا اور ایک باغ ہو گا کہ جس کا
 نام بہشت کہی کی اور حقیقت میں جسکو وہ جنت کہی گا دوزخ ہو گا اور جسکو دوزخ

ایک جنت کی تاثیر کہتی ہو گے جیسا کہ روایت کیا ہے اور سکو بخاری اور مسلم نے پس وہ
 زمین میں زمین بائیں منادوں اپنی پہر لگا اور زمین میں بادل کس طرح پہلے جاوے گا اور اس کے
 ظہور سے پہلی بڑا سخت قحط ہو گا پس وہ کہے قوم پاس آوے گا اور اپنی دین کی طرف
 بلاوے گا وہ اس پر ایمان لاو گی تب بادل کو کہے گا تو وہ برے گا اور زمین خوب
 سبزہ اوگاو گی اور موائے پہلی سی بھی زیادہ دودھ دبوں گی پہر کے اور قوم پاس
 جاوے گا وہ اس کی دین سے انکار کریں گے تو اذن کے سب موائے مر جاویں
 گے اور اوجاڑ میں سی حشر اذ طلب کری گا پس خزانہ مہال کی کہنوں
 کی مانند اس کے ساتھ ساتھ چلے گا جیسا کہ روایت کیا ہے امام مسلم رحمہ اللہ
 نقلے نے پہر کے قوم اعراب سی اگر کہے گا اگر میں تمہاری مردہ اونٹوں کو یا
 بہائی باپ مردہ کو زندہ کر دوں تب بھی مجھے مانو گے وہ کہیں گے ہاں تب وہ شیطاں
 کو حکم کرے گا کہ وہ اس کے اونٹ اور باپ بہائی وغیرہ مردگان کے شکل میں ظاہر
 ہو کر آویں گے وہ شخص باپ بہائی ان کو سمجھ کر ایمان لاوے گا یہ روایت ہے
 مشکوٰۃ میں حضرت پہلی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ کفار کے اچھے بھی خوارق عادت ظاہر ہوا
 کرتے ہیں کہ انکو استدراج کہتے ہیں سو یہ امور بھی دجال سی بطور استدراج کے ظاہر
 ہونگے اور یہ امور دجال سی خدا تعالیٰ کی ارادہ سی ظاہر ہوں گے اور ان افعال کا
 حقیقت میں اللہ تعالیٰ فاعل ہو گا لیکن ظہور ان کا دجال کے ہاتھ پر ہو گا تاہم وہ ان کا
 امتحان ہو جائے اور کافروں اور فالح و بے فالح میں امتیاز ہو جاوے
 اللہ کے فالح بندے ایسے افعال کو خاص خدا کا فعل اور بندے کو سبب جانتی
 ہیں اور بری لوگ انہیں سبب کو فاعل حقیقی سمجھ کر اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے
 منہر ہو جاتے ہیں انقض مع شکر مثلاً ملک میں خور و قنہ داں ہو کر چکے پہر لگا اور چنان
 مسلمان خصوصاً ان کو اللہ تعالیٰ نسیم و تہلیل و توفی و پانی کا کام دیں گے یعنی تہلیل و تہلیل

وہاں
جائے

اب ہرک اور پاس کی دور ہو جاو گی جیسا کہ مروی ہے مشکوٰۃ میں پیر و میر سے کہ کثیران
 اوگیا لیکن بسبب محافظت ملائکہ کے کہ میں نہ آ سکے گا پیر و دان سے مدینہ منورہ کا قصد کر گیا
 اور مدینہ کے قریب اجد ہار کے پاس ڈیرہ کر گیا اور مدینہ کی اچھوت سات دروازہ ہی ہو گئی
 ہر دروازہ پر دو درختہ محافظ ہوں گے اس سبب وہاں اندر نہ جا سکیگا جیسا کہ روایت کیا ہے
 بخاری نے امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ اس وقت ایک شخص مومنین میں سے وہاں کی پار
 جا گیا اور ایک روایت میں بخاری مسلم کی دونوں سے کہ وہ شخص اس وقت کی تمام لوگوں سے
 اچھا اور بہتر ہو گا اور مدینہ کی روایت میں ثابت ہے کہ وہ جو ان ہو گا پس اس کو روم میں چلا
 کے پیر و دالی پوچھیں گے کہ وہ کہاں جاتا ہے کہ وہی گا وہاں کی پس جاتا ہوں وہ کہیں گی کہ وہاں
 خدا وہاں پر ایمان نہیں لائے وہ کہیں گا خدا کی صفات ظاہر ہیں اور اس میں وہ صفات نہیں
 یہ وہاں کا ذکر نہیں میں ایک دوسرے کہی گا کہ اس کو قتل کر ڈالو پھر ایک شخص کہیں گا کہ ہماری خدا
 نے اپنی اجازت بغیر قتل سے منع کیا ہے اس کو نہ مارو تب وہ اس کو وہاں کی پاس ملا دیں گے
 وہ مومن وہاں کو دیکھ کر کہیں گے اے لوگو یہ وہی وہاں ہے کہ جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر
 لی پس وہاں کہیں گا کہ اس کا خوب سر کھڑے ہو اس کو مسدود کریں گے کہ اس کا پیٹ اوپر پیٹ ہو
 جاو گی تب وہاں کہیں گا کہ اب بھی مجھ پر ایمان نہیں لایا تب وہ کہیں گے تو سچ کذاب ہی تب وہاں
 حکم کر گیا کہ اس کو آگ سے سی چیر کر دوڑ کر ڈال دے وہ اس کی دوڑ کر ڈالنے کہیں گا کہ کبتر ہو تب وہ
 زندہ ہو جاو گیا پیر وہاں کہیں گا کہ اب بھی مجھ پر ایمان نہ لاو گیا وہ کہیں گا مجھی اب اور زیادہ ترے
 وہاں دوڑ گیا تعین ہو گیا اور وہ ٹوٹا ہوا ستر ہی سکیگا پیر وہاں خفا ہو کر اس کی ذبح کا حکم دیا لیکن
 ذبح پر قادر نہ ہو گا تب غصہ میں اگر اپنی جہنم کے طرف اس کو پہنچا دیا اور وہ شخص اصل میں جنت کے
 طرف پہنچا جاو گیا اور عند اللہ بڑا درجہ شہادت کا پاو گیا بعد اسکی وہاں کو پھر کیسے ساتھ ایسا
 کر نیکی قدرت ہو گی اور وہ جاو گیا کہ اب میرا انتقال کیا تب وہاں سے شہر روشن کی طرف کہ جہان ادا
 ہے ہی لایا سلام ہوں گے روزہ ہو گا امام ہدی صاحب الشکر اسلام کا لقب مدینہ و میر و درست

کر کے اوکی جنگ کی لئے مستعد ہون گئے کہ انہی میں عصر کی وقت دمشق کے جامع مسجد کی شہر
 کن رو پر دفرشتوں کی بازو پڑا تھو دہرے ہوئی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گی اور شہر
 ننگا کر دیا تھی آؤین گے فصل (عینے علیہ السلام کے نزول میں) عیسیٰ علیہ
 بنی اسرائیل کے بنی بن بنے باپ کی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا مدی اوکو پیدا کیا ہی وہ شب روز
 دین حق کی پہلے پانچ سو سال پہلے اور وقت کے یہودیوں کو اور پھر خدا یا ایک مکان بن اداں کو
 قتل کی لئے گھیر لیا خدا کی قدرت سے چہت بہت گئی عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لاگے لگے اتریں
 میں سی ایک شخص جو اندر آیا تھا وہ عیسیٰ کی شکل میں ہو گیا اور کو یہودی عیسیٰ سمجھ کر ہلاکتی
 قتل کیا پس جب سی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پرین دجال کے قتل کو دیا میں آؤین گے جب کہ دجال
 کرنے میں اس پر احادیث صحیحہ و کتاب مکاشفات آئیل سے ہی اداں کا اثبات ہی اور تفصیل اور
 جیہ کہ مسلم نے روایت کیا ہی یوں ہی کہ اور وقت اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو پہنچا دے وہ ہر وقت
 شہر سے سفید مناری پر زور ملے پہنی ہوئی دو فرشتوں کی بازو پڑا تھو رکھے ہوئی اور رنگی جب
 نیچی کر رنگی تو پسند سی قطرے چمکین گی اور جب سر اوٹھا دین گی تو موتر نیکی دالزن کی مانند قطر
 گر رنگی حسن و خوبی میں اچھریہ پس جب مناری میں سے نکلے گا کہ نیچی آؤین گی امام مہدی رضی اللہ
 سے ملاقات کرے گی امام ہواضع میں آؤین گے اور کہیں گی اسی بنی الامام ہو کر نماز پڑائے
 سب حضرت عیسیٰ فرماؤ گی نہیں بکلا نہیں مات کر اوٹھا دین جال کے قتل کو آباہوں مسلم کے
 ایک روایت سی یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ امامت کرے گی اور روایات سی یہ ثابت ہوتا
 کہ امام مہدی کی اس امت کے تقسیم و تکریم کی لئے امام بنادینگی رسول اللہ نے اسکی تطبیق یوں کہ
 بنی کا اول و زوال امام مہدی علیہ السلام نماز پڑاؤ دینگی تاکہ تکریم امت ہو پھر عیسیٰ علیہ السلام سبب اسکی گڑھ
 بنی میں دال علم انفرض لبند نماز کے حضرت امام مہدی کہیں گی کلب ندیر جنگ اور انتظام فوج
 آپ کی راسی پر ہے حضرت عیسیٰ فرماؤ گی نہیں بکلا نہیں کر دین تو خاص اداں کا فو کے قتل کر
 آباہوں پس صبح کر دجال کے مقابلہ کو نکلا کر طیار ہو گا حضرت عیسیٰ فرماؤین گے کہ میری اور

قصہ
 نزول عیسیٰ

ایک گھوڑا اور ایک تیرہ لاکھ دینار اور اس کا سب سے مقابلہ کروں تب مسلمان و جہاں کی فرج ہی
 جہاد کر لگی اور میرے علیہ اسلام اوس کے قتل کو ادا وہ ہوں گے اور میرا کہ مسلم کے روایت سی ہوتی
 ہوتی ہے حضرت عیسیٰ کے وہی کہ ہوا میں پہلے اشریہ کی کہ جس کا ذکر وہ ہوا لگ جہاد کی سر جہاد ہی
 اور پہلے اوس کی وہاں تک جہاد کی کہ جہاد تک اوس کے نظر پڑے گی پس وہ جہاں کا لٹا کر کھینچے
 اور اب لٹا کر کے پس اوس باگہرین گئے اور نیزہ سے اوس کو قتل کر کے اوس کا خون لوگوں کو
 دکھلا دی لگی اور اگر اوس کی قتل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سے خود بخود
 کھل جاتا بہر شکر اسلام و حال کی تکرار کہ جہاد کہ ہر وہی ہوں گی بہت قتل کر لگا بہا تک کہ اگر کوئی پہلے
 تیرہ دھشت کی لڑ میں جہاں کا تیرہ ہی تیرہ لگا کہ اسی مسلمان اسی بندہ خدا ہے جو کہ دوسری لڑ میں
 جہاں بیٹا ہے اس کو قتل کر کر دھشت غرق نہ تیرہ لگا کہ تیرہ وہی ہو گا دھشت ہی کا تیرہ اسلام اور جہاں
 اس شرف واد کے ساتھ کل چالیس روز ہر لڑ میں کہ جس کا ایک روز ایک برس کی برابر اور ایک روز ایک ہفتے
 کی برابر اور ایک روز ہفتے کے برابر ہر لڑ میں کہ اسی ایم اور ایم کے برابر ہر لڑ میں کہ اسلام پس اس حساب سے چھ ہفتے
 ایک برس وہی ہے ایک اور سکا نہ دھشت و تیرہ لڑ میں کہ ایم میں غنائب کہ روز کے کافی ہوگی
 تیرہ روز کہ ایک برس کے برابر ہر لڑ میں سال ہر کے نماز واد کا حساب لگا کر پڑنے پڑی گئے
 میرا کہ مسلم نے روایت کیا کہ صاحب نے پوچھا کہ جو روز ہر کی برابر ہر لڑ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس
 میں ایک روز کے نماز کفایت کر کے فرمایا لا اقدار لہ قدرہ نہیں بلکہ نماز کر اور اسی نماز کے
 لئے ان کی مقدار میں وقت محققین فائل ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا وہ سے اوس زمانہ میں
 اور ایم کو اس قدر و رازی و لگا کہ ان میں تو نہیں ایک لڑ میں کہ برابر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہفتے کے برابر ہر لڑ میں
 اور سکی حکمت کو وہی خوب جانتا ہی ارشاد اللہ علیہ السلام کہ شیخ قدس سرہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر ایک
 کہ گشت غم و شدت فحط سے ایک روز ہر کی برابر اور ایک ہفتے میں اور ایک ہفتے کی ہفتہ معلوم ہر لڑ میں
 ورنہ من حقیقت میں سب برابر ہوں گے کہ یہ قول مخالف ہے اس روایت کی کہ جس میں
 آنحضرت نے نماز کی مقدار کا حکم فرمایا کہ اگر حقیقت میں وہ دن ایک دن کے برابر ہر لڑ میں

اگر کسی شخص کو
 ایک گھوڑا اور ایک تیرہ لاکھ دینار
 اور اس کا سب سے مقابلہ کروں تب
 مسلمان و جہاں کی فرج ہی

اگر کسی شخص کو
 ایک گھوڑا اور ایک تیرہ لاکھ دینار
 اور اس کا سب سے مقابلہ کروں تب
 مسلمان و جہاں کی فرج ہی

اگر کسی شخص کو
 ایک گھوڑا اور ایک تیرہ لاکھ دینار
 اور اس کا سب سے مقابلہ کروں تب
 مسلمان و جہاں کی فرج ہی

نزدیک دن کے منازک کافی ہونے کے کیا وجہ ہے بعض اس کے جواب میں ناویلات
 و تکلفات بے فائدہ کرتے ہیں بخوف قنطویل فضل نہیں کرتا بعض لوگ اسکے قایل
 ہیں کہ بیہ و سراسر ہی دجال کے استدراج سے ہو گئے گو یہ ممکن ہی مگر یہ روایات
 چند ان صحیح و قوی نہیں **ف** ابو داؤد نے عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کیا اسی کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کجنگ عظیم کج
 نصارے سے ہوگی اور فتح قسطنطنیہ میں کہ جواہل اسلام فتح کریں گے چہ برس
 کا فاصلہ ہو گا پھر ساتویں برس میں دجال نکلے گا۔ اور ایک روایت میں
 بچا سی چہ برس کے چہ چہینے کا فاصلہ آیا ہے مگر اول روایت صحیح زیادہ ہے لہذا
 جب دجال اور اسکی فوج پامال ہو چکی گے تو امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام ملک کی سرکرہ بن گئے اور جنکو دجال کی مصیبت پہنچی تھے انکی درجات جنت
 میں بیان فرما دیں گی اور تسلی دیوں گے اور اون کے نقصان کا الطاف و عنایت
 سی تدارک کریں گے کما رواہ اسلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حکم دیں گے کہ خیر قتل
 جاوین اور صلیب کہ جسکو نصارے پوجتے ہیں توڑے جاوے اور کسے کافر سی جزیرہ نیابجا
 بلکہ وہ اسلام لاوی کما رواہ البخاری و المسلم پس اسوقت تمام روئے زمین پر دین
 اسلام پہنچاوی گا کفر منٹ جاوے گا جو رطلیم جہان سے منہدم ہو گا اور جیسا کہ ابو
 داؤد رضی اللہ عنہ نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہے حضرت امام مہدی کی خلافت
 سات برس ہوگی اور بعض روایات میں آٹھ بعض میں نو بھی آیا ہے بعد اسی امام مہدی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے تشریف لیجاوین گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان
 انکی منازک پر ہر دفن کرینگے اس حساب سے کل عمر انکی سینتالیس یا اٹھتالیس یا
 اونچاس برس کی ہوگی بعد اس کی تمام انتظام حضرت عیسیٰ کے اختیار میں ہو گا اور
 عالم اچھے حالت پر ہو گا کہ یکایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی آوے گی کہ میری بندگی

کو دھوکے طرف لیجا بیٹے ایک ایسی قوم نکالی ہی کر سیکر اور کی ساتھ تباہ جنگ و طاقت لڑا لے
 بہن ہے کمارہ اسلام **فصل (۱۱) حوج و ما حوج کے بیان میں** (دفعہ ہر کہ با حوج
 دو قوم کا نام ہے کہ دیانت بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سی ہیں اور اوکوہ القرین نے ایک لڑا
 جن کر بند کروا تیا علمانی کہہا ہی کہ یا حوج ما حوج شمال کی جانب ایسی نگاہ ہیں کہ اوکی شمال کی جانب
 دریا ی نور یعنی مندر ہے اور جو کہ وہ جاسی قسیم خیم یا ششم میں ہی سبب کثرت سرد کی وہا
 مندر سنجہ ہے اور ہری کوئی کشتی یا جہاز نہیں آسکتا اور مشرق اور مغرب ہی دو پہاڑ ہیں
 جو کہی طرف دو قوس کی صورت میں آئی ہیں گر کہ بقدر گہائی باقی ہیں وہ لوگ وہاں ہی اگر
 ملک میں خورن زبان کرتے ہی فادہ الی ہی ذوالقرنین نے اون پہاڑوں کی پہلو
 کے تختی رکھ کر اونکو خوب گرم کیا اور او برسی تاسا پلا دیا وہ ایک انت ہو گئی حبیب سی اونکی
 راہ بند ہے قریب قیامت وہ دیوار ٹوٹ جاو گی اور وہ قوم پہلے ٹپگی چنانچہ نور ات اوٹھ کر
 میں اس قوم کی خروج کا ذکر ہے جیسا کہ پہلے گذرا سوال آج تک یورپ کی کسی سپاہ
 نے نہ او سکودیکھا اور نہ کے جغرافیہ دان فی اسکا حال لکھا جواب جن جن سبا حوج
 او سکودیکھا ہی اور جن جن جغرافیہ دانوں فی اسکا حال لکھا ہی اونکی تفصیل کی اس
 مختصر میں گنجائش نہیں لیکن ہم دفعہ شے کے لئے یہ قدر کہتا کرتے ہیں کہ امریکہ جسکو نئی
 کہنی کس قدر وسیع ملک ہی لیکن ہزار سال سے نہ کسی چنان گشت کو او سکا ہنا تیا اور نہ
 کسی جغرافیہ دان کو او سکا حال معلوم ہوا تیا وجودیکہ پہلی ہی بڑے بڑی حکیم کامل و دانشمند
 ہو کر رہے ہیں اور اس طرح اب بھی صد اجزاء اور صدایا لئونکا حال روز بروز معلوم
 ہونا جا تا ہی اور بہت سی جزائر اور بہت سی اقلقبہ کے سیاہانوں کا سبب شکلات ہوتا
 کہ کرنی دیاں جاناہیں سکنا اب تک اسی طرح حال معلوم نہیں ہوا کہ وہاں کیا ہی حال کے
 بعد انہوں کو دیکھ کر دن بدن انہیں نئی نئی حالات زیادہ لگتی جاتی ہیں چنانچہ بہت سے
 نئے نئے جغرافیہ دان ہیں انہیں بھلیوں میں ہیں ابھی تک مگر ہے کہ جنوب کی طرف سے

مشرق
 برصغیر
 ہندوستان
 عرب

دان بسبب اتحاد بحر کے کوئی چار زمین جاسکتا ہوا اور مشرق مغرب کی عظیم پہاڑ ہو کر ملنے
 جانا مشکل ہو اور جنوب میں بسبب و رازی زمانہ کے بہت سا گرد و خرابا جو کہ وہ دیوار بھی پہاڑ
 کے شاہ پہاڑ کی ہوا اب اگر کوئی جاسی تو مشرق و مغرب و جنوب کی طرف سے دان جاسکتا ہی
 مگر تینوں طرف سے سواری ایسی پہاڑ کے کہ جو آسمان سے باقیں کرنا ہی اور کچھ نہ کہلائی دیگا
 اب وہ اوکی اندر کا کیا حال بیان کریگا اور اس قسم کی بہت سی پہاڑ موجود ہیں ان اگر
 حال کی جغرافیہ میں کہیں ایسی پہاڑ کا ذکر کیا ہو تو کچھ پروا نہیں اور کچھ عجیب نہیں کہ جب
 صنایع بدائع اور زیادہ تر سے پر ہون تو کسی شکر کو بھی وہاں کا مفصل حال معلوم ہو جاوے اور اگر
 کسی کو معلوم ہوا ہو تو خبر واحد کو بالخصوص سیاحت کی بارہین اگر معاند تسلیم نہ کریگا تو ہم کو
 اتنے سی کیونکر کہلا سکیں گے۔ امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 تعالیٰ باجوج و باجوج کو بھیجیگا وہ ہر پندہ سی اور ترے آونگی پس اونگی اول جماعت طبریہ کے
 تالاب پاس آونگی اور تالاب کا سب پانی پی جاوے گی کہ پھلی جماعت اگر کسی کی کہ پہلی یہاں کہی
 پانی نہا یعنی کچھ دیکھ کر کہیں گے پہرہ جب جیل پھر کے پاس کہ وہ نہایت افسوس کا پہاڑ ہے اور
 تو کہیں گی کہ زمین کے سب لوگوں کو جہنمی قتل کر ڈالا پہرہ آسمان کی طرف نہر بہکیں گے اللہ تعالیٰ
 اونکی تیروں کو (اونکی آواز بایش اور سر کرنے کی لسی) خون آلودہ کر کے نیچے بھیجیگا اور حضرت
 جیسے علیہ السلام اور اونکی ہمراہی (کوہ طور پر ایک قلعہ میں) محصور ہوگی اور بسبب گردانی غلہ
 کے ایک بیل کی سرے اور سوز سوزا شرف سے بہت معلوم ہوگی پہرہ عیسیٰ اور اونکی ہمراہی عا
 ناگی گئے تب اللہ تعالیٰ اونکی گردن میں پیوڑا نکالا لگا کہ صبح کو سب مری پاوونگی پہرہ عیسیٰ اور
 اونکی ہمراہی پہاڑ سے نیچے اور زمین کی تو کوئی جگہ ایسی نہ ملے گی کہ جہاں اونکی بدو اور گزندگی
 نہ پہلی ہو پھر دعا کرینگے تب اللہ تعالیٰ ایسی نہر بھیجیگا کہ اونکی گردنیں بجھیں اونٹ کی گردن کے
 مانند ہو گئے تب وہ اونکو جہان حکم الہی ہو گا اٹھا کر پہلے زمین کی اور (نزدیکی بروایت میں
 آیا ہے کہ اونکی تیر دکانا مسلمان سات برس اندھ بن کر جلا میں گی پہرہ عیسیٰ اور اونکو کرنا کو

اللہ تعالیٰ ایسا مینہ برسایا کہ کوئی گہرے چیمہ بغیر ٹپکے برنچا اور لکھا ہی کر رہا تھا
 چالیس روز بعد (پھر زمین کو صاف کر دے گا) (اور سیسے بازگئی) میں میں نہایت روئے
 ہوگی اور بڑی برکت ہو جاوے گی یہاں تک کہ ایک انار کو ایک گہرے آدمی سیکم سیر کر کے آوے گی اور ایک
 بکر کے دو دوسے ایک گہرے لوگ سیر ہو جاوے گی۔ مختصر اس زمانہ میں نہایت برکت ہوگی عذرا
 و کینہ نہ ہے گا اور لوگوں کو مال کے کچھ بڑا نہ رہے گی یہاں تک کہ ایک سجدہ کر دینا واپس پاسی اچھا
 جانیں گے اگر کوئے کے کیو مال دیکھا نہ ہوگی گا رواہ مسلم پھر درکت سات برس تک رہے گی
 پھر عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے انتقال کرے گا مشکوٰۃ میں ابن ابی حاتم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پینتالیس برس زندہ رہیں گے پھر مر جاوے گی اور میری
 من دفن ہوں گے کہ قیامت کو میں اور عیسیٰ بن مریم اور ابو بکر و عمر کے عجین ایک قبر سے
 اٹھیں گے۔ مگر صحیح مسلم میں یوں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سات برس زندہ رہیں گے
 پس دو نور و اتون کے مطابق بوقت یوں ہے کہ آسمان سے اگر گھل سات برس زندہ رہیں گے
 نکاح کرے گا اولاد ہوگی آخر وہ خلیفہ مبارک میں دفن ہوں گے اور نزدل سے پہلی آیت
 پہلی عمر ہو گے کہ کل پینتالیس ہونی میں اور عیسیٰ علیہ السلام اپنی بعد ایک شخص جیسا کہ
 خلیفہ مقرر کر عادیں گے چنانچہ بخاری اور مسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کیا ہے کہ قیامت ہوگی جیسا کہ ایک شخص مختار کا لوگوں کو اپنی غصے سے نہانے کا
 یعنی حکومت کرے گا اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ دنیا نہ تمام ہوگی حبیب تک کہ بادشاہ
 ہو کر ہوئے گا ایک شخص کہ جسکو یہاں کہیں گے۔ مختصر بعد عیسیٰ علیہ السلام کے وہ شخص
 مختار فی جس کا نام جیسا ہے اچھی طرح عدل کے ساتھ حکومت کرے گا لیکن شرفیاد
 کفر و احاد پھر سیدنا شروع ہو گا اسی طرح دو تین شخص کے بعد دیگرے حاکم ہوں گے
 پس جب کفر و احاد زیادہ پھیل جاوے گا تو اس زمانہ میں ایک مکان مشرق میں اور
 ایک مکان مغرب میں کہ جہاں منکر تقدیر رہے ہوں گی وہیں جاوے گا اور انہیں

پینتالیس
 جیسا

منکر تقدیر

دوزخین آسمان سی ایک دہوان نمودار ہوگا کہ مومنین کو زکام یا معلوم ہوگا اور کافرین کو
 نہایت تکلیف ہوگے کہ کسی کو ایک ذبحی بعد کسی کو دو دن کی بعد کسی کو تین روز کے بعد ہوش آگیا
 کہ یکو تو پہنی روز اور کل چالیس روز پہر دہوان رسیدگا جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 ﴿حَتَّىٰ يَبْلُغُوا الْبَحْرَ الْمَوْجِیْنَ﴾ کہ دہوان لوگوں کو دو دن تک لیگا اور سلم نے روایت کیا ہے کہ نبی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی قیامت نہوگی جب تک کہ دس علامت نہ دیکھو گے پس ذکر کیا
 دہوان اور دجال اور دائر الارض اور آفتاب کا مغرب سے طلوع ہوا اور عیسے کا نازل
 ہونا یا حج ماجرج کا کھٹنا اور تین جگہ زمین میں خسف ہوا ایک مشرق میں ایک
 مغرب میں ایک جزیرہ عرب میں اور سب سی چھپے ایک آگ کہ میں سی نکلے گی اور لوگوں
 عسکر کے طرف پھچا دیگی۔ لیکن بخاری نے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ فرماتی تھے کہ اس دہویں سے وہ دہوان مراد ہے کہ جب قریش میں خیمہ کھتی بد دعا
 سی چند سال کا قحط پڑتا تو یہو کہ کے ماری آسمان کے طرف دہوان سا نظر آتا تھا اور سب
 ضعیف بصر کے دہندہ لاؤ کہا می دیتا تھا واللہ اعلم **فضل طلوع آفتاب کی سی**
 (میں) اور انہیں دوزخ میں کہ فی الحج کا جہنم ہوگا یوم الآخر کے بعد رات نہایت دراز ہوگی
 یہاں تک کہ سچی چھپلاؤٹھیں گے اور سافرنگدل ہو جاویں گے اور موٹے چراگاہ میں
 جانے کے لئی نہایت شور کریں گے لیکن صبح نہو گے یہاں تک کہ لوگ بیعت اور قس
 سے بیدار ہو کر نانہ و زارے کریں گے اور توبہ توبہ بکارین گے جبکہ اس رات کے
 درازی تین یا چار رات کے برابر ہو جاوے گی اور لوگ نہایت مضطرب ہوں گے تب
 قرص آفتاب تھوڑے سی نور کے ساتھ جیسا کہ گھن کے وقت ہوتا ہے مغرب کی جانب
 سی طلوع کرے گا اور سناٹا بنے ہو کر کہ جتنا چاشت کے وقت ہوتا ہے پھر عروہ
 ہو جاوے گا اور پھر حسب دستور دیم مشرق سی طلوع کیا کرے گا
 لیکن اس کے بعد کے کے تو رہ قبول نہو گے پس اگر کافر ایمان

کیسے فرماتا ہے

یہاں تک کہ
 سچی چھپلاؤٹھیں
 گے

کا فرمان لاویگا گناہ گار کسی گناہی تو برکات تو نہ پامان اور یہ تو بہ قبول نہوگی اتحاد و ملت
 صلیحین میں یہ مضمون بکثرت آیا ہی چنانچہ بخاسی اور مسلم نے اپنی ہر یہی روایت کیا ہی کہ نبی صلی
 علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قیامت نہوگی جب تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے گا پس جب طلوع کرے گی
 اور لوگ اوسکو پھینکیں گی تو ایمان لاویگی مگر اوسوقت کا ایمان فتح نہیگا اوسکو کو جو پہلی ہی ایمان
 نہ لایا ہوتا اور خیرہ حاصل کی تھی یعنی جو پہلی ہی ایمان نہ لایا ہوتا اسے پہلی تو بہ نہ کی تھی اور کو اوسوقت
 ایمان لا تا فتح نہی گا اھحد بیٹ مسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جب آفتاب غروب ہوا تو فرمایا کہ تو جانتا ہی ہے کہ ان جانا ہی نبی عرض کیا اے اللہ اور
 اوسکا رسول ہی جانتا ہی فرمایا ہے جا کر زیر عرش اللہ کو سجدہ کرنا ہے جب حکم ہوتا ہی تو پھر کون
 اور فریب ہی کہ یہ اذن لائی گا لیکن اوسکو اجازت نہوگی بلکہ تو جیانیسی آیا وہیں جا یہ حکم ہو گا
 یہ مغرب سے طلوع کرے گا اھحد بیٹ و اس مضمون کی احادیث حد تو اتنے کہ پہنچ گئی ہیں ہر
 شخص فلسفین کی تقلید سے اسکا انکار کرے گا کہ خوف ہی سوال حکم کی نزدیک آفتاب
 آسمان کی حرکت سے بچتا ہی اور آسمانی حرکت مشرق سے مغرب کو ہے پس یہ محال ہی کہ آفتاب
 سے مشرق کی طرف ہو جواب اس قسم کے ضعیف مسائل فلاسفہ کی چند اصول ضعیف پر ہے
 بن جب اہل حق دار باب تحقیق کی نزدیک وہ اصول کہ جو رجحان الغیب شر کے ہیں ضعیف اور
 بے اصل ہیں تو ان مسائل کا کیا اعتبار ہی جو ادنیٰ ہوئی ہیں انہیں چند پر شک با انکار کرنا محض
 نادانی اور تقلید حکما ہے جسکو اس تحقیق پر مطلع ہونیکا شوق ہو وہ علم کلام کی کتب مطولہ مثل
 شرح مراقف وغیرہ کی دیکھی فصل (وابۃ الارض کی بیان میں) سورج
 آفتاب طلوع ہونے کی دو سر درز یہ عادیہ پیش آوی گا کہ کہ کے شرقی جانب میں جو ایک پہاڑ ہے
 جسکو صفا کہتی ہیں زلزلہ ارتق ہو جاویگا اور ایک جالور کہ جسکی ایسی صورت ہوگی باہر اور بگا مورتہ
 آتا ورت کی سی گردن ویاں گھوڑکی مانند دو م گائیکی طرح تنگ گیند کے مناسبتہ آفتاب کے قطر
 ہونگی اور فصاحت سے کلام کرے گا اور اس سے پہلی اوسکی ٹکلی کا چرچہ کیا میں اور نجد میں

فصل اول در بیان اراضی کے مہین

ہوگا لیکن جلدی سی غائب ہو جاوے گی ابھی طرح سے کریگا اور کسی ایک دابہ میں عصا سے
 موسیٰ اور دوسری میں انگشتی سلیمانی ہو گئے تمام ملک میں پہر لگا کوئی مرد و عورت و چارپا
 اس سے بھاگ کر نہ جاوے گی پس وہ مومن کے ابھی پر اس عصیٰ ہی ایک خط کہنہی لگا کر جس سے
 اور سکا تمام چہرہ نورانی ہو جاوے گی اور کافر و منافق کے ابھی پر اس انگوٹھی سے مہر کر دیا کہ اگر
 تمام منہ سپاہ ہو جاوے گی بعد اسی ہر مومن و کافر ممتاز اور الگ معلوم ہوگا ف دابۃ الارض کا نکلنا
 اور کلام کرنا احادیث و آیات سے ثابت ہی اور یہ نبوت ہی حدیث و انوار کو پہنچ گیا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے **وَإِذَا قُمَ الْقَوْلُ لِيُخْلِّعَ أَمْرُكُمْ** دابۃ الارض تکلم **ان الناس كانوا**
بأبصارهم لا یوفون یعنی جبکہ واقع ہوگا لوگوں پر حکم خدا کا (یعنی قیامت کا وقت قریب پہنچ گیا
 اور کئی کسی ہم زمین سے ایک جائز رکالین گئے کہ کلام کریگا اور کسی کہ لوگ اللہ کے آیات پر نشین نہ
 لاتی تھی اور سلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی
 کہ قیامت کی اول علامات میں سے آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور دابۃ کا چاشت کی وقت لوگوں پر
 ظاہر ہونا ہی احدیث اور دوسرے جاسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب قیامت کی تین علامات پائی جاوے گی کسی کا پہر ایمان لانا کہ اوسنی
 پہلی نیکی تھی اور ایمان نہ لایا نہ تھے نزدیک اور دابۃ میں علامت یہ ہیں آفتاب کا مغرب سے
 طلوع ہونا و جہاں کا ظاہر ہونا دابۃ الارض کا نکلنا۔ مگر دابۃ الارض کی صورت مذکورہ اور اس
 پر عصا کا ثبوت خبر احاد سے ہی پس جب وہ دابۃ انگوٹھی سے مہر اور عصا سے خط کر چکی گا
 تو پہر غائب ہو جاوے گی اور طلوع آفتاب اور خروج دابۃ نئی نظم و صورت میں تئو بر سکا فاصلہ ہوگا یعنی بعد
 طلوع شمس اور بعد نکلنے دابۃ کے سو بر سکی بعد قیامت آجاوے گی **فصل (مہر و انگوٹھی)**
 بعد نکلنے دابۃ کے چند عرصہ کی بعد شام کی طرف سے ایک ٹہنڈی ہو چلی گئے پس کوئی اہل ایمان
 اور اہل غیر زمین پر نہر لگا سب اوس سے مر جاوے گی بہانہ کہ اگر کوئی پہر کے غار میں چھپی گا تو
 وہاں بھی وہ ہوا پہنچی گی اور اوس کو مارگی پس بعد اسی بلاوگ کہ جو نیکی و بھلائی انجامین گئے

فصل
 میں بیان
 میں
 میں

ایک غائب ہو جاوے گی چنانچہ مسلم نے حدیث میں اس کی غفاری رضی اللہ عنہا نے فرمائی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم سے دس علامات قیامت روایت کیں ہیں اور میں نے آخر یہ بھی یاد کیا ہے کہ من العین تطرح النار
 الی محشر ہم کہ ایک آگ میں سے کہ جنوب میں واقع ہے ٹکلی کے دو گونے کو محشر کی طرف کر دو ایک
 بنام ہی کہ ایک کر کے جاوے گی اس کی بعد پانچ چار برس تک پہ لوگوں کو خوب عیش و آرام ملے گا
 اور شیطان آدمی کی صورت میں اگر کہیگا تم کو جی نہیں آتی وہ کہیں گے اب تو کیا کہتا ہے تب
 وہ کہیگا تمہارے عبادت کرو تب لوگ بتوں کے عبادت کر نیکی اس میں ان کو روزی کے
 فراخی اور فراخ دستی حاصل ہوگی جیسا کہ روایت کیا اس کو مسلم نے انصرض جب دنیا پر
 کوئی اللہ اللہ کہنی والا باقی نہ رہے گا جیسا کہ روایت کیا اس کو مسلم نے تب حضور پہنکی گا قیامت
 ہو جاوے گی اس حال لوگ اس وقت عیش و آرام میں ہوں گی کوئی کسی کام میں کوئی کسی میں مصروف
 ہو گا کہ یکایک جمعہ کو کہ روز عاشورا ہو گا علی الصباح لوگوں کی کان میں ایک باریک آواز
 آوے گی لوگ متحیر ہوں گی کہ یہ کیا ہے تب رفتہ رفتہ وہ آواز بلند ہونی جاوے گی یہاں تک کہ اگر کہ
 رعد کی برابر ہوگی اور لوگ ہول کے ماری باہر جا دیں گے اور باہر کی جانور توڑ دیں گے جب اس
 سے زیادہ ہوگی تب لوگ ہرنی شروع ہوگی کہ تفصیل اس کی آتی ہے وہ آنحضرت سے ملو
 تک جو علامات ظاہر ہوگی ان کو صفرے اور امام ہدی سے ہی تفصیل سے ظاہر ہوگی ان کو
 کبرے کہنی ہیں اور ابتدا قیامت کا فتح صوفیہ اور نفع نانی سے لیکر ان کو عالم محشر اور عالم
 آخرت ہی کہنی ہیں تفصیل (بعد ان سب علامات کی صورتیں لکھی گئی ہیں)
 سب سے پہلے عالم فنا ہو جاوے گا (صور ایک چیز ہے یا بگلی کے مانند ہی سب کا سب کو
 منہ سے بجا دیں گی اور اس کی آواز کے شدت سے ہر چیز فنا ہو جاوے گی چنانچہ البوداؤ اور تریزی فی
 روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صور ایک سیٹک سا ہے کہ اس میں ایک
 ایسی جاوے گی جس میں تمام ہے کہ اول صور کے آواز تک شخص کی کان میں پڑے گی کہ وہ اپنی آواز
 کے حوصلہ کو پتا ہوگا کہ سننے سے بیوقوف ہو جاوے گا اور پھر سب آدمی بیوقوف ہو جاوے گی و تمام الناس

نصیب
 صورتیں
 لکھی

منظر کے سامنے بسکری و لکن عذاب اللہ مستلید یعنی دیکھی گئی تو کو کو کو کہہ رہی تھیں
 اور وہ بیہوش نہ ہوئی بلکہ اس کے سخت عذاب میں مبتلا ہو گئی پس مہدم آواز نہ بڑا دہر ہونی لگے
 کہ ابھر جی جانور شہروں میں آدین گئے اور شہروں کے لوگ گھبراہٹ ہی بگل میں جاوے گئے
 کہ قال تبارک و تعالیٰ فَاذًا الْوَحْشُ خَشِيعَةً اور جب وحش میں رول پڑ جاوے گی پس جب عذاب
 چیزیں مر جاوے گی تب آواز نہ بڑا دہر ہوگی سبب سی و رخت اور پہاڑ روٹی کے لگاؤ کی طرح
 اور اس نے پھر سیکے وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ یعنی ہو جاوے گی اور سرور بہار دہنی ہوئے
 آؤں کی مانند پھر جب اور آواز نہ ہوگی تو آسمان کی اسے اور چاند سورج کو گرہ پڑ گئی اور آسمان
 پیٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے گا اور زمین ہی معدوم ہو جاوے گی فَاذًا السَّمَاءُ انشَقَّتْ جس وقت کہ
 آسمان پیٹ جاوے فَاذًا الْاَرْضُ مَطْلُكٌ اور جب زمین کھنچی جاوے اِذَا السَّمَاءُ كُوْدَتْ وَاذًا
 الْجُودُ الْمَكْدُودُ جس وقت سورج لپٹا جاوے اور جس وقت سناری بی نور ہو جاوے فَاذًا الْفُجْرُ
 فِي الصُّبْحِ رَفِيعَةً وَاجْلَةٌ وَجَلَّتْ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ نَدْمًا كَدًا وَاجْلَةٌ قِيَمٌ مَشِيدٌ
 وَقَعَّتْ لَوَائِقُهُ وَالنَّشَقَةُ لِمَسَاكِينِ پس جب پہر نکلا جاوے صومریں ایک ہی دفعہ اور لپٹا
 جاوے زمین اور پہاڑ پس ایک ہی بار نور سے جاوے پس اور سرور ہو جاوے گی اورانی والی مہنی
 قیامت اور پیٹ جاوے گا آسمان ف بعض علماء کہتے ہیں کہ خدا رکلی سی آہلہ چیز ہستے ہیں کہ
 لکن کو خدا ہوگی عرش و کرسی و کلم و بہشت و دوزخ و صور و ارواح لیکن ارواح پر ایک
 قسم کے بیہوشی طاری ہوگی اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ سو اسی ذات باری تعالیٰ کے ہر چیز
 ہوگی اور ان چیزوں پر بھی ملک و دم پہر کے کسی تھا تو کسی تختہ جس بقول اللہ تعالیٰ ہستے
 رہے گا کہ قال تبارک و تعالیٰ وَتَبْقَى وَجْهٌ رَبَّكَ وَالْجِبَالُ الْاَكْوَافُ اورانی سر ہوا ہوگا ایک اللہ بزرگ
 اور جلال والا اور وقت فرماوے گا لَئِنْ الْمَلَائِكَةُ الْيَوْمَ کہ آج کے ملک ہی پھر جب کوئی جواب نہ دے گا
 تو آپ ہی فرماوے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْغَنِيِّ الْمَلِكِ ایک اللہ بزرگ ہی کا ہے ف اہل کتاب کے
 نزدیک ہی اسمعالم کا ہونا اور یہود و باہر ہونا اور یہ ملک ہی حساب لیا جانا ثابت

یہاں تک کہ
 اللہ تعالیٰ کے
 حکم سے
 زمین و آسمان
 کا حساب لیا جائے گا

چنانچہ انجیل کے وہ عبارتیں کہ جنسی ہیہ مصنون ثابت ہی نقل کرتا ہوں مگر حکار کی نزدیک محال
 اور قول اونکا اسپرینی ہے کہ یہ عالم خدا کی بی اختیار اور ارادگی عبادہ ہوا ہی لہذا قدیم ہے
 سو یہ قول اونکا بطل ہی اور دلیل اسکی بطلان کی صدر کتاب میں چھوٹیں ہیں جب یہ بطل ہوگا
 جو اسپرینی ہے وہ ہی بطل اور بنار الفاسد علی الفاسد ہی اور کیوں نہ ہو یہ الہام کیا گناہ کا
 (لہذا اسکی پہر دوسری بار صوبہ سنگینکا اس سی ہر چیز پھر بارہ وجود ہو جاوے گی)
 بعد فتح حضور اول کے جب چالیس برس کی مقدار عرصہ گزر گیا اور اسی مدت پہلور احذیت صرفہ ہو گیا
 گا تو خدا اسپرینل کو زندہ کرے گا سو وہ حضور بجا و نیکی جس سی اول ملاکہ حالان عرش پہر جبریل و
 میکائیل عزرائیل اوٹھیں گے پہر زمین و آسمان چاند و سورج موجود ہوگی پہر ایک ہیہ ہر گیا
 کہ جس سی مثل سبز کے زمین کا ہر شے روح جسم کے ساتھ زندہ ہوگا اور اس دوبارہ پیدا کرے
 شے میں بحث و شر کہتے ہیں اور اسکی ثبوت میں اکثر آیات و احادیث وارد ہیں از انجیل کہ آیات
 میں **اللہ یبدا الخلق ثم یعیده** یعنی اللہ نے اول بار پیدا کیا عالم کو وہ پہر دہرے بار پیدا کرے گا
کما بدانا اول خلق لنعیدہ وعدا علینا انا کنا فی الخلق جس طرح شروع کے ہی ہم ہی پہلے پیدا
 دوبارہ کر نیکی ہم اسکو وعدہ ہی ہمارے دہرے پختیق ہم کرنے والی ہیں **وانا لست اعتد اکتیہ لایوت**
فیہا وارث اللہ یبعث محمد فی القبر اور یہ کہ تحقیق قیامت آنیوالی ہے اور میں نہیں
 ہی اور یہ کہ اوٹھا و گیا اللہ تعالیٰ کو کہ جو قبروں میں ہیں **ونفخ فی الصور فاذا انتم منہا کاجدا**
الی انکم تیکونون اور یہو نکا جاد گیا حضور میں پس اوس وقت لوگ قبروں سی اوٹھکر انسی کے
 طرف جلیں گے مکان شفات انجیل یوحنا باب ۵ میں ہی لوگو نکا دوبار زندہ ہو کر حساب لے کر
 ہونا ثابت ہی (پہرینے دیکھا کہ مردے کیا چوٹی کیا برے خدا کی حضور کہہ رہے ہیں اور کتاب میں کہ
 کہیں اور ایک ہیہ دوسری جہنم کی کہی کہی گئی اور مردوں کی عدالت جس حیوان کن برعین کہہتا اسکی مطابق کرے
 یہاں سے جحشرا الاجساد و حساب سب ثابت ہی اور اسی کتاب کے باب ۲ پہلے آیت میں یوں ہے
 (پہرینے ایک ہی آسمان اور سے زمین کو دیکھا کہو نکا اگلا آسمان اور اگلی زمین جانی رہی اور سب

یہی مطلق زمانہ یا ہستی بھی عالم کا فنا ہونا اور پھر دوبارہ پیدا کیا جانا ثابت ہوا اور اگر کفر سے
 حضرت کی اس بحث سے مراد ہے وہ محال جاتی اور خلاف عقل بیان کرنے سے بھی امتناعی ہے
 جو اس میں اسکا اثبات نازل فرما نہاں کیا فال تھا یا تھا انکس انکس انکس انکس انکس انکس
 فَا تَاَخَلَّفْتُمْ عَنْ قُرْآنٍ ثُمَّ جِئْتُمْ بِظُلْفٍ اِذَا هِيَ لَكُمْ رُكُوعٌ مِّنْ كِبَرٍ شَكَّ هِيَ هِيَ هِيَ
 مٹی سی پھر نطفہ سے پیدا کیا ہے + پس جب کہ ہم نے انکو معدوم محض ہی موجود کر دیا وہ بارہ پیدا
 کرنا ہرگز ہرگز مشکل ہے علیٰ ہذا القیاس اسی حضورؐ کی اویسیت سی آیات میں شب بھر کے
 جائزہ کو کسی عاقل نے کہا یا اور وہ جزو بدن ہو گیا پس جبکہ کہا یا ہے اگر اسکو صحیح اجزاء زندہ کرے
 تو کہا میرا لیکھا صحیح اجزاء محصور ہونا اصل میں جاوید کیا کیونکہ اسکی بعض اجزاء میں یہ بھی داخل تھا اگر
 کہا بیرونی میں اسکو محصور کرینگے تو گو اکل صحیح اجزاء محصور ہوا مگر کمال کا محصور ہونا صحیح اجزاء
 چل ہو گیا حالانکہ تم قائل ہو کہ جو حیوانی کُل اجزاء بدن کو جمع کر کے اس میں روح ڈالیا گی جواب
 کل اجزاء بدن سی مراد چار سی اجزاء اصلہ میں جواول سی آخر تک باقی رہتے ہیں اور یہ کہا یا
 ہو اجزاء ان اس کہا بیرونی کے اجزاء اصلہ میں داخل نہیں ہیں اسکو اپنی اجزاء اصلہ کی تسبیح
 خدا اور اسکو اسکی اجزاء اصلہ کی ساتھ جدا اٹھانے کیلئے شبہ حدیث میں آیا ہی کہ درخت کی
 ڈھنڈھ پھاڑے کے برابر ہوگی اور کئی گز کا ٹوٹا اسکی بدھکا چڑا ہو جاوے گا پس چہنی کا وہ بدن کہ
 دنیا میں ہی اس بذکی جو جنم میں ہوگا غیر پیدا کیونکہ وہ اتنا بڑا نہ تھا پس جب ایک روح دو بدنوں کے
 ساتھ متعلق ہوئے تو تسبیح پا گیا حالانکہ اصل اسلام تسبیح کا انکار کرتے ہیں جواب چہنی کا
 اسی پہلی بدن سے غیر نہیں ہی بلکہ زیادہ عذاب کیلئے امدت تاملے اسی دنیا کے بدن کو اتنا
 بڑا کر دیا کہ دوسرے تسبیح میں بہت شرط ہے کہ دنیا میں دو بدنوں معاً سے باہر اسکی
 روح متعلق ہو دوسری پس یہ شرط بیان فوت ہی کیونکہ ایک بدن دنیا میں اور ایک آخرت
 میں پایا گیا پس اگر ان دونوں بدنوں کو غیر بھی کہیں تب بھی تسبیح ثابت نہیں ہونا +
 شبہ حکمرانی دلیل سی ثابت کیا ہی کہ معدوم چیز کا پھر موجود ہونا محال ہے پس یہ

معدوم ہوئی کیونکہ موجود ہون کے چار باب تک کی دلیل بالکل غلط ہی چنانچہ اس کی غلطی ثابت
 کر گئی ہے جسکو دیکھنا پورہ کتب کلامیہ میں نوکری لی اس معدوم کا یہ موجود ہونا محال ثابت نہواصلاً وہاں
 ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اجزاء و صلیہ کو جمع کر کے پہرہ کی ساتھ روح متعلق کر لیا خواہ اس کے
 تم احاد معدوم کہو یا اسکا کچھ اور نام کہو سو اسکی مخالفت ہو کر کوئی دلیل جن تک کہی تاقیم نہیں کی ہے
 و تفصیل بعثت کی یوں ہی حدیث میں آیا ہے کہ سب ہی المؤمنین اور مہنگا پہر حضرت عیسیٰ پہر اور
 پہر صدیقین پہر شہداء پہر صحابین پہر اور مومنین پہر تھی ہوئی اور اسی اللہ تعالیٰ اذہبنا
 الحسن طان ربنا الغفور شکوہ پہر کفار و شراریہ کہتے ہوئی اور میں کی یاد دیکھا امن بعدنا امن مگر قیامت
 اور ہر جماعت اپنی اپنی مثل کی ساتھ کہی جاوے گی کما قال تعالیٰ اذ الذلّ قسرت رجعت پس تم نکلا
 الگ گردہ ہو گا اور ہر دنگ جدی جماعت ہو گی علی بن ابی القیس بنی قسلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 قیامت کو میں ابوبکرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ اور مہنگا پہر نقیبؓ میں اور نگاہیں وانی لوگ میری ساتھ ہونگی اور
 بعد میرے پاس کہ اور دینہ کی لوگ اور نگاہیں اور شخص جس حال میں ہے اور نگاہیں اور نگاہیں شہید کی زخم
 خون پہنیکا سرخرائی رنگت اور بواہی ہو گی اور جو حج میں مرا لیا کہتا ہوا اور نگاہیں اور سر پہ
 نشے کی حالت میں اور نگاہیں گاہیچین میں رہی کہ بنی صلیہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص پر
 بے غنہ اور نگاہیں گاہیں سب ہی پہلی البرہم کو سفید جنت کا حلہ پہنایا جاوے گا اور نگاہیں بعد محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی پہر کپڑے پہنائی جاوے گی اور نگاہیں بعد اور رسولوں اور انبیاء کو اور نگاہیں بعد انہوں
 پہنائی جاوے گی اور بعض احادیث ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن کپڑوں میں سرور و فن ہو گی اور نہیں
 میں اور نہیں گئے اور بعض ہی یوں ظاہر ہوتا ہے کہ موت کی وقت کی کپڑوں میں اور نہیں اور ممکن ہے
 کہ ہر شخص کی نسبت جدا جدا حکم ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برف پر ہوا ہو کر اور حسین رضی
 حضرت کے نابہ پر ہوا ہو کر اور مومنین جنت کی اور مومنین پر کہ اور نبی زین علابی اور جھار زمرودی ہو
 سوار ہو کر حساب گاہ میں چلین گی اور مومنین فاسق بیاہرہ اور کفار کے گشتی ہوئی چلین گئے بعض
 احادیث میں یوں آیا ہے کہ مومن جب قبر سے اٹھیں گے انکے نہایت حسین آئینے اور سکون نظر آوے گا

معدوم ہونے کی دلیل بالکل غلط ہے

یہ کہیں کہ کوئی نہ ہو وہ کہیں کہ میں تیرا مل نہ سکے ہر دن دنیا میں آنے پر میں سوار ہوتا آؤ اب مجھ پر سوار
 دے دو تم غمناک متعین آؤی اگر تمہیں دے خدا سے اس کی طرف اشارہ ہو گا تو ایک نہایت بڑے فضل
 کو دیکھی گا اور پوچھنا تو یہ منظر کون ہے وہ کہیں کہ تیرا مل نہ ہوں دنیا میں مجھ پر سوار نہ آؤ
 مجھ پر سوار ہوں دُھم مچاؤں آؤ ذرا ہٹم علیٰ غلظۃ عذرا ہٹم سے یہی مراد ہے
 اور اس حال کہیں داسے فرشتے مومن کی لمبی گواہ ہو کر سنا نہ سنا نہ ہو کہ یہی ہر مومن کی کائنات
 و لا تحف و انبشیر بالجنة الحق کنت متوعد اور کا کوئی کہیں ہر مومن کی کائنات
 اور فاسق اندھے ہر کر اور گئے اور دور اور بند کر عبور ت میں ان میں کی سو ذرا ہٹم سے وہ کہے
 انداز میں کہیں کی مال کہا ہوا ان کی منہ سی ماگ کا شعلہ مکتا ہو گا کافال تعالیٰ یا مائیکل
 فی بطونیم ناؤ گاہ منکرین کو چیرتھیں کی مانند باکر ضلالت کی پائون میں روند آئیں گی بغیر
 سوال کر نہو ایک منہ پر گشت نہو گا مسلمانوں کے قتل کر نہو ایک منہ پر رحمت سی اسد کہا
 ہو گا جو دینی بیرون میں انصاف نہیں کرتے ہیں ان کا ایک پہلو شکستہ ہو گا علیٰ ہذا القیاس
 کیا اسکو بدور اسافہ میں جلال سیوطی فی انحصار شخص قبر سے اوپر محشر میں آؤ گا جب
 تمام اہل محشر تنگ ہو چکیں کہ قریب ایک میل کی آفتاب ہی دھوپ کی شدت گرمی کے تیزی ہے
 کوئی سایہ وار چیر نہیں علیٰ ہذا القیاس ان کا لیف ہو گی تب لوگ کہیں کے حضرت آدم کے پہنچ
 کہ وہ الہیہ میں شاید ان کی شفاعت سے حساب شروع ہو دی سو اونکی پاس آؤنگی وہ کہیں
 آؤ خداوند کا نہایت غضب و خفا ہے کہ کہیں ایسا ہوا نہا میں دُور آہوں کہ جس سے یہ چہرہ
 میٹھی کو تو ہے پھر ہی جگم کہیں کو گھبرن کہا یا ہاتھ نوح کے پاس جاؤ تب انکی پاس آؤنگی
 وہ بھی اس طرح عذر کر سینگے اس طرح پھر اس پر علیہ السلام کے پاس پھر پھر ہی علیہ السلام کے
 پاس آؤنگی اس طرح عذر کر سکی حضرت عیسیٰ کہیں گے تم قائم نہیں امام الرسل محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ وہ شفاعت کر سینگے تب آپ کی پاس آؤ کہیں گے آپ کی خدا ہے
 اگلی پہلی سب گناہ معاف کر دیے اور انکو قائم نہیں کیا اور درجہ شفاعت آپ کو دیا آپ بار

شفاعت کجی حضرت فراونگی ان میں کرنا گناہت حضرت سجدہ میں گرنگی اور دیکھ نہایت نثار
 صفت کرنگی بہر حکم ہوگا اسی محمد سراد ہما جو ناگہنگی گناہت کفر قبول ہوگی اور براق چکر
 لیکر کی پاس آونگی آب اور سپر چکر تو سامنے جاونگی اور ایک جگہ مقام محمودی وہاں جا کر حد نہا
 کرنگی ایسی سب لوگ دیکھیں گے اور شمار و صفت حضرت کی کرنگی بہر حضرت سچی تشریف لادیں گی
 لوگ پوچھیں گے کیا حکم ہوا حضرت فراونگی اللہ تعالیٰ اب زمین پر تجلی فرماتا ہی اور ایک سے
 حساب لیکر لوکی جزا و سزا کو پہنچاتا ہی اسی سہ حصہ میں ایک نور عظیم آواز ہولناکی کی مانند آتا
 ہوا معلوم ہوگا لوگ کہیں گے کیا اسی میں تجلی خدا ہے ملاک تسبیح و تہلیل بیان کر کے کہیں گے
 ہم آسمان کے فرشتے ہیں تب وہ زمین کے کناری صفت باند کر کھڑے ہو جائیں گی بعد ازاں
 اس طرح ایک نور عظیم اترنا ہوا نظر آوی گا اور اس طرح لوگ پوچھیں گی اور اس طرح ملاک کہیں گے
 کہ ہم دوسرے آسمان کی ملاک ہیں پھر وہ بھی صفت باند کر کھڑے ہو جائیں گی اس طرح ساتوں آسمان
 ملاک اترنے لگی اور لوگوں کی گرد اگر صفت باند کر کھڑے ہوئی پھر اس فرشتہ کو حکم ہوگا کہ صور میں آواز
 کرینگے اذکی صور بجائیں سواری موسیٰ کے سب بیہوش ہو جائیں گے پھر خدا کا عرش یعنی تخت
 اترے گا کہ آئندہ فرشتے اسی اوٹھاونگی اور اوپر تجلی خداوند تعالیٰ کے ہو گے تجلی یوں کہا کہ
 مکان اور جسم سے پاک ہی پھر اس فرشتہ کو حکم ہوگا کہ صور بجای تب سب بیہوش آجادیں گے
 پھر درخ و جنت تخت کے دائیں بائیں طرف لائی جاوے گی اور سب چپ و ہولناک ہوں گے
 اور حساب شروع ہوگا کہ جسکی تفصیل آگے آئے ہے اور یہ مضمون قرآن وحدیث میں بکثرت
 ہی لہذا اختصار کے لئے آیت اور حدیث کو نقل کیا (بہرنگی و بدنگی حساب ہوگا
 مومن کو نامہ اعمال انہی طرفی اور کافر کو بائیں طرفی مایا جاوے گا)
 قال تعالیٰ وکل انسان ازمنا مطاۃ فی عنقہ وخرجہ لہ یوم القیامۃ کتبتا
 بیلقہ من شوق رکاۃ اور ہر آدمی کی گردن میں مہنی اور کما علمنا منہ باندہ دیا ہی اور قیامت
 کو ہم اسکی لٹی اور کما کتب بنا کر نکالیں گے کہ وہ آدمی اوس کتاب کو کھلا ہوا دیکھے گا اور کہے گا

اس طرح ملاک کہیں گے
 کہ ہم دوسرے آسمان کی ملاک ہیں
 پھر وہ بھی صفت باند کر کھڑے ہو جائیں گی
 اس طرح ساتوں آسمان
 ملاک اترنے لگی اور لوگوں کی گرد اگر
 صفت باند کر کھڑے ہوئی پھر اس فرشتہ کو حکم ہوگا کہ صور میں آواز
 کرینگے اذکی صور بجائیں سواری موسیٰ کے سب بیہوش ہو جائیں گے
 پھر خدا کا عرش یعنی تخت اترے گا کہ آئندہ فرشتے اسی اوٹھاونگی اور اوپر تجلی خداوند تعالیٰ کے ہو گے تجلی یوں کہا کہ مکان اور جسم سے پاک ہی پھر اس فرشتہ کو حکم ہوگا کہ صور بجای تب سب بیہوش آجادیں گے پھر درخ و جنت تخت کے دائیں بائیں طرف لائی جاوے گی اور سب چپ و ہولناک ہوں گے اور حساب شروع ہوگا کہ جسکی تفصیل آگے آئے ہے اور یہ مضمون قرآن وحدیث میں بکثرت ہی لہذا اختصار کے لئے آیت اور حدیث کو نقل کیا (بہرنگی و بدنگی حساب ہوگا مومن کو نامہ اعمال انہی طرفی اور کافر کو بائیں طرفی مایا جاوے گا) قال تعالیٰ وکل انسان ازمنا مطاۃ فی عنقہ وخرجہ لہ یوم القیامۃ کتبتا بیلقہ من شوق رکاۃ اور ہر آدمی کی گردن میں مہنی اور کما علمنا منہ باندہ دیا ہی اور قیامت کو ہم اسکی لٹی اور کما کتب بنا کر نکالیں گے کہ وہ آدمی اوس کتاب کو کھلا ہوا دیکھے گا اور کہے گا

كَيْفَ بَخِّلَكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَبِيبًا حَكَمَ ہر گز در اپنی کتاب کہ اپنی حساب کی لمبی آج تیری کتاب میں نہ
 ہنر کا بکر قائم امن آؤنی کشتہ بقیہ کشتہ کشتہ کشتہ کشتہ کشتہ کشتہ کشتہ کشتہ کشتہ کشتہ کشتہ
 اِلٰی اَہْلِہِ مَسْرُورًاہَ وَ اَمَّا مَن آؤنی کشتہ و رَاَ ظَہِرَہِمْ خَیْرًا کَیْثًا مَّا یُؤْتٰہُ
 سَعِیْدًا ہر جس شخص کو نہ رسول و اپنی اہل کی طرف سے لاپس ہلاؤں کا حساب آسان
 کیا جاوے گا اور نہ اپنی گہراؤں کی طرف جنت میں خوش ہو کر آوے گا اور جس کو نامہ اعمال اور کسی بیٹیہ
 پیچھے ہی لاپس جگہ ملے گی گاموت اور دھنل ہو گا آگ میں ۔ حدیث میں آیا ہے کہ مومن سی اہل
 حساب سیر ہو گا اور کا ذکر ہو گا اگر گناہ چنانچہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں بند کو اپنی ذریعہ ہلا کر اور سب اہل محشر
 جہاں کر تہ سے یوں فرماوے گا کہ فلاں فلاں گناہ کرنے کیا ہے اہلین وہ کہیں گان یا رب یہاں
 کہ بند ہی اذکار کر رہا تھا اور بندہ اس وقت اپنی دل میں خیال کر رہا کہ آج میں ہلاک ہوا پس اس سفر پر
 کہ میں جہنم دنیا میں تیرا پردہ فاش کیا اس طرح اب بھی تجھ کو بخش دے گا اور اس کی شکر ہو کہ
 کتاب دیوے گا اور منافق اور کافر کو سب خلق کے دہرہ ہلا کر رو کر رہا تھا اور ایک شخص بکا کر رہا ہلندہ
 کہ بیٹا ایں لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور اس کو جہنم میں پھانسی مار دی ۔ امام احمد نے ابی ہریرہ
 سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بنا کر اپنی پاس
 ہلا کر کہیں گے اپنی اعمال کے کتاب کو پڑھے جس میں وہ کہیں گے تو خوش ہو گا اور فرماوے گا کہ یہ نیکی میں قبول
 کے پہرہ ہے چھ سی میں گر رہا تھا اور جب گناہ دیکھی گا تو غمگین ہو گا اور ڈری گا اور فرماوے گا کہ میں
 یہ نیرنگناہ بخش دے اور پھر سچے میں گر رہا تھا پس لوگ فقط اس کو سجدہ کرنے ہی دیکھیں گے اور یہ نہ جانے
 کہ اسی کو گناہ نہیں کیا اور یہ خبر نہ ہو گے کہ اس میں اور اللہ میں کیا معاملہ گذرا ہے اس میں یہ جہاں
 سیر ہے ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ حَادِثِ
 حَسْبًا بَايَسَ قَرَابَہِمْ جَبَ فَاخْرَجَہُ یَوْمَیْ تَوْبَتِہِ یَوْمَیْ یُؤْتٰہُ حَسْبًا بَايَسَ قَرَابَہِمْ جَبَ فَاخْرَجَہُ
 کہ اللہ تعالیٰ نامہ اعمال دیکھ کر بخند ہو کر اسے اور جس سے حساب میں سختی ہوئی تو پھر آگیا ۔ حدیث

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اول اللہ تعالیٰ جانوروں میں فیصلہ کرے گی پس سبک دہانی میں
 والیکہ راہی ہو ہی اوسکو اوسطر حسی نازک پاس اودن سب کو حکم ہوگا خاک ہو جاوے گی پس اس وقت کا فر
 حسس کہیگا نذیکتہ کنت تریگا اسی کاش میں ہی آج خاک ہو کر نجات پانا بعد اسکی بندوبست
 فیصلہ کرے گی پس ایک فرشتہ آوے گا کہ کسکس جسکے پوتختا تہا وہ اسکی پاس جاوے پس سب
 اورتہاں اورچہ ہندی پوجنی والو کو اکی معبودی نہایت شریک و معبودانیا اور اولیا اور ملاک نہوں دفع
 میں ڈال دیا جاوے گا روایت کیا اسکو بخاری اوسلم نے پس اسکی بعد انبیاء میں اور انکی امتوں میں فیصلہ ہوگا
 صحیح بخاری میں ہی کہ اللہ تعالیٰ کو پوچھا کہ تھی اپنی ہست کو سب سے حکام پہنچائی تھی وہ یہی ان اس
 میں پہنچا چکا ہوں پہراونکی ہست سی پوچھیں کہ نوح فی ملک پہرا حکام پہنچائی تھی وہ اسکی کریم پہرا
 گواہ طلب ہوگی نوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی ہست کو گواہ قرار دیں گی پس تم لوگ نوح کی گواہی دو گی کہ ان
 نے حکام پہنچائی تھی پہر حضرت نبی میرا ہست پر وکذلک جملہ انہما و سبطا لکونوا شہدا علی
 الناس وکذلک انزل الوہ علیکم نیکس جب کفار اور مشرکین سی حساب لیکر اودن کو دوزخ میں ڈال دیا جاوے
 تو پہر سلازن سی حساب ہوگا اول فرائض سی سوال ہوگا اور فرائض میں جسکے پہلی نماز کا حساب ہوگا
 پس اگر نماز مقبول ہوگی تو اور احوال کو بھی پچھا جاوے گا علی ذوالعیناس پہر بندوبستی اسکی حقوق کا فیصلہ
 انہیں جسکے پہلی خوریزیر کا حساب ہوگا غافل کو جنہم میں اخل کیا جاوے گا یہاں تک کہ اگر کسی نے دودہ میں پلٹا کر
 بیجا ہوتا تو حکم ہوگا کہ انگہ کری پس جس شخص نے سیکر اہنبا اور سکا مال بیا ہنبا گالی دی تھی یا اسکی آبروریزی
 تھی تو مجرم سی مقدار جو اسکی نیکیاں لیکر مظلوم کو دیا وے گی اور اگر مجرم کی پاس کوئی نیکی نہ ہوگی تو مظلوم
 کی مددیان اوسیدہ راہ پشردا بجاوے گی اور اسکو عذاب کیا جاوے گا جی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہے کہ کسی کا
 سر لیکر نہ مارا کریم آخرت میں روپیہ نہیں ہی پس اگر نیکیاں نہ ہوگی تو نیکیاں عرض میں دے گا جی
 ورنہ اسکی گناہ تجھے دے گا وے گی حدیث میں آیا ہے کہ مظلوم شخص ہی کہ باوجود نماز و روزہ و عقیقہ
 کے اوسنی سیکر گالی دی ہوگی اور سیکر ناحق قتل کیا ہوگا اور سیکر مال چھینا ہوگا اور سیکر ناحق سزا
 پس ہر ایک مظلوم کو اسکی نیکیاں دیا جاوے گی اور جب نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اور پشردا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اول اللہ تعالیٰ جانوروں میں فیصلہ کرے گی پس سبک دہانی میں
 والیکہ راہی ہو ہی اوسکو اوسطر حسی نازک پاس اودن سب کو حکم ہوگا خاک ہو جاوے گی پس اس وقت کا فر
 حسس کہیگا نذیکتہ کنت تریگا اسی کاش میں ہی آج خاک ہو کر نجات پانا بعد اسکی بندوبست
 فیصلہ کرے گی پس ایک فرشتہ آوے گا کہ کسکس جسکے پوتختا تہا وہ اسکی پاس جاوے پس سب
 اورتہاں اورچہ ہندی پوجنی والو کو اکی معبودی نہایت شریک و معبودانیا اور اولیا اور ملاک نہوں دفع
 میں ڈال دیا جاوے گا روایت کیا اسکو بخاری اوسلم نے پس اسکی بعد انبیاء میں اور انکی امتوں میں فیصلہ ہوگا
 صحیح بخاری میں ہی کہ اللہ تعالیٰ کو پوچھا کہ تھی اپنی ہست کو سب سے حکام پہنچائی تھی وہ یہی ان اس
 میں پہنچا چکا ہوں پہراونکی ہست سی پوچھیں کہ نوح فی ملک پہرا حکام پہنچائی تھی وہ اسکی کریم پہرا
 گواہ طلب ہوگی نوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی ہست کو گواہ قرار دیں گی پس تم لوگ نوح کی گواہی دو گی کہ ان
 نے حکام پہنچائی تھی پہر حضرت نبی میرا ہست پر وکذلک جملہ انہما و سبطا لکونوا شہدا علی
 الناس وکذلک انزل الوہ علیکم نیکس جب کفار اور مشرکین سی حساب لیکر اودن کو دوزخ میں ڈال دیا جاوے
 تو پہر سلازن سی حساب ہوگا اول فرائض سی سوال ہوگا اور فرائض میں جسکے پہلی نماز کا حساب ہوگا
 پس اگر نماز مقبول ہوگی تو اور احوال کو بھی پچھا جاوے گا علی ذوالعیناس پہر بندوبستی اسکی حقوق کا فیصلہ
 انہیں جسکے پہلی خوریزیر کا حساب ہوگا غافل کو جنہم میں اخل کیا جاوے گا یہاں تک کہ اگر کسی نے دودہ میں پلٹا کر
 بیجا ہوتا تو حکم ہوگا کہ انگہ کری پس جس شخص نے سیکر اہنبا اور سکا مال بیا ہنبا گالی دی تھی یا اسکی آبروریزی
 تھی تو مجرم سی مقدار جو اسکی نیکیاں لیکر مظلوم کو دیا وے گی اور اگر مجرم کی پاس کوئی نیکی نہ ہوگی تو مظلوم
 کی مددیان اوسیدہ راہ پشردا بجاوے گی اور اسکو عذاب کیا جاوے گا جی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہے کہ کسی کا
 سر لیکر نہ مارا کریم آخرت میں روپیہ نہیں ہی پس اگر نیکیاں نہ ہوگی تو نیکیاں عرض میں دے گا جی
 ورنہ اسکی گناہ تجھے دے گا وے گی حدیث میں آیا ہے کہ مظلوم شخص ہی کہ باوجود نماز و روزہ و عقیقہ
 کے اوسنی سیکر گالی دی ہوگی اور سیکر ناحق قتل کیا ہوگا اور سیکر مال چھینا ہوگا اور سیکر ناحق سزا

[illegible]

ذکر آنکه ای انشا الله تعالی قال تعالی وَالْوَدُنُ لِلَّهِ وَالْصُّلُوبُ لِلْكَافِرِینَ قیامت کو اعمال کا نفاذ ہے
 وَتَصْعَقُ الْكُوفَرُ الْقِسْطَ لِيُعْوَظَ الْقِيَامَةِ فَلَا تَنْظُمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَدَانِ كَانَتْ
 مُنْقَالَ حَبْتَةٍ مِنْ خَزَائِنِهَا وَكَفَى بِنُحْلِهَا سَيِّئًا وَرَكِبِينَ لِكِي هَمَّ تَرَوْنَهُ عَدْلُ كِي قِيَامَتْ
 كے دن پس نہ ظلم کیا جاوے گا کسی پر کچھ اور اگر آدمی کا عمل سُکائی ذرا نیکی کی برابر ہوگا تو ہم او کو
 لادیں گی اور کفایت میں ہم حساب میں دے گا مَتَامَن تَقَلَّتْ مُوَاذِنَةُ فِي عَيْشَتِهِ تَرَاهُ حَيًّا
 وَآمَنًا مَن حَصَتْ مُوَاذِنَةُ فَامَتْ هَا وَكَيْفَ بَسْ حَسْبُ خَشْصٍ كِي بھار ہوگی توں پس وہ چلی
 عیش میں ہی اور جو کوئی کہ ملے ہوگی او کی توں تو اس کی جگہ ہاویں ہم ہے۔ احادیث صحیحہ میں
 کیے ہیں بکثرت میں۔ پس وارض من اول نازک و زن ہوگا اگر کسی کو توں پس ہی ہوگا کیا ہوگی
 علی ہذا القیاس کو روزہ وغیرہ وارض من اول نازک و زن ہوگا اگر وہ ان کی ہوگی تو صدقہ فقیہی ہی او کو سزاوار
 اور دوزخ و فرض کو روزہ فقیہی ہی پورا کرے گی **ف** مستخرج من آیات و احادیث میں میزان کا ذکر ہے
 او کی تاویل کر کے میزان کا انکار کرتے ہیں اور یہ دلیل عقلی لاتی ہیں کہ اعمال اعراض میں اگر ان کا
 اعداد ممکن نہ ہو تو ہر ذرا کا وزن ناممکن ہے اور دوسری استدلال کو اعمال معلوم ہیں پہلے ان کا وزن عین
 جواب ہے کہ ہم پہلے ہی نے یہ ظاہر ہی کہ دنیا کی میزان ان کی مانند نہیں ہے جب کہ سنا کی
 موازن کی مانند نہیں تو اس وجہ اعراض کا وزن کیا محال ہی ان اس قسم کی ترازو میں ہر ذرا
 ہی اور سنا کی ہم نہیں قائل نہیں پس ان اعراض کا استدلال قیامت میں انوس ہی تو کو کھانا ان ذرا کر
 او کہا ہوگا دوسرے اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ وہ اسی قسم کی ترازو ہی تو اعمال عالم مثال میں کی صورت
 پڑتے ہیں جس کا پہلی ہم اس کا ثبوت کر چکی ہیں اور یہی احادیث صحیحہ کی صورت پر ان کا ثبوت ہے
 پس ان کا اس عالم مثال کے صورت میں وزن کرنا ممکن ہی پس قیامت میں استدلال کو او کے
 صورت مثالی میں ظاہر کر کے وزن کر دیا ہوگا اور اگر یہ تسلیم کر لو احادیث میں آیا ہی کہ ان
 اعمال تو لیا ہوگی اور حجت ہوگا جواب یہ ہے کہ وزن کر نہیں صدقہ اصحاب اور حکمت میں
 اگر ہم اس پر مطلع نہ ہو تو کچھ براہ نہیں ظاہر حکمت ہی معلوم ہوتی ہی کہ نہ دیکھنا ہی شکی رہے گا ان ذرا

اور یہی دلیل عقلی ہے کہ دنیا کی میزان ان کی مانند نہیں ہے جب کہ سنا کی موازن کی مانند نہیں تو اس وجہ اعراض کا وزن کیا محال ہی ان اس قسم کی ترازو میں ہر ذرا ہی اور سنا کی ہم نہیں قائل نہیں پس ان اعراض کا استدلال قیامت میں انوس ہی تو کو کھانا ان ذرا کر او کہا ہوگا دوسرے اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ وہ اسی قسم کی ترازو ہی تو اعمال عالم مثال میں کی صورت پڑتے ہیں جس کا پہلی ہم اس کا ثبوت کر چکی ہیں اور یہی احادیث صحیحہ کی صورت پر ان کا ثبوت ہے پس ان کا اس عالم مثال کے صورت میں وزن کرنا ممکن ہی پس قیامت میں استدلال کو او کے صورت مثالی میں ظاہر کر کے وزن کر دیا ہوگا اور اگر یہ تسلیم کر لو احادیث میں آیا ہی کہ ان اعمال تو لیا ہوگی اور حجت ہوگا جواب یہ ہے کہ وزن کر نہیں صدقہ اصحاب اور حکمت میں اگر ہم اس پر مطلع نہ ہو تو کچھ براہ نہیں ظاہر حکمت ہی معلوم ہوتی ہی کہ نہ دیکھنا ہی شکی رہے گا ان ذرا

ہر ذرا کا وزن ناممکن ہے اور دوسری استدلال کو اعمال معلوم ہیں پہلے ان کا وزن عین جواب ہے کہ ہم پہلے ہی نے یہ ظاہر ہی کہ دنیا کی میزان ان کی مانند نہیں ہے جب کہ سنا کی موازن کی مانند نہیں تو اس وجہ اعراض کا وزن کیا محال ہی ان اس قسم کی ترازو میں ہر ذرا ہی اور سنا کی ہم نہیں قائل نہیں پس ان اعراض کا استدلال قیامت میں انوس ہی تو کو کھانا ان ذرا کر او کہا ہوگا دوسرے اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ وہ اسی قسم کی ترازو ہی تو اعمال عالم مثال میں کی صورت پڑتے ہیں جس کا پہلی ہم اس کا ثبوت کر چکی ہیں اور یہی احادیث صحیحہ کی صورت پر ان کا ثبوت ہے پس ان کا اس عالم مثال کے صورت میں وزن کرنا ممکن ہی پس قیامت میں استدلال کو او کے صورت مثالی میں ظاہر کر کے وزن کر دیا ہوگا اور اگر یہ تسلیم کر لو احادیث میں آیا ہی کہ ان اعمال تو لیا ہوگی اور حجت ہوگا جواب یہ ہے کہ وزن کر نہیں صدقہ اصحاب اور حکمت میں اگر ہم اس پر مطلع نہ ہو تو کچھ براہ نہیں ظاہر حکمت ہی معلوم ہوتی ہی کہ نہ دیکھنا ہی شکی رہے گا ان ذرا

معلوم ہو چکا کہ اگر عالم کھینچے تو اللہ تعالیٰ خدا و شہناجہ اسرار الہیہ کے نسبتاً اولیٰ جہاں کے کائناتوں میں
 الہیہ جہاں کے قائل ہیں کہ جو حیران آتی دنیا کی جسم کے ساتھ زندہ ہو کر خیر میں آدھ گھا گیا کہ بیان میں اس
 طرح ہوتا ہے کہ لاکھ بیہ زمین بجایا ہل جہاں خدا اس قدر ہی وسیع نہیں کہ سپر ہزار برس کے کل زمانہ کی کچھ بلی
 آباد میں پس یہ ہزار برس کے کل زمانہ اور حیران ہو کر لاکھ لاکھ کی صف ہونگی اور سخت مسئلہ ہیں اس
 طرح آدھ جواب یوم تبدل کل کونین و کونین لا یخلفونہم فی اللہ جہاں کے لاکھ بیہ زمین کے لاکھ بیہ زمین
 اور آسمان اور آسمان ہی پس اس قدر کائنات کے رد اس میں دنیا کو دیکھا اور وہی نہایت وسیع میں
 کہ جو سپر ہزار برس پیدار کیا گیا ایک کونین اور وسیع فضا بنا دیکھا کہ جس میں سب لکھن اور خیر اور لاکھ اور
 اور درخ اور عرض مسئلہ ہیں آباد کیا شہناجہ ثابت کا وہ جیہ کہ قرآن میں آیا ہی پچاس ہزار برس کا
 ہو گا جواب جب شہناجہ ہو گا کہ اس جہاں قدسی اس زمین کو خود رکھ کر لگا کہ نام اہل محشر ہیں
 آباد ہو گی پس انکی فضا کی موافق آفتاب ہی بڑی زمین جو وہ نام لگا کر لکھ جہاں سب سے زمین کی
 افق وسیع ہو گا اور بقدر قوس تھا کہ جو آفتاب ہی پیدا ہوئے وسیع ہو جائیگی یہاں تک کہ وہ درجہ پچاس
 برس کا ہر لکھ کا قال تعالیٰ کان مقداً حسیۃً لکھ بیہ کہ وہ دن پچاس ہزار برس کی برابر ہو گا
 اور اس کی درجہ زمین صد لکھ زمین ہو گی امام مسلم نے مقدار زمین کی ثابت کیا ہی کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہی کہ قیامت کو ایک میل کی فاصلی پر آفتاب ہو جاوے گا ہر شخص کو اس کی اعمال کی موافق پسینہ
 اور لکھ کی کھنٹی کے نیچے ایک لکھ کی نان لکھ کی کی ٹنٹیک ہو گا شہناجہ ایک میل کی فاصلی پر آفتاب
 اہل ہیئت کی نزدیک محال ہی جواب اہل ہیئت کا ایک امام فہیم غور میں ہی لکھ بیہ
 آفتاب بغیر کسی کو چوتھی آسمان میں ہو اور اس کی گردش سی بھری آپ ہی مادر گردش کرتا
 اور اس کا مدار اس کے گرد کہ جو حکیم علیہ السلام اس فن کا چوتھی آسمان میں ثابت کرتا ہے
 نہایت جلد ہی کہ وہ ہندی اس سے بھی زیادہ ہی کہ جہاں سے اب آفتاب جلد ہی پس جہاں فہیم
 امام ہیئت کی نزدیک نہ ہندی اس کی تھاکر ممکن کیا کہ واقع ہی اس طرح قیامت کے روز اس کی مدار
 اس قدر ہی کہ جہاں فہیم فہیم محال ہی (اللہ علی کل شیء شہید) شہناجہ اور یہاں شہناجہ

ازینکے پیچھے یعنی میں کہ موافق اعمال کی وہاں گرے ہوگی اور موافق کرے کے پسینا ہوگا جسطرح کہ احاطہ از
 ہوتا ہی ہے بعض کو اپنی اعمال کی شامت سے سبب گرمی کی ہفتہ پینا ہوگا اگر سبکو جمع کرنے کو کسی
 شخصے یا زانو یا ناف تک آتا یہ یعنی کہ اس وقت یعنی کو وہ قدر اور ہر اور ہر ہر ایک کا جمع کرے گی
 سو کہ وہ کسی زانو تک کسی ناف تک کسی سینه تک آوے گا اور وہ گرے سے بے خبر نہ رہے گا پانی نہ پانی کی ہر جا
 سوا و س اور زیادہ تکلیف ہو پس یہ بھی ممکن ہی لیکن بظاہر یہ شبہ ہر ہر ایک کو محشر میں نیک بد
 سبھی ہوگی پس جب ایک میل کی فاصلی پر آتا ہے لہذا پرچاس ہزار پر کا ایک ن ہو اور جسطرح آقا
 گری اور زخمی دراز کہ ایک کو بیان سے معلوم ہوگی جسطرح وہاں ہی سب کے برابر معلوم ہوگا
 پس نیک بندہ کا ناحق میں گرفتار نہ لگا کر اللہ عز و جل کی خلاف ہی اسکا جواب یہ کہ نہایت نیکو
 وہ پچاس ہزار برسی درازی ایک صلوتہ مکتہ یہ کہ ہر وقت کے برابر معلوم ہوگا اور اللہ تعالیٰ وہاں اور کھوٹا
 سارے ہوگا چنانچہ ہفتی نے کتاب لہذا میں درایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش اس
 پچاس ہزار برسی دراز کو چھی اپنی فرمایا چھی قسم ہی اوکی کہ جسکی قبضہ میں میرے جان ہی وہ دراز
 پر نہایت کم کیا جاوے گا نہایت کم کہ فرضی نماز کے وقت ہی یہی کم معلوم ہوگا اتنی ہی کم ہر ایک کی یا تو
 وجہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ہر من ہی بہت جلد حساب یہ لیکر اوکو جنت میں داخل کرے گا اور یہ وجہ کہ من
 کو وہاں جنت کی میرے غیرہ چیزوں کی لاشخص ہی سبب ہند کی وہ دراز وقت نہایت کم معلوم ہوگا جیسا
 کہ احاطہ میں عاشق کو شب وصل ایک راحت کی برابر معلوم ہوتی ہے اور یہاں پر ات نہایت پہا
 ہو جائے ہی یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ من کو کسی ایسی جگہ میں لے کر آئے گا کہ جتنا بعد دراز کی ان جگہ
 دراز تمام ہو جاوے گا اور گری ہی نہ معلوم ہوگا اور اوکی مدار کی بھی ہوگی اور نہایت درازی ہوگے
 اور وہ ہر ہی شدت ہی ہوگا احاطہ میں جو لوگ جبکہ خطہ ہندو ہی ہی ہو من ان کی ان دراز
 کم ہوتا ہی اور کس کی ہی اور آقا کے بعد ان ہی وہ ہر ہی کم ہوتی ہی چنانچہ ظہیر اول میں کہ جو آقا
 کے فریب ہی جو دن تیرہ جو گھنٹی کا تخمینہ ہی سو ہی دن اعلیٰ مقیم میں کہ جو آقا کی مدار ہی نہایت
 دوری تخمینا ایک ہفتہ ہی چنانچہ ظہیر میں کی جانی دے ہر یہ بات ظاہر ہی اور حدیث میں ہی آیا

جواب

کہ احاطہ میں عاشق کو شب وصل ایک راحت کی برابر معلوم ہوتی ہے اور یہاں پر ات نہایت پہا
 ہو جائے ہی یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ من کو کسی ایسی جگہ میں لے کر آئے گا کہ جتنا بعد دراز کی ان جگہ
 دراز تمام ہو جاوے گا اور گری ہی نہ معلوم ہوگا اور اوکی مدار کی بھی ہوگی اور نہایت درازی ہوگے
 اور وہ ہر ہی شدت ہی ہوگا احاطہ میں جو لوگ جبکہ خطہ ہندو ہی ہی ہو من ان کی ان دراز
 کم ہوتا ہی اور کس کی ہی اور آقا کے بعد ان ہی وہ ہر ہی کم ہوتی ہی چنانچہ ظہیر اول میں کہ جو آقا
 کے فریب ہی جو دن تیرہ جو گھنٹی کا تخمینہ ہی سو ہی دن اعلیٰ مقیم میں کہ جو آقا کی مدار ہی نہایت
 دوری تخمینا ایک ہفتہ ہی چنانچہ ظہیر میں کی جانی دے ہر یہ بات ظاہر ہی اور حدیث میں ہی آیا

جواب

کہا و نیز اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ پروردگار کو دیکھا سوال حکماء کی رو بہ جواب تو محمد و جہات فلک الافلاک
 ہی تھے اس کی اور کوئی چیز نہیں اور زیادہ فضا انہی ان محال ہے جواب ہم حکماء کی قصص نہیں
 کہ کیا علاج کریں کہ انہوں نے اللہ کو عاجز اور بقدرت سمجھا کہ انہی جسطرح گولہ کے اندر کے جانور اور گولہ
 کو محدود جہات جانتی ہیں اور سب خدا کا زخانی زمین جاتی ہیں اور اس کی ماہر کوئی چیز نہیں سمجھتو
 اس طرح حکماء کا حال ہی یہ ہے جیسا کہ اپنی بارگاہ اور افتداسی سپہ عالم بنایا ہی اور کو چہ زمین کیسے خدا
 زمین اس کی نزدیک نہیں ہی کسی کڑوڑوں فلک الافلاک اور کرات بنائی کیا محال ہیں دربار ہیں
 درسی ہیں اگر وہ چاہی تو اوتی ہی اپنی بڑے گری اور فضا میں بنادوی کیا اب ہم کم زور ہو گیا
 پس ان آسمانی تھا کہ جس سی یہ ایک ہی کردہ بنا سکتا ہے عن ذلک علو کثیر الیاب کہ تو نہ دیکھا
 بار اللہ نہیں ہی حکماء کی جسطرح اور پست ہی غلطیوں میں الکت یہ ہے اور وجہ غلطی کی یہ ہے کہ
 انہوں نے چند زمین اپنی ان مقرر کر کہ نہیں زمین سوانی جو لازم آتا تھا خواہ سمجھ ہو خواہ ایسا ہی سلطان
 ہو کہ عامی لوگ ہی اس پر نہیں ہوں اور کو درست جانتی ہی سوال اصول فائدہ کا یہ غور ہی اور
 اصول شریعت سے علم دینی او کہا دینی میں خسر شوق ہو در علم کلام کی غلطیوں کو دیکھی ف
 بعض شخصوں کو اللہ تعالیٰ حساب بہت میں داخل کر گیا جتنا صحیح نہیں ہی کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہی کہ مجھی ایک بٹا انہو کہ جسی زمین کی کناری ہیر کو کہلائی یا اور کہا کہ یہ تیری امت ہے
 زمین نبی شہزاد عیسا بہت میں جاوگی ترندی اور زبور داؤنی ابی امامہ رضی اللہ عنہوں نے صلی
 اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ اللہ تعالیٰ یہ حدہ کیا ہی کہ شہزاد آدمی تیری امت میں ہی جاتا
 بہت میں داخل کر دینا کہ وہ شہزاد کے ساتھ شہزاد اور شہزادہ اور زمین حیات اللہ خلیات کے (مختر
 میں مومنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کا پانی پیوگی) قیامت کے ہر نبی
 نے ایک حوض ہو گا اور ہر ایک نبی کی امت کے جد ہی جگہ علامت ہوگی ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم کے حوض کا نام کو شری ہوئے حوض نبی بڑا ہی اور حوض کی جانی ہی حضرت کی امت کے حوض
 نہایت روشن ہو کر یہ علامت پکی بہت کی ہوگی پس جب لوگ قبروں ہی اوٹھائی جائیں گے تو

جواب

[illegible]

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔

فرمایا ہے کہ دو چیزوں کی پاس سی کوئی جنتی گزر گیا پس زمین اوس سی کو بیگا اسی خلیان کیا تم اب بھی
 نہیں پہنچتی میں وہ ہوں کہ جنتی تلو کو کیا رہا پانی پلایا تھا اور بعض بیگیا میں وہ ہوں کہ جنتی تلو کو وضو کا
 پانی دیا تھا پس وہ او کی شفاعت کر کے جنت میں آیا و بیگا بعض احادیث سی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان
 کے چوٹی کے کو جو بوجھ سے پہلے مر گئی ہیں اپنی ماں باپ کی شفاعت کر لگی اور بعض شخص کے تین
 بائوں اور عمل صالح شفاعت کر گیا **ف** نبی صلی اللہ علیہ وسلم تعین کو قبر میں شفاعت کر کے نجات
 دلائیے بعض کو مشرکین شفاعت کر کے دینے میں جانی سی باز کر ہیں گے بعض کو دوزخی
 شفاعت کر کے نکالیں گے بعض کی جنت میں ترقید درجات اور برف مراتب کے لئے شفاعت کر لگی پس
 کے بار خیم میں معتزل اس پہلی قسم کے شفاعت کا اقرار کرتے ہیں اور پہلے تینوں قسم کا انکار کرتے
 ہیں اور او کی انکار کے اہل یہ یہی کہ او کی تردید یک کسیر و گناہ کرنے سی کا فر موباتا ہی پس فر کے
 شفاعت بالاتفاق نہیں اور صغیر و کبیرے سی عذاب نہیں ہوتا پس ان شفاعت کی حاجت نہیں **ب**
 ترقید درجات کی سزا اور حشر مکان نہیں اور ہم پہلی قرآن و احادیث سی علی اس اہل کو ہل کر چکی ہیں کہ
 جبر و انہوں پہ چند باتیں بنا کی ہیں جبکہ وہ کہنا ہر فضل آسان میں دیکھ لے **ف** بعض شخص کے
 شفاعت کا حضرت نے قاضی عدہ کر لیا ہے اور میں ایک وہی کہ جو حضرت کی نزار شریف کی زیارت کے
 اور ایک وہی کہ جو حضرت پر کثرت سی اور وہیچے اور ایک وہی کہ جو خواب جا بگر کہ یا دینہ میں وفات
 پائی اور کافرون اور مشرکون کی لئی بالاتفاق آہلی باکسی اور کے شفاعت ہونے کے بطور ح دینا میں
 سرکار کی ساتھ مقابلہ کرنا ایک کوئی شفاعت نہیں کرتا ہے اور بعض گناہگار مسلمانوں کی لئی بھی
 نہیں ہوگی چنانچہ حضرت سی فرمایا ہے کہ قدریہ اور وجیہ کو میری شفاعت ہونگی اور بارشہ ظالم کی نہیں
 شفاعت نہ کر دگا اور شرح سی تجاوز کرنا ایک ہی شفاعت نہ کر دگا پس یا اسکر ظاہر مجھ کو کیا جاوے
 اور اہل کبار میں سی بہ لوگ مستثنی ہو جاوین یا شفاعت ترقید درجات انکی لئی ہونگے و اللہ اعلم
فصل جنت اور دوزخ کی میان ایک مکان سی کہ او کو اعراف
کہتے ہیں اور انکی لو کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کو کہتے ہیں اور انکی

فصل اعراف کے بانیین

اهل عالمی سنا حجاب اور در میان جنت اور اہل دوزخ کی ایک دور ہوگا و علیٰ ہر حال ہر دونوں کلمہ
 بیحد ہم اور اعراف پر پہنچی ہوگی کہ وہ ہر ایک جنتی اور دوزخی کو دیکھ کر اپنی جہنمی ہوگی و نادوا
 اصعب الجنة ان سکرم علیکم لکم لکن لہا و ہم یحسبون انہم یخرجون علیٰ جنتی ہوگی پکار کر کہیں گے
 سلام علیک اور وہ اعراف والی اسی جنت میں داخل نہیں ہوگی ہوگی لیکن طبع کہتی ہوگی واذ اصرفت
 انصافکم یلقاۃ اصحاب النار قالوا ربنا لا یجعلنا مع الکفار الظالمین اور جب ہر جانی پہلے دیکھ کر نظر میں دوزخ
 طرف دیکھتے ہیں اسی رب ہماری ست کہ ہر قوم ظالموں کی ساتھ اعراف کا ہونا اور اعراف پر آدمیوں کا ہونا تو
 بالاتفاق ہی اور قرآن ہی ثابت ہی لیکن اعراف پر کون لوگ ہوگی اس میں اختلاف ہی بعض علماء کہتی
 ہیں کہ شہداء ایمانین کا طعن یا ملا لگا دینوں کی صورت میں اعراف پر ہوگی و فضل و کرم سے
 سبب دوزخ و عیش کی ثواب عذاب کی سیر و کھیلے اور اپنی مکانات جنت میں دیکھ کر خوش ہوگی اور
 بطور سیر کی اعراف پر پہنچی ہوگی اور اکثر علماء کہتی ہیں کہ اہل اعراف وہ لوگ ہوگی کہ ان کی بدی اور نیکی
 برابر ہوگی نہ دوزخ کی متحق ہوگی جنت کی لیکن جنت کی طہر کہتی ہوگی آخر اللہ کی فضل ہی جنت میں
 جاوے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہی اذ خلوا الجنة لا خوف علیکم و لا انتم تحزنون حکم ہوگا
 اہل اعراف کو کہ جنت میں داخل ہو جاوے اب تہ کہ جو خوف نہیں اور نہ شکوہ کچھ غم ہی اور اہل اعراف وہ
 ہیں کہ شریعت انکی پاس نہ پہنچی تھی یا کفار کی اولاد و صفاری پس یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 شفاعت سے انجام جنت میں داخل ہو جاوے گی اور صحیح ہی قول اکثر کا ہی کہ جنت کی طہر رکھنا اور
 دوزخ میں نہانا مانگنا اور آخر انکی ہر حکم ہوگا کہ جنت میں داخل ہو جیسا کہ ان آیات سے مستفاد
 صاف دلالت کرتا ہی کہ اہل اعراف ہی اختیار اور خوشی سے روانہ نہ ہوگی بلکہ مجبور انسان ہی ہوگی
 اور جنت میں جانی ہی رہے گی ہوگی پس شہداء یا کامل ہونین یا ملا لگے نہیں ہو سکتی چنانچہ انکے
 کرتی ہی ایک اور حدیث کہ جلال و عظمتی بدور و اسافر میں لگی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
 اعراف ایک ایواری دوزخ اور جنت کے درمیان اور اہل اعراف گناہوں کی سبب روانہ مجبور ہوگی
 حکم الہی سے اب اس جزوہ کہ جنت والی لوگوں کو صاف اور روشن موند دیکھ کر سچاں لگتی اور دوزخیوں کو سبب

بزرگوار مسلمانی و فرود سن کے اور پھر ہی اوسن کی جنت کی چاروں نہرین نکلتے ہیں اور اس کی دہر عرض
 پس تم جب ان کے لئے کسی فرود سن مانگو صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت کرتی صلی و علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ جو جنت میں جاویگا پھر میں پادریگا فقر و فاقہ نہ آوے گا اور پادریگا نہ کیسی کی کپڑی پہنی ہوگی نہ جلاویگی نہ زنجیر
 فی معاذ بن جبل سے روایت کیا ہی کہ جنتی لوگ اپنی ریشی پہنیں گے سب کے آنکھوں میں قدرتی سرسہ لگا ہوگا
 سینس بائیس برس کی عمر ہوگی **ف** پہلی زمانہ میں تین تیس برس کی عمر میں بندہ رہتا تھا سو حضرت کے
 یہ مراد ہی کہ جنت کے لوگ نہ کی عمر بڑا رشاب حلوم ہوگی مسلمانی انس سے روایت کیا ہی کہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ جنت میں ایک بار پھر جمعہ کو دہان جنت لوگ جایا کرنگی پس ثنائی ہوا چکرانگی موندہ در
 کپڑ و پیر شک و زکار نہ لائی اوسن ہی ان کا حسن جمال اور زیادہ ہو جاویگا پس حبیبہؓ نے فرمایا کہ اگر کسی نے
 اور کی گہروالی کہا کرنگی کہ اللہ تمہارا راج حسن جمال زیادہ ہو گیا ہی کہ کینکے کہ بخدا پاری بعد تیار چہرے
 جمال بہت بڑ گیا ہی جنت کے عیش آرام کا آھا اور ہفت و قرآن میں بہت ذکر ہے تفصیل مطلوب ہو
 فرمان دیکھنے کی یا اللہ کی نصیب کر گیا وہ دہان خود جا کر دیکھ گیا مکاشفات انجیل باب ۱۱ اور ۱۲ میں
 ہی جنت کا بیان ہے کہ جو کور شہر مقدس کی ساتھ تعمیر کیا ہے چنانچہ باب ۱۱ آیت میں یوں ہی ارچھے
 ایک ہی آسمان امیری زمین کو دیکھ لیا کہ گلا آسمان اور اگلی زمین جانی رہی ہی آیت ۲ اور چوہا
 فی شہر مقدس ہی پر سلیم کو آسمانی دہن کی مانند سنگا کر کی خدا کی پاس سے ہی اترتی دیکھا
 ہم اور خدا کی آنکھوں سے ہر ایک آنسو دیکھ گیا اور ہر موت ہوگی اور نہ علم اور نہ نالہ اور نہ پیر و کہہ ہوگا کہ
 اگلی چیزیں گندگیں اور مہربان موافق ہی بات تو نیک کی ہنگام فراموشی گندارت (اور اسکے
 دیوار شہم کی ہی ہی اور شہر خالص سونی کا شفاف شیشی کی مانند تھا آیت ۱۹ اور اس شہر کی دیوار
 نیون ہر طرح کی جواہری آستہ تھیں پہلی زینیم دویم ستریم کی تیسرے شہر جہنم کی چوتھی زمرد کی چو
 عقیق کی چوتھی اصل کی سانوین سہری پتھر کی انہوین فیروزہ کی آخر آیت ۲۱ مختصر (اور ایک
 دروازہ ایک ایک موتی کا اور سرکش خالص سونے کی شفاف شیشی کی مانند) سو مختصر (اور در شہر
 سورج کا محتاج نہیں اور نہ چاند کا کہ وہی اور کو روشن کریں کہ خدا کی جلال فی اوستی نہ کہ

جنت
 جنت

سورہ مطہرات ہی قرآن مجید میں کی کا قال میں وہی تھا تمنا اللہ یہ اور عارضت میں آیا ہی کہ جنت میں
 عرش کی بدستی ہوگی آیت (۱) اور کوئی چیز یا ایک نعمت منجز یا چوٹ اور میں کسی طرح نہ آدگی (قرآن
 میں ہی اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی ایسے میں قیام اور وہ تا ثبات وہاں ہو وہ اور وہاں کی بات میں ہی ہوتی
 باطلہ تیرے اور وہی آب حیات کے ایک صاف مٹی کی گہائی جو بلور کی طرح شفاف اور خدا اور ہی کی
 تحت سے نکلتے تھے) تا یہ پھر تسمیم کا بیان ہی کہ عرش ہی نکلتے ہی (آیت ۴۴) اور ہی اور کسا موندہ
 رنگینی (پیدا مان ویدارابی ہر گاہ حیدر کہ قرآن ہی آیت ۵) اور مان رات نبوی اور وہ چرخ اور
 سورج کی روشنی کی محتاج نہ ہوگی اور ہی اور بادشاہت کرے گی (قرآن میں ہی خلوق اور خالد فیجا
 آیا ہی کہ مان اہل جنت بہتہ رنگی پس تفصیل مکاشفات بوحشا اگر وہی علیہ السلام آیت اور کسا
 مکاشفات عیسائیوں کی ترو یک مجموعہ شریعت میں داخل ہی پس عیسائیوں کا کو حقہ دیا اور میں کہ ہی ہر
 یہ شخص کہ انکے حضرت شیون ہی شالی جنت و دوزخ کو کوئی لایع اور در انکو بیان کر دی اور نہ حضرت میں
 کچھ ہی نہیں بلکل حیا اور خلاف نقل اور نقل اور بی زبان کی آیت ۴۴ دوزخ جنت کی حقیقت
 میں اختلاف ہی بعض کہتی ہیں روحانی بعض جنائی کو کہ نہ نفعی ہی کہ کہ جو جسمانی ہر کی قابل ہیں
 وہ ایسا جسم نہیں کہتی ہیں کہ جو قابل تھا وغیرہ بلکہ جسم طہیت کہ جسکو روح ہی تعبیر کرتی ہیں اور جنت دوزخ
 میں ثواب عطا ہے کسی انسان کی اعمال کسی صورت میں ظہور کرتی ہیں اچھی اعمال عور و قصور
 ہیں بڑی سانپ بچو کی صورت میں کی آتی ہیں کیا خوب فرمایا ہی کہ ہی سے ہفت دوزخ جنت
 اعمال بدت ہشت جنت حیات اعمال خشت اللہ ہم سب لانا جنت الفردوس (دوزخ خاور
 جنت باب ہی موجود ہیں کہ جو اور آدم علیہ السلام کا قصہ کہ جنت میں
 رہی تھی سیر و انسی نکالی گئی حیدر کہ قرآن میں موجود ہی اس صاف دلالت کرتا ہی اور وہ قرآن
 کی بہت ہی آیات میں مطلب ثابت کرتی ہیں کہ قال قتالی اعدت للفقین کہ جنت پھر گاہ
 کی انی طیار کی گئی ہی اور دوزخ کی نسبت فرمایا ہی اعدت للکافرین کہ دوزخ کافروں کی ہی طیار گاہ
 ہی تیسری بہت ہی حادیت مصلح امیر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت شب مصلح میں جنت اور دوزخ

کہ وہ کیا اور ایک حدیث خوف الشمس نہیں ہے کہ حضرت فرمایا تھا کہ میں نے دوزخ کے لیے کھست سی نماز میں بھیجے
 ہوتا تھا اور دوزخ میں جہنم کے لیے کی تصدی کی ہے ہوتا تھا اور دوزخ میں کا ایک انگور کا خوشہ لیے لیتا تو تم کو ہر گز ملا باور
 ملک کہانی تیری وہ کم نہ ہوتا تھا چھوچھو حال میں یہ حدیث موجود ہے اور شہداء و بعد اور احد کی ایسی ہی کیا
 تھا کہ جنت میں ہیں انہیں اس قسم کی حادثات سب ملکر حد و ان کو پہنچ گئی ہیں چوتھی جہنم کی آفت سے
 کہ نہیں عالم برزخ کا اثبات کیا تھا وہ جنت اور دوزخ کی موجود ہونی پر دلالت کرتی ہیں اور اسے کسی عام
 صحابہ و تابعین نے متفق نہیں کرتے اور دوزخ اب بالفعل موجود ہیں محض کہ کہتے ہیں اب موجود نہیں
 بلکہ قیامت کو موجود ہونگی اس ہی کہ اللہ تعالیٰ جنت کی نسبت یوں فرماتا ہے قُلَّتِ الدُّنَا وَالْآخِرَةُ يَجْمَعُنَا
 لِلَّذِي لَا نُؤْخِرُ عَنْ أَفْعَالِهِ شَيْئًا اس خیرت کی گہر کو دنیا کی ہم اون لوگوں کی واسطے کہ جو دنیا میں اپنا حال
 پیش فرما دے جنت اگر بالفعل موجود ہو تو اللہ اس قول کی موافق کل شئی حالاً لکھ کر دے گا یعنی آیت
 کی ہر چیز ملاک ہوئی ہے جنت کا پلاک نہونا لازم آدمی حالانکہ بالاتفاق جنت کی کوئی چیز دنیا نہیں
 ہوگی مگر قال تعالیٰ اَنَّا كُنَّا آدَمَ لَمْ يَسْجُدْ لَكَ جَنَّتِ کی کہانی ہمیشہ رہی دانی ہیں جو اب بجز حال اور
 استقبال و دونوں مٹی میں متعل ہی پس ہم نہیں تسلیم کرتی کہ وہ استقبال کی ایسی کہ جس سے ہم اپنا
 ہی ثابت کرتی ہو دوسری اگر یہ پہلی تسلیم کیا جاوے تو بجز کی معنی ملک کی ہیں یہ مخلوق کے پس آیت کے
 معنی یہ ہیں کہ اس کے آخرت کا مالک ان لوگوں کو روکا کہ جو دنیا میں خدا و علو نہیں چاہتی تیسرے
 اگر یہ پہلی تسلیم کیا جاوے تو بجز خلق معنی ہیں ہی پس یہ آیت اس بات کی کہ جس میں اشدت کا لفظ نہ ہو
 ہی معارض ہوگی اور آدم کا قصد و عالم برزخ کے آیات اور جمیع آیات با معارضہ باقی رہی ہیں
 ہم انہی سے دل کرینگے اور یہی معنی خداوندت مسلم ہو گا بجز کی نہ کرنا ان تعارضات قطعاً مشہور ہے اور
 دوسری دلیل کا یہ جواب ہے کہ جنت کی کہا تو کی دوام سے مراد یہ ہے کہ ان کی نوع قطعاً نہ ہوگی ایک
 پہل کہا جلی چیت دوسرے موجود ہو گیا سو نہ اسکی متافی نہیں کہ ایک نقطہ پر تیس قول کی خداوند
 آدنی کسی ملک ہو جاوے نہ علو و اسکی ملک نہ کو نہیں چاہتا کہ وہ شئی ہو جاوے بلکہ قابل نفع نہ ہو
 اگر یہ پہلی تسلیم کیا جاوے تو کل شئی ایک کی رہے معنی ہیں کہ شئی ممکن ہی اپنی ذات کی لحاظ سے ہوگی

حدیث خوف الشمس نہیں ہے کہ حضرت فرمایا تھا کہ میں نے دوزخ کے لیے کھست سی نماز میں بھیجے
 ہوتا تھا اور دوزخ میں جہنم کے لیے کی تصدی کی ہے ہوتا تھا اور دوزخ میں کا ایک انگور کا خوشہ لیے لیتا تو تم کو ہر گز ملا باور
 ملک کہانی تیری وہ کم نہ ہوتا تھا چھوچھو حال میں یہ حدیث موجود ہے اور شہداء و بعد اور احد کی ایسی ہی کیا
 تھا کہ جنت میں ہیں انہیں اس قسم کی حادثات سب ملکر حد و ان کو پہنچ گئی ہیں چوتھی جہنم کی آفت سے
 کہ نہیں عالم برزخ کا اثبات کیا تھا وہ جنت اور دوزخ کی موجود ہونی پر دلالت کرتی ہیں اور اسے کسی عام
 صحابہ و تابعین نے متفق نہیں کرتے اور دوزخ اب بالفعل موجود ہیں محض کہ کہتے ہیں اب موجود نہیں
 بلکہ قیامت کو موجود ہونگی اس ہی کہ اللہ تعالیٰ جنت کی نسبت یوں فرماتا ہے قُلَّتِ الدُّنَا وَالْآخِرَةُ يَجْمَعُنَا
 لِلَّذِي لَا نُؤْخِرُ عَنْ أَفْعَالِهِ شَيْئًا اس خیرت کی گہر کو دنیا کی ہم اون لوگوں کی واسطے کہ جو دنیا میں اپنا حال
 پیش فرما دے جنت اگر بالفعل موجود ہو تو اللہ اس قول کی موافق کل شئی حالاً لکھ کر دے گا یعنی آیت
 کی ہر چیز ملاک ہوئی ہے جنت کا پلاک نہونا لازم آدمی حالانکہ بالاتفاق جنت کی کوئی چیز دنیا نہیں
 ہوگی مگر قال تعالیٰ اَنَّا كُنَّا آدَمَ لَمْ يَسْجُدْ لَكَ جَنَّتِ کی کہانی ہمیشہ رہی دانی ہیں جو اب بجز حال اور
 استقبال و دونوں مٹی میں متعل ہی پس ہم نہیں تسلیم کرتی کہ وہ استقبال کی ایسی کہ جس سے ہم اپنا
 ہی ثابت کرتی ہو دوسری اگر یہ پہلی تسلیم کیا جاوے تو بجز کی معنی ملک کی ہیں یہ مخلوق کے پس آیت کے
 معنی یہ ہیں کہ اس کے آخرت کا مالک ان لوگوں کو روکا کہ جو دنیا میں خدا و علو نہیں چاہتی تیسرے
 اگر یہ پہلی تسلیم کیا جاوے تو بجز خلق معنی ہیں ہی پس یہ آیت اس بات کی کہ جس میں اشدت کا لفظ نہ ہو
 ہی معارض ہوگی اور آدم کا قصد و عالم برزخ کے آیات اور جمیع آیات با معارضہ باقی رہی ہیں
 ہم انہی سے دل کرینگے اور یہی معنی خداوندت مسلم ہو گا بجز کی نہ کرنا ان تعارضات قطعاً مشہور ہے اور
 دوسری دلیل کا یہ جواب ہے کہ جنت کی کہا تو کی دوام سے مراد یہ ہے کہ ان کی نوع قطعاً نہ ہوگی ایک
 پہل کہا جلی چیت دوسرے موجود ہو گیا سو نہ اسکی متافی نہیں کہ ایک نقطہ پر تیس قول کی خداوند
 آدنی کسی ملک ہو جاوے نہ علو و اسکی ملک نہ کو نہیں چاہتا کہ وہ شئی ہو جاوے بلکہ قابل نفع نہ ہو
 اگر یہ پہلی تسلیم کیا جاوے تو کل شئی ایک کی رہے معنی ہیں کہ شئی ممکن ہی اپنی ذات کی لحاظ سے ہوگی

اور جو زمین ہی اگر موجود ہی ہو تو اس کی جو دیسی سی اور جو دارمکانی اور جو دارحی کی مثالہ میں بہتر انداز میں کی جائے گی
یہ لائق رہے کہ ان کو اور ان کی چیزوں کو کہیں فنا نہیں کہیں
جستہ اور اہل جنت کو فنا ہی نہ ہو کہیں اور اہل دوزخ کو فنا ہی کیونکہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن
میں خالیدین فیہا بقاء فرمایا ہے نہ وہ مشہور ہے کہ اللہ کی اس قول کی صداقت ان کی ہی ایک خطہ پر موقوف
نہا کی ہر وقت معدوم ہو جاتا ہے اور وہ قول یہی ہے کہ شی با لکات لا تموتون اس طرح کہ ہمیشہ ہی کہے
مخالف نہیں کہ جس کا کہنے پہلی ذکر کیا ہے شیعہ جو ان میں ہیں اور آجاریٹ میں ہیں یہی آجاریٹ جنت
میں چاندی سوئی کا اسیا بکارت یا موتی کا پیرہہ کا علیٰ نقول القیاس میں اگر یہ عقل کی نزدیک مثال نہیں ہے
اللہ تعالیٰ سا بیہ میل کا ایک موتی کا پیرہہ یا موتی کا پیرہہ کا اہل اسلام ذکر کرتے ہیں ان پر
کروی کیونکہ ان کی قدر سے بیہ باہر نہیں ہی لیکن یہ تو عقل کی نزدیک ہر کسٹم نہیں کہ سونا چاندی وغیرہ
معدنیات یا خاصہ کے چیزیں جو تیرہ میں اور بدلتے تمام پیرہہ جو دین و خواہ بہ پہلی ثابت کر چکی ہیں
کہ یہ دنیا بالکل معدوم ہو جاوے گی اور یہ زمین کی اور زمین کی بدلی جاوے گی پس سونا چاندی وغیرہ معدنیات
ہی سوئی ہیں جیسا کہ شائع فی سونا چاندی یا موتی وغیرہ وغیرہ جیسے کہ بیان فرمائی ہیں سونا چاندی
کی قسم ہی نہیں ہیں اور یہاں منظور تھا اس عالم کی اور ان کو کہیں جنت میں نہ ہو زمین میں نہ ہو ان کی موتی کا
یا موتی کی شایہ کسی وصف میں تھی ان کی جھانکی واسطے اور سونے یا چاندی یا موتی کی تفسیر کیا ہے
اور نہ وہ ان کی موتی کی آگاہی میں تھی ان کی حقیقت ہی نہ وہ ان کی موتی چاندی کی آگاہی میں تھی اس موتی
چاندی کی کیا قدر ہے اور سی مرغی کی موتی شائع فی فرمایا کہ جس کے نہ کی کہیں نہ کہانہ کان فی شایہ
نار کا کسی کی دل میں خیال آیا ہے وہ چیز اصل طیار کی ہی پس یہاں چیز زمین اور نہ ان کی چیز زمین
نام میں شکر ہے اور ان کی حقیقت اور ہی اور ان کی حقیقت اور پس اگر شائع وہاں چیز کو اور نام ہی تفسیر کیا
تو کوئی نہ سچ جنت میں ہر موافق اعمال کی ہر شخص کو اللہ کا دیدار
ہو گا پس کوئی ہر وقت متلاہم و جمال کی راہی میں مستغرق رہے گا اور کوئی نہ کوئی ہر وقت متلاہم و جمال
کوئی ہر وقت کی مقدار میں کوئی نام میں ایک بار اللہ کو دیکھے اور صحیح ہی ہی کہ عورتوں کو بہ

پس یہ ثابت ہوا کہ کسی وقت اعتبار نہی معلوم ہوتا ہادی نکلا اس آیت میں اللہ کو دیکھنا ممکن معلوم
 ہوتا ہی کیونکہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے مع میں ہے پس مع یہ ہے کہ دیکھنا اور دیکھنا ممکن ہے لیکن
 وہ نظر نہیں تا بسبب حجاب بکریائی اور جلال کے پس اسی لئے ابن تریانی فرمایا اور ابن اری
 نہیں ذکر کیا کہ قرامی موسیٰ جہی نہیں دیکھ سکتا نہ یہ کہ میں دکھائی نہیں دیتی سکتا اور دوسرا
 نقلی شہید ہے کہ جہاں کہنے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ملک کے ہے تو اوی کے جواب میں اللہ تعالیٰ
 اور ہر شہکار فرمایا ہے خیر موسیٰ کی قوم نے کہا تھا کہ میں تک خدا کو نہ دیکھ سکتے تھے تب تک ہم یا
 نہ لائیں گے تو اوی کو پہلی ہی ہلاک کیا یا موسیٰ نے کہا تھا کہ اب وہ فی انظر الیک یہ کہ اسی اللہ تو ہم کو اپنا
 دیدار دکھلا تو جواب میں فرمایا ابن تریانی کہ تو بھی ہرگز نہیں دیکھ سکتا اسکا جواب یہ ہے کہ موسیٰ کے
 قوم خدا اور سرکشی کی طور پر اللہ کا دیدار چاہتے ہی سوچنے لگے کہ خدا کو نہ دیکھ سکتے تو انہوں نے علیہ السلام
 ام کو فریاد کر دی جو حطرح کہتے کہ خدا ہمارے سے منع کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا دیدار کا سوال کرنا خود
 دلالت کرتا ہی کہ وہ اللہ ہی ممکن ہی کیونکہ اگر حال ہوتا تو ہر موسیٰ کا طلب کرنا موسیٰ کے لایمیں ہر دلالت کرتا
 کہ ایک بعد معلوم ہوتا کہ اللہ کا دیکھنا محال اور اوی کی نسبت موجب حجب ہی یا ایک حجب اور بنیاد خیر کے انہی پر حرکت
 اور بنیاد علیہ السلام کی شان ہی یا پر حجب پیچیدہ اور دوسرے اللہ جواب میں موسیٰ کو فرمایا کہ اگر ہمارے ہم راہ تو بھی
 دیکھ لیتے پس ہمارے قیام پر رویت کو معلوم کیا یا ایک ہزار کا قیام حال نہیں ہی پس یہ کہ کبھی محال نہیں ہی لیکن
 دنیا میں ہرگز اوی دیکھنے کی طاقت نہیں ہر موسیٰ کو کسی شے کی یا کسی سرگرمی میں فرمایا کہ تو بھی نہیں دیکھ سکتا سو اس سے
 یہ نہیں ثابت ہوا کہ اللہ کا دیکھنا محال نہیں اسکا کہ کو ممکن ہوتا کہ اس وقت موسیٰ کو دیدار کے طاقت نہ تھی اور صحابہ کا
 شب معراج میں وقوع دیدار الہی میں اختلاف کرنا ممکن ہوتا ہی ہر دلالت کرتا ہی ف خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا
 حیا اور لغت میں مشغول ہی ممکن ہی چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام احمد رحمہ ہر مشغول ہی کہ انہوں نے خواب میں
 کو دیکھا لیکن معتزلی ہی اسکا انکار نہیں کرتے کیونکہ خدائے دیکھنا تا بعد باقی ہے کہ رویت ہر صریح اور ہی
 جائے ہی علماء شیعہ ہیں کہ جو شخص دنیا میں اللہ کو نہ دیکھ سکتے دیکھنے کا دعوے کرے وہ کافر ہے ہر بحث
 علم کا ہم کے مشغولت میں ہر فی تفصیل سے شرح ہی جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو وہ ان دیکھ سکتے

اگر کوئی شخص حکومت عامہ کہتا ہو اور دشمنی امام کی شرط کرنا چاہی جاوے تو وہی کافی ہے جواب ہاں اسور دنیاوی میں کافی ہو سکتا ہے لیکن اسوردینی جو مقتصد ترین بہت سے فوت ہو جاوے گی پس ہون امام کی حکومت عامہ والی شخص سے کام نہیں چلتا ہے امام کی شرطیں یہ ہے (اور وہ امام مسلم حر مرد عاقل بالغ قریشی صاحب سیاست اور احکام جاری کرنے پر اور دارالاملاہ سلام کی حدود کی محافظت کہتی ہے) پر اور مظلوم کا ظالم سے حق دلائے پر قادیار و سب لوگوں پر ظاہر ہو چکا ہے جس شخص میں یہ صفات پائی جانیں اس کو اہل اسلام متفق ہو کر اپنا حاکم بنا دیں اور اس کی تابعداری کریں اب ان شروط کی تفصیل کرتا ہوں مسلمان ہونا امام کے لئے اس لئے شرط ہے کہ اللہ قرآن میں فرماتا مَا جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ فِتْنَةٍ مُّؤَيَّدًا کہ اللہ کا فریبی نہیں ہے مسلمانوں پر حکومت نہیں بنائی ہے پس کافر کو مسلمانوں کا حاکم ہونا نہیں چاہتا ہے اور جس اس کے خلاف اہل توحید و نبی کی خدمت سے قانع نہیں ہو تا دوسرے کو تو کوئی ناگہان نہیں چھوڑتا ہے اور مرزا اس لئے کہ عورتیں ناقصات الدین و النسل ہوتی ہیں سو وہ حکومت کے قابل نہیں اور عاقل اس لئے کہ دیوانہ حکومت کا اہل نہیں اور بالغ اس لئے کہ لڑکا تدبیر اسور اور صلاح جہو سے قاصر ہے اور قریش ہونا اس لئے شرط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلَا بُدَّ مِنْ قُرَيْشٍ کہ امام قریش ہی ہونا چاہی اور تہذیب اگرچہ خبر خدا ہی لیکن جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے القصار کی مقابلہ میں حجت بنا کر روایت کیا اور اس کی بعد پر کسی اسکا انکار بھی نہ کیا تو گو راجع علیہ و متفق علیہ ہو گئی لیکن تخریج اور بعض محترمہ کے نزدیک امام کا قریش ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ جو مسلمان اس کی قابل ہو وہ امام ہو سکتا ہے امام کا قریش ہونا شاید حضرت م نے اس لئے مقرر کیا ہو کہ امام بنائے ہی

یہ شرط ہے امام کی

یہ شرط ہے امام کی

تو مانتی ہیں اور سی انکار کرتے ہیں اور سردار سبک بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے ایسے
 تریش تھے سو اس میں آپ نے فرمایا اللہ عالم اور امام کا صاحب سیاست ہوتا اور احکام کی
 جاری کرنے پر قادر ہوتا اور غلوم کا حق دلانے پر قادر ہوتا اور حدود دار الاسلام کی پاسپا
 پر قادر ہوتا اس میں شرط یہی کہ بدون ان کے وہ غرض کہ جسکی میں اس کو امام بنایا ہے چل
 نہیں ہوتی اور امام کا سب لوگوں کے نزدیک ظاہر ہونا اس میں شرط ہے کہ اگر امام لوگوں کی
 پوشیدہ ہوا و کسی کی پاس آمد و رفت نہ ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جس غرض کی میں
 اس کو امام کیا تھا وہ اس سے چل نہیں شیعہ اور ان میں ہی بالخصوص امام علیہ کا یہ
 عقیدہ فاسد ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد امام برحق علی رضی اللہ عنہ ہی بعد ان کی بیٹی
 حسن میں ان کی بعد ان کی بہائیں حسین میں ان کی بعد ان کی بیٹی علی زین العابدین میں ان کی بعد
 ان کی بیٹی محمد باقر میں ان کی بعد ان کی بیٹی جعفر صادق میں ان کی بعد ان کی بیٹی موسیٰ کاظم میں ان کی بعد
 ان کی بیٹی علی رضا میں ان کی بعد ان کی بیٹی محمد تقی میں ان کی بعد ان کی بیٹی علی نقی ان کی بعد ان کی
 بیٹی حسن عسکری ان کی بعد ان کی بیٹی محمد الملقب ہدی میں اور امام ہدی و ثمنو کے خون
 پہاڑ میں چپکے بیٹھے تھے کہیں موقع پا کر نکلیں گے اور ان کی ماں بارہ امام ہی ہیں اب ہم ان شیعہ
 سی دیات پوچھتی ہیں اول یہ کہ تم امام سے کیا ملاو لیتی ہو یا تم ہمیں محسنی مسلم کہتی ہو پس
 اس محسنی ہستی تو سو امی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید حسن رضی اللہ عنہ کی ان حضرات میں
 کوئی حاکم نہ تھا بلکہ اس وقت کی ظالم حاکموں کی خوف سے یہ سب بزرگوار چپے پہرے تھے چنانچہ
 شیعہ کی کتابوں میں ہی اسکی خوب تصریح ہے ان ہدی رضی اللہ عنہ قریب قیامت کی
 پیدا ہو گئی اور امام بنی جاونگی اور اگر تھا راسطوب پیگہ کہ یہ بزرگان دین اور اہل بیت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں تو یہ حاکم بنانے کے قابل تھے سو یہ ہماری نزدیک
 ہی مسلم ہے بلکہ شیعہ سی زیادہ ہم انکی محبت اور انکی حسن عقیدت رکھتے ہیں اور
 انکی محبت کو رونق ایمان جانتی ہیں کیونکہ یہ ہماری پیشوا میں ہیں رحمۃ اللہ علیہم جمعین شاید

شیعہ اور سب صحابہؓ کو اور محرم میں اونکی نکاحی کا عقد نکاحی بت بنانی اور سر پر بسمل و
 اور شاہ دینو کی طرح تاشی مرنے بجائی کو اور عشرہ محرم میں تشریو کی ساتھ بخوان خود تون کا
 بناؤ سنگا کر کے ہر گلی کو چہرہ میں گشت کرنے کو اور امام باڑوں میں میٹھ کر سر پر شنی ماتم داری
 کر نیکی اور دوشہ خوانی کر کے اور چھلنی کو دیکھو کہ جیسے نہ ہو و نصاریٰ تہقی مار کر شنی ہیں اہل
 بیت کی محبت کہتی ہیں تو خیر یہ محبت کہ جبکی ہر اسی صریح آیات قرآن و احادیث میں ہی
 انہیں کی پاس رکھنا اس محبت ہی بری ہیں اللہ تعالیٰ اونکی محبت دی کہ جس سے وہ پہنچے
 محفوظ رہیں اور اللہ اور رسول ہی راضی رہیں آمین آمین دوسری بات یہ ہے کہ جبکہ صد
 برس سے امام ہدیٰؑ و دیگر پادشہین جیسی میٹھی ہیں اور اہل اسلام پر صد طرح کی افات و بلیات
 جو امام کی مہر سے ہوتی ہیں نازل ہو رہی ہیں اور جو چکی ہیں پس ایسی وقت میں اونکی
 امام ہونے سے کیا فائدہ دیا امام اس لئے ہوتا ہی کہ لوگ جا کر اپنی ضرورت اس کے روا کرین
 اونکی پاس تو کوئی مظلوم جا سکتا ہی نہ کوئی فرادی پہنچ سکتا ہی بلکہ ہزار ہا بیاری ہاں
 میں مر گئی ہو گئی اگر اونکی آپ اسی تو بقول شخصے پسر نامکہ من نامم بچہ کار خواہی آمد کس کام اونکی
 اچھا یہ مانا کہ وہ عیسیٰ اور خضر کی طرح صد ہا سال سے زندہ ہیں لیکن ایسا کیا خوف اور پشیمان
 آیا کہ اونکی بعد ایران و ہندوستان میں خصوص شیعہ کی بڑی بڑی سلطنتیں ہو چکی ہیں
 اور خصوص نواب محمد علیشاہ اور آصف الدولہ وغیرہ حاکمان کنو کی فوجوں کے نقاری اور بچے
 کے اونکی کا بغیر آواز گئی ہو گی یہی وہ بابر شریف نہ لائی نہ کسی شخص کو کہی اپنی حاکم
 خبر دار کیا خیر امامت کا دعویٰ نہ کرتے پراپنی ابا و اراحم کی مانند لوگوں پر ظاہر تو رہی اللہ تعالیٰ
 شیعہ کی عقل کو درست کرے امام و امامیہ راجون (امام کی واسطی اپنی سب
 اہل زمانہ سے اچھا ہونا یا شعی یا علوی ہونا یا معصوم ہونا شرط نہیں
 اپنی سب اہل زمانہ سے اچھا ہونا اس لئے شرط نہیں ہی کہ اول تو جس کا اہل زمانہ
 اچھا ہونا یقینی معلوم ہو اس کا شکل کیا بلکہ محال ہی دوسری امامت ایک مسلمانوں کی خدمت

یہ دیکھو
اس شخص
کو کیسی
نہیں

ہی پس اس اوقات کم رتبہ کا آدمی اعلیٰ رتبہ کے آدمی سی اس خدمت کو اچھی طرح
ادا کرتا ہے اور ناشی یا علوی ہونا اس لئے شرط نہیں کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان
ذی النورین رضوان اللہ علیہم اجمعین قطعی امام تہی حالانکہ یہ ناشی تہی نہ علوی بلکہ شرف
تہی بان اگر ناشی یا اولاد فاطمہ کو امام بنایا جاوے تو اولیٰ ہی اور مصوم ہوں اس شرط نہیں کہ
ہونیکے لئے کوئی دلیل قطعی چاہی اور اسکی لئے کوئی دلیل نہیں ہے بان شرط ہونیکے واسطے
دلیل کا نہ ہونا کافی ہی نکالا یعنی شوق یا چورسی امام کو مغرول کرنا چاہی اگر امام
کوئی گناہ نہ ہو چارے خواہ کیہ و خواہ صغیرہ یا کسی پردہ ظلم کرے یہی پس اس سبب
مسلمانوں کو نہ چاہی کہ اس امام کو برطرف کر دیں بان اسکو حتی المقدور اس
باز رکھیں کیونکہ برطرف کرنے میں فتنہ عظیم کا ڈر ہی کس لئے کہ وہ صاحب شجاعت ہیں
اور سیکطرف ہی ایک جہم غفیر ہو گا پس مسلمانوں میں قتال و جدال واقع ہو گا اور دوسرے
جب امام کے لئے مصوم ہونا شرط نہیں لگنا کہ سبب اسکا مغرول کرنا نہیں
بیجا ہی اسی سبب سلف کی لوگ خلفاء راشدین کی بعدائیمہ فاسقین اور جاہلین
کی بھی اطاعت کرتی رہے اور انکی ساتھ ہمہ اور عیاد پھرتے رہی اور انپر جبر اسی
کر نیکیو براہی تھی لیکن امام شافعی کے نزدیک فسق و جورسی امام کو مغرول کر دینا چاہی
اور اسطرح ہر قاضی اور اسیر کو برطرف کر دینا چاہی کیونکہ انکی نزدیک اصل ہے
کہ فاسق اہل ولایت نہیں پس جب کہ او سنی اپنی نفس کے رعایت نکی تو اور انکی حقوق کیا
بجلاوریکا اور امام ابوحنیفہ رحمہ کے نزدیک فسق سی ولایت باقی رہی ہے یہاں تک کہ اب
فاسق کو اپنی بیٹی کے نکاح کر نہیں لایت ہی اور وہ اسکا ولی ہے اور کتب شافعیہ میں
لکھا یوں ہے کہ فسق سی قاضی کو مغرول کرنا چاہی اور امام کو نہیں اور فرق یہ ہے کہ
مغرول کر نہیں اتنا فتنہ ہی اس میں نہیں اور روایت نوادر میں کہ جو علما انکے اعنی امام محمد اور
امام یوسف اور امام زفر سی ہی یوں آیا ہی کہ نہیں جائز ہے قضاء فاسق کی اور قضاوی

قاضی خان میں ہی کرا جماع ہی اس بات پر ہی کہ جس مقدمہ میں قاضی نے دعوت لیکر
 فیصلہ کیا وہ فیصلہ ناجائز ہے اور وہ قاضی احمد قضا سے دور ہو گیا زیادہ تشریح اس
 مسئلہ کی مطوعات میں لیکن غلامیہ یہی کہ اگر امام کی مضرول کر نہیں نفع نہ تو ادلی ہو
 کہ اور سکون مضرول کر کے دیندار متقی کو امام بناوین اور عصمت شرط نہ ہو کیا اثر یہ ہے
 کہ محض فتنہ جو ہے امام مجددہ است ہی دو نہیں ہوتا والدہ اعلم پس امام جبر
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد ابو بکر صدیق میں کہ جو کہ جبہ و زینہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے وفات پائی سب صحابہ انصار و مہاجرین نے نبی ساعدہ کی چہرہ میں معج ہو
 ابو بکر صدیق کو بالاتفاق امام بنایا اور سب کے اوٹلی علی بن ابی طالب و انوسی جنت کی
 پس اگر اس خلافت کی ابو بکر صدیق سخت نبوتی تو نہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اتفاق نہ کرتے اور جن انصار و مہاجرین نے اللہ راو سکی رسول پر جان و مال کو فدا کر
 تھا اور وہ امر حق میں کسی کی نہ سنتی ہی اور قرآن میں جائی بجا ہی ان کی خوبیاں مذکور ہیں
 چنانچہ آگے اور نکلا ذکر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پس ادلی نسبت کہہ کر تصور کیا جاوی
 کہ انہوں نے اسراہیل پر اتفاق کیا تھا اور جو بعض کہ علی رضی کی خلافت پر تہب اسکو
 نہ مانا اور وہ مصری اگر وہ سخت نبوتی ہے اور ہی صلی اللہ علیہ وسلم علی کی لٹی فرما جاتے تو
 خود حضرت علی رضی انسی تکرار کرتے اور دس سند کو پیش کرتے جیسا کہ معاریہ سے
 کیا تھا اور خود ہیست نہ کرتے حاشی انصاف ہی کہ تمام صحابہ کبھی قرآن میں شتا ہی اور خود
 حضرت علی شہر خدا امر الحق کی طرح ہنہ کر کے ابو بکر صدیق سے کس طرح فرما جاتے پس آج
 ابو بکر صدیق کو حلیفہ حق نہ کی تو وہ تمام صحابہ اور حضرت علی کو ناحق کہتا ہی انوار اللہ
 (بعد ادلی) کہ فاروق صاحب حضرت ابو بکر صدیق کی وفات قریب پہنچی تو انہوں نے
 ایک گند میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا اور اس کا خدا کو بند کر کے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ جس
 شخص کا نام ہمیں کہا ہی اوت سمجھ کر اور اسکو حلیفہ بناو پس جس جس کی پاس وہ

۱۰ سید بنی
۱۱ حضرت عمر
۱۲ حضرت عثمان

کا خدا گیا وہ بیت کرتا گیا یہاں تک کہ وہ کاغذ حضرت علی کے پاس آیا فرمایا میں نے
جس کا اس کا خدمت میں نام ہے اوس سے بیعت کی خواہ عمر رضی ہوں پس سب مہاجرین
وانصار اور علی حیدر کرار رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے حضرت عمر بن الخطاب
خلیفہ ہوئے اور واضح ہو کہ اگر حضرت صدیق اکبر غاصب یا حق و باطل کی ہوتی
تو اپنی بیٹی کو خلیفہ کرتے اور اگر اوٹکی وجاہت سے تمام صحابہ نے او کو خلیفہ کیا
ہوتا تو وہ اوٹکی بیٹی کو ہی اوٹکی خلیفہ بنانے سے خلیفہ کرتے بلکہ پہلے سے اب
وجاہت اور زیادہ ہو گئی تھی اور ٹکی بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما جب حضرت
عمرؓ کو ابو بکرؓ اور امویہؓ خلاصہ نے صبح کی نماز میں بھیجی کیا حضرت عمرؓ سے لوگوں نے
کہا کہ اپنی بیٹی عبد اللہ کو خلیفہ کر دیجی حضرت عمرؓ نے کہا اوسکو میں اس خدمت کی
قابل نہیں پاتا ہوں لیکن ان چہ شخصوں کو پسند کرتا ہوں انہیں سے جسکو چاہو
خلیفہ بنا لینا وہ چہ یہ میں علی عثمان بن عفان بن عمرؓ بن حنیفہ بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہم جمعین پہر ان پانچ شخصوں نے عبد الرحمن بن عوف کو فضا
کر دیا کہ تم انہیں جسے چاہو خلیفہ مقرر کرو وہم کو وہ منظور ہے پس انہوں نے عثمان
بن عفان کو اختیار کیا پہر سب انصار و مہاجرین نے مستحق ہو کر اونسے بیعت کی
اور اوٹکی خلیفہ بنا یا پس اوٹکی خلافت پر سب کا اتفاق ہوا واضح ہو کہ صحابہ کے
عہد میں خلافت محض مسلمانوں کی خدمت تھی خلیفہ کے لیے جب قدر و ناکار خضر و یاس
ہوتا تھا اوس قدر بیت المال میں سے ملتا تھا لہذا خلفاء راشدین کے پاس کوئی
سامان بادشاہت کا نہ تھا بلکہ اوٹکیوں نے ہی سکان و لباس وغیرہ چیز و نمونہ کمتر
رہتی تھی چنانچہ حضرت عمرؓ نہایت پٹی پٹے کپڑے پہنا کرتے اور پٹی کے چوڑے
پر یوریدہ بن ابیہؓ کے حالات صحابہ کی رائے سے خفیہ کیا کرتے تھے ایسی ہی
وہ اس خدمت کو بدو ن اہل کے مذتبی تھی شیعہ نے اوٹکی خلافت کے شائع ہوئے

کی سلطنت پر قیاس کیا ہی کہ وہ کہتی ہیں ابو بکر اور عمرؓ نے علی کا حق دیا یا باغ و
 سید النساء و فاطمہؓ کو مذیاشعبہ یہ خیال نہیں کرتے اگر خلافت کچھ ایسی چیز ہوتی
 تو ہر خلیفہ اپنی بیٹی کو بھی خلیفہ کرتا وغیرہ پاس نہ جاتے دینا مال و مہاباب سے
 اپنا گھر بڑھاتا عیش و آرام شاہانہ کرتا اصل یہ ہے کہ وہ خدمت تھی جس سے
 ادا ہوتی تو کیچی اس کو اہل اسلام نے اتفاق کر کے امام بنا دیا مان چھی
 بادشاہت ہو گئی تھی تو اسی لئے حضرت حسنؓ نے ترک کیا اوٹکی بعد علی بن
 ابی طالبؓ جب عثمانؓ رنہ کو عراق اور مصر کے باغیوں نے شہید کیا اور بینہ
 میں فتنہ برپا ہو گیا سب انصار و مہاجرین نے جا کر حضرت علیؓ سے کہا اور ہونے
 ا دل انکار فرمایا آخر جب کہا راضی تھا تب فی نہایت اصرار کیا اور کہا کہ یہ وقت
 ایسا نہیں کہ آپ خلافت سے انکار کریں اور راست خیر الشیرہ کو پریشان حال
 دیکھیں سو حضرت نے قبول کیا سو سو اٹنی چند لوگوں اہل شام کے سب نے اوٹکو تتر
 ہو کر غلیفہ بنایا اہل شام میں سے اور حضرت معاویہؓ نہ تھے انہوں نے حضرت علیؓ
 سے یا متظام ملک ہونا ممکن نہ سمجھا اس لیے آپ غلیفہ ہونا چاہا اور جن باغیوں نے
 حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا وہ کم بخت حضرت علیؓ کی فوج میں آچسپی تھی لہذا
 کسی کو ادھکا اچھی طرح پتا معلوم نہ تھا سو ایک بار زبیرؓ اور طلحہؓ حضرت عائشہؓ کو مکہ
 ساتھ لائے اور حبشہ صحابہ و انکی ساتھ ہوئے کہ چلکر حضرت علیؓ سے صلح کر کے
 ادن قاتلان عثمانؓ کو کہ جواب نیا فتنہ برپا کرنا چاہتی ہیں قتل کجی سو جب دونوں
 شکر ملی رات کو ادن باغیوں نے علیؓ کی طرف سے عائشہؓ کی لشکر میں تیرا سنا شروع
 کیا تا کہ طرفین میں جنگ ہو جاوے اور ہم ماہتہ نہ لگیں سو ابھی ہوا یہ باعث حضرت
 عائشہؓ اور حضرت علیؓ لڑائی کا تھا آخر یہ صلح ہو گئی اور ایسی ہی معاملات کے
 سبب سے حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہ کہ اوٹکی پاس ہی شام کی اہمیت فوج تھی اور حضرت

منظور ہوا ان دیکھی پر چند دنوں کے بعد نیز مبعیہ دینے کا حکم دیا گیا کہ اس کا
 بنو یمن کو ہڈی باندھی گئی دن تک اذان و جماعت نہ ہونے پائی تیں اس کجبت کی بنی دین
 ہونی میں کیا شک ہے اسی بنی ملا کا اسکی اجنت کہنی میں اختلاف ہی بعض کا ہے کسی ہے
 لیکن اکثر علماء کرام کہتی ہیں کہ نہ کسی ہی میں مقتیاط ہے چنانچہ خلاصہ وغیرہ کتابوں میں لکھا ہی
 کہ یزید پادو بجای پیہی اجنت نکرا چاہی کیونکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبلہ و سنی کی اجنت
 منع فرمایا ہی انا م غزالی رحمۃ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہی کہ شخص خاص کی اجنت میں بیہی طہار
 سکوت ادنیٰ ہی بیا تک کہ بطبر کا فہرہ و اقوال ہی ثابت ہی ماہر ہی میں کرنی سکوت بہتر ہے
 اور دوسرے فائز کا حال اللہ کو خوب معلوم ہی خیر ہی ماہر لخت کرنی بیچہ اہل بیت کی محبت یا
 ہو جاتی ہے نہ کچھ اور کوا دوسرے نفع ہی اس کے بنی ہی کہ سکوت کرے اور اہل بیت کی روح کو
 ثواب بھی (خلفائی اربعہ میں ایک دوسری ہی علی ترتیب اختلاف
 افضل نبی) اگرچہ یہ چاروں خلفاء سب صحابہ بالاتفاق افضل ہیں لیکن بنی میں ایک اور
 ہی افضل ہی پس اول سب سے ابو بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ افضل ہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص
 اکی برا بن نہیں ہی بعد اکی عمر کا رتبہ ہی سوان و دونوں صحابہ کو سب افضل ہونے پر تمام صحابہ اور
 تابعین کا اتفاق ہی ماوراء کی فضیلت کی اولہ اکی نزدیک ثابت ہیں بعد عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت
 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا رتبہ ہی بعد اکی حضرت علی ابن ابی طالب رحمہ اللہ کا رتبہ ہی لیکن
 اہل جن میں ہی بعض کا یہ کہ نزدیک عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں ہی بلکہ فقط ملاست اہل
 سنت و اجماعت ہونگی اذکی نزدیک ہی مقرر ہے کہ شیخین کے سب سے افضل جانی اور عثمان اور
 علی کہ دونوں حضرت کی داد میں انہی محبت کہی مقید ہوئی حضرت علی کے ان تینوں صحابہ کو
 بجا جانتی ہیں اور خراج حضرت علی اور عثمان کو برا جانتی ہیں ملا کہ انکی حماد اور غریبان قرآن ہر
 ذکر میں ان ائمہ ہم او کو نقل کرنی (بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد تین سب سے
 ایک خلافت ہی پیہر بادشاہت ہو گئی) ترمذی اور ماوردی و دانی رعایت کی ہے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک برسیگی ہرگز کھانی بادشاہت
 ہو جاوے گی آخری پس حضرت حسن تک وہ پوری ہو چکی اور حضرت کی پیشین گوئی کے موافق طور میں
 آیا کہ وہ خلافت کے جو خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جائی نشینی ہی خاص تیس ہی برس تک رہے
 اور اس عرصہ میں جبکہ خلفاء حضرت کی گدی پر بیٹھے وہ سب بنا کر بیٹا عابد و زاہد ہی یہاں تک
 کہ خلیفہ کی سرکار بابا بس میں اور عروج کے کچھ تیز تر ہی بلا لائے ہی شکستہ حال ہی نبی اور حضرت
 ملک کہ اہل اسلام کی قبضہ میں آئی اسی عرصہ میں آخری چنانچہ روم و شام و ایران مصر وغیرہ ہری
 ہری بہار ہی بادشاہتیں حضرت محمد کی حمد میں مسلمانوں کی امانت میں اور جو حامل اسلام کی نئی قراقرز
 فتح و شہادت میں کی پیشین گوئی ان تیس برس میں سب ہی جہد میں پائی گئیں اور بعد تیس برس کی ہرج
 دنیاوی اور جاہ و چشم بادشاہی فی ظہور پکارا پسینہ شروع و قتل شروع ہوا وہ خود بزرگ کم ہو گئے اور
 اسی سبب اسیر و ذلیل حضرت حسن بنی براہ کچھ چور و دیا تھا انفرادی برای بزرگی و آخر پر خوش
 ہوئی سوال بعد تیس برس کی خلافت سی جبکہ اسلام خالی رہا تو موافق حدیث سابق کی کہ جس نے اپنا
 امام نہ پایا جاہلیت کی موت ہوا لازم آیا کہ پھر بعد کے لوگ سب موت جاہلیت سری اور کوئی
 خلیفہ و کونہ ملا جواب تیس برس کی تک ہی خلافت ہی ہی حضرت کی یہ وہ ملا ہی کہ خاص صبر و ضبط کے
 خلافت کے حسین کمال اتباع سنت اور وہ خلافت کامل تیس برس تک ہی نہ رہے ہی کہ بعد میں
 پھر کوئی خلیفہ ہیکا کسی کہ بعد خلفاء راشدین کی ہی خلفاء ہوسے میں ان وہ خاص اس طریق
 ہی ہی اور وہ کچھ دنیا داری ہی چنانچہ خلفاء عباسیہ کو سب سلف خلفاء کہتی آئی ہیں یا چون
 کہا جاوے کہ خلافت کے جو حضرت کی جائی نشینی کا نام ہی تیس برس تک ہو چکی باقی امامت ہی
 سو امام کی ہونی جاہلیت کی موت ہوتی ہی لیکن شیعہ کی نزدیک خلافت عام ہی اور امامت
 خاص دسی جانشینی کو کہتی ہیں لہذا خلفاء کونہ کو وہ امام نہیں کہتی ہیں واللہ اعلم **فصل**
 ہر مسلمان کی چھپی خواہ وہ فاسق ہو خواہ سقی نماز پڑھا و درست
 کیونکہ ابوداؤد وغیرہ فی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر فاجر اور نیک کی چھپی

نماز پڑھنا اگر وہ نہا اور تابعین ومن بعدہم میں مدین اور فاس کے چھ نماز پڑھنا
درست جانتے تھے پس وہ جو بغض اکابر سے قروی سے کہ اہل بدعت کے چھ نماز پڑھنا جائز
ہیں یا تو اس سے یہ مراد ہی کہ جب تک اسکی دیندار امام پیروں سے فاسق کے چھ نماز پڑھنا
یا یہ مراد ہے کہ جس شخص کی بدعت یا فاسق حد کفر کو پہنچ جاوے اور اسکی چھ نماز پڑھنا اور
ایسی طرح ہر مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے خواہ فاسق ہو
بشرطیکہ ایمان پر قائم اور مسکا ہو اور کیونکہ سنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ
سیرتیک اور مد کی نماز پڑھنا اور مد طبرانی نے بھی واسطہ میں روایت کیا ہے کہ جنسی لا الہ الا اللہ کہتے
اور اسکی جنازہ کی نماز پڑھنا پس تمام صحابہ اور تابعین فاسقوں کی جنازہ کو بھی نماز پڑھتے تھے
اور دوسرے حقیقت میں یہ نماز استغفار ہے میت کے لئے پس گناہگار اسکا اور زیادہ
محتاج ہے کہ نماز پڑھ کر نماز درست ہے اگر کوئی خواہ مسافر میں خواہ حاضر
میں ہاؤن نہ وہو سے بلکہ جبرائیل پر مسج کر لے تو یہ کافی ہے کیونکہ اسکا ثبوت ہی صلی اللہ علیہ
وسلم سے بخوبی پہنچ گیا ہے بلکہ اکثر محدثین حدیث مسج کو متواتر گناہ سب صحابہ سے روایت کی اور اسکو
روایت کرتے ہیں اور قریب ستر صحابی کے اسکے راوی ہیں اور انہیں سے بالخصوص حضرت
عمر اور علی اور ابو بکر صدیق سے اسکے راوی ہیں اگر فی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو مسج کو پڑھا
رکھے اسکی کھرا کھوف ہے کس لئے کہ یہ تو انکو پہنچ گیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو اسکو درست
نہ جانی وہ اہل سنت سے خارج ہے چنانچہ حضرت انس سے کہنی اہل سنت کی سلامیت پہنچے
اپنی فرمایا بہرہ کہ تنہیں کی محبت رکھو اور حضرت دیون اور داؤد پر کچھ طعن نہ کرو اور رسول
پر مسج جا کر بھیجے نقل کیا ہے اسکو شرح عطاء بنی من علامہ علاء الدین نسیمین رحہ اللہ علیہ
کے ستریت کو کہ کہیں کہیں تیری ہو جاوے کہیں کہیں اسکو حلال جانا اہل سنت قواعد میں نقل ہے
ابن تیمیہ کو کہ تم ہیں ان سترت والی لگی تیرا وقت رکھا گیا قطروہی اور تقاضا مستعجل حرم
مستعجل ہی کہ کسی عورت کو مستعجل مال پر دست نہ لگایا جائے کی نفی مقرر کی ہوئے تھے کیا راویان اسلام ہیں

[illegible]

جائز کر دیا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو حرام کر دیا اسکی حرام ہونکی آحادیث ہی حضرت
 علیؓ وغیرہ کا الصحاح تہذیبی بکثرت منقول ہیں پس جو اسکو درست کہے وہ اہل سنت سی خارج
 (پانچا نہ کی راہ سی جماع کرنا حرام ہی) اسکی حرمت میں ہی کثرت سی آحادیث صحیحہ
 وارد ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص پانچا نہ کی راہ اپنی بیوی سی جماع کر لیا قیامت
 کو اللہ تعالیٰ اسکو نظر رحمت سی نہیں دیکھیگا اور ایک حدیث میں ایسی شخص بر حضرت نے
 لعنت کی ہی شیعہ اسکو درست کہتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتی ہیں قال تعالیٰ لیساء کفرہا کفرہا
 قاتلاً نکحہا فی شہرہا یعنی عورتیں تمہاری کہتے ہیں جہانے چاہو اپنی بہتی کے پاس لو پس
 یہ عام ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خود اسی آیت سی ناجائز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فی بیان
 عورت کو کہتی ہے کہ جس طرح کہتی ہیں پس لگتا ہے عورتوں کو یہ پس
 لگتا ہے اور کہتی ہیں جوتے سے پس آتا ہے اور عورت کو جماع سے حاصل ہوتا ہے
 پس جس راہ سے کہ پس نہو تو اس راہ سے استعمال نہ کرنا چاہئے اور یہ سب بظاہر ہے
 کہ پانچا نہ کی راہ سے جماع کرنے سے اور لا نہ ہیں ہوتی بلکہ تم ضائع جانا ہے اور اسوقت عورت
 پر کہتی ہونا صادق نہیں آتا ہے دوسرے اگر جہانے چاہو کی لفظ کو بالکل عام لوگے تو چاہی کہ مونہ
 کی طرف سی ہی جائز ہو اور اگر خاص کر وگے تو وہی طریقہ خاص ہوگا اور جہانے چاہو کے یہ
 معنی ہیں کہ خواہ لگا کر خواہ کپڑے خواہ اور طرح سے قبل میں جماع کرنا کھو درست ہے نہ
 یہ کہ ہوو جس طرح او نہ پا کر کے جماع کرنا منع ہے یہی منع ہوا میں اس امر کی نسبت لہذا
 فرمایا ہے قاتلہا فی شہرہا یعنی اس راہ سی جماع کر و کہ جس سی ناکو خدا فی حکم کیا ہے
 اور ظاہر ہے کہ اللہ کا حکم بقدرہ حرمت کی قبل کی راہ سی ہی اور اگر قبل دو مرتبہ دونوں جگہ
 جائز ہو تا کہ اللہ نے بقیدہ انکار کیا تو لہذا اتفاق اس قیدی موضع جماع مخصوص ہی جو ہی قرآن میں
 اللہ تعالیٰ فی حیض والی عورتی سبب پاکی کے جماع کو حرام کیا ہی اور بظاہر کہ ویر کی راہ سی پاک
 حیض سے ہی زیادہ ہی کسی ایسی تمام صحابہ و تابعین اسکو رہا تھے ہی خدا تعالیٰ شیعہ کو ہمیں کس علت سے

(جس کی لہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت کی بشارت فرمائی تھی) اور سب
ہم قطعی جنتی کہتی ہیں) اگرچہ جنی و املاک کہا ہوا اور وہ اسی پر مڑا ہے ہر قطعی جنتی ہی لیکن
کسی شخص خاص کو بدوٹن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم قطعی ۔۔۔ جنتی نہیں کہتی کیونکہ خاتم
کا اعتبار ہی مادرشخص کے خاتمہ کا حال سوا ہی اللہ کی اور کوئی نہیں جانتا ہی لیکن جن لوگو کو حضرت
جنتی کہا ہے اور کئی سو رقمہ کا ذکر نہیں آیا البتہ انکو ہم قطعی جنتی کہتی ہیں سو حضرت فی بہت سی لوگوں
کو نام لیکر جنت کی بشارت دی ہے اور ان میں سے دس شخص ہیں کہ انکو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں
اور وہ یہ ہیں ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہے ابو بکر جنتی
عثمان جنتی علی جنتی طلحہ جنتی زبیر جنتی عبدالرحمن بن عوف جنتی سعد بن ابی وقاص جنتی
سید بن زید جنتی ابو عبیدہ بن الجراح جنتی اور حضرت فاطمہ زہرا اور حسین اور حسن رضوان اللہ
علیہم کو بھی آپ جنتی فرمایا ہے چنانچہ صحیح ترمذی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہے کہ ان
جنت میں سب ہو رہے ہیں اور حسن و حسین جنت میں جواد کی سہارا میں ہیں جسکی حضرت
خزینہ میں اور سب جنتی ہونیکا جن ہی قطعی جنتی ہوں اور سب لہی نہیں ہیں اور کسب کو نام رکھ کر
قطعی جنتی کہتی نہ قطعی و زنی حضرت شیخ سب صحابہ فضیل تھے کیسی جناب میں
گستاخی نہ کرنا چاہیے کہ نہ کسی لوگ دیکھ کر ترقی کا سبب ہوئے انہوں نے حضرت کی مدد پر عدا
بعد انہی جان و مال کو اللہ کی راہ میں صرف کیا اور تمام جہان میں دین حق کو پہلا و اقرآن میں
اللہ تعالیٰ کی خوبان اور انکی لہی درجات ذکر فرمائی قال تعالیٰ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَوَضَعْنَا لَهُمْ
جَنَّتِمْ مَجْرَىٰ نَجْمٍ تَمُوتُ الْأَنْهَارُ الَّذِينَ فِيهَا أُولَئِكَ الْقَوْمُ الْعَظِيمُ اور انکی پیڑہ جانی دلی پہلی
ہجرت کرنے والوں اور مدد دینی والوں اور انسی کہ جواد کی لہی میں پیڑہ دی کرتی ہیں اللہ تعالیٰ
ہو گیا اور وہ اللہ ہی رضی ہو گئی اور وہاں کی لہی اللہ فی جنت کہ انکی پیڑہ میں ہیں جن
بیتہ رہتی دلی ہیں وہ اوسمیں بہت پیڑہ ہوا ہے ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فی اصحاب جنت

لَیْسَ الرَّسُولُ وَالدِّیْنُ اَمْتَا مَعًا جَا مَدُنَا بِاَمْنٍ وَاَنْهَرِیْمُ وَاُولَئِكَ لَهُمُ الْحَیْمَاتُ
 وَاُولَئِكَ نُمِ الْفَلِیْکُوْنَ ۝ اَعَدَّ لَهُمْ جَنَّتٌ بِجَزَیْرِ مِنْ جَهَنَّمَ اَلَا تَنْظُرُوْنَ خَالِدِیْنَ
 فِیْهَا ذَٰلِكَ الْعُوْزُ الْعَظِیْمُ لیکن رسول جو رسول کے ساتھ ایمان لائے
 ہیں اور اپنے مالوں اور جانوں سے انہوں نے جہاد کیا ہے اور انہیں لوگوں کے لئے
 پہلا بیان ہیں اور نبی لوگ علاج پانے والے ہیں اسکے واسطی اللہ نے ایسی بہشتیں طیار کر رکھی
 ہیں کہ انکے نیچے نہر ہیں جتنی بہنیں ہمیشہ رہنے والی ہیں اور اس میں بہہ ہے بڑے مراد جو لوگ کہ رسول
 کی ساتھ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے جہاد جان و مال سی کیا ہے انکی واسطی اللہ تعالیٰ
 اس آیت میں چار چیزیں ذکر فرماتا ہے اول یہ کہ انکی لئی پہلا بیان میں درج ہے یہ
 کہ وہ فلاح پائی والے ہیں ہمیشہ رہنے والے واسطی اللہ نے جنت طیار کر رکھے ہیں جو تھے
 یہ کہ وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے پس یہ سب صحابہ انصار و مہاجرین کے لئے بشارت ہے
 کیونکہ وہ حضرت یرا پان ہی لائے تھے اور انہوں نے جان و مال سے اللہ کی راہ میں
 جہاد ہے کیا تھا یہاں تک کہ بدر اور احد اور حدیبیہ اس فتح مکہ میں یہ لوگ حضرت کے ساتھ تھے
 اور بعد حضرت کے تمام عرب اور روم اور شام اور ایران اور مصر وغیرہ بڑے بڑے ملک جہاد
 کر کے انہوں نے فتح کئے گویا اپنی جان فدا فی سے تمام عالم میں انہیں نے اسلام پہلایا
 ہے اور خصوصاً انہیں سے خلفاء اور بعد کے واسطی یہ بشارت بدرجہ اولیٰ ہے کہ جو کہ جہاد سے
 انہوں نے کی ہے اور سی اس قدر ظہور میں نہیں آئی ہے سو یہ بھی وعدہ الہی کے موجب ہمیشہ جنت
 میں رہیں گے اور انکے لئے پہلا بیان اور فلاح ہی پس انکو معاذ اللہ عنہی کی یا انکی واسطی کوئی برائی ثابت کری تو وہ
 اللہ تعالیٰ کو جو چاہے پائے تا ہی بقالی اللہ عن ذلک علو اکبر اف جب مومنین حضرت کے ساتھ اپنی اپنے
 انہیں جو کہ مدینہ میں رہی تو لغسانی شب روز کی قتل و تخریب مشورہ کرنی شروع کی ملک الیکبا مدینہ کو
 طرہی کیسے لڑ چند تو طرہی کیسے برائی کی ان چیزوں سے مومنین شت و فکر اور ذلہ میں رہی باکری تہی دراز ہو گیا
 کہ یہ سب ابھی منت تھا کہ حکمران ہوئی اور جو مدینہ میں رہی سب کیسے کا کہ خوف چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے جو مدینہ

کہ ہم تین حکومت دینی اور مہارے ہی امن و چین ہو جاویگا اور تم کو سید کا ڈر نہ رہیگا بلکہ اور لوگ مئی
 و اگر ایک اور یہ آیت نازل فرمائی وَ عَلَی اللہ الذین امنوا مِنکُمْ وَ جَلُوا الصَّالِحِیْنَ لَسْتَ خَلِیْفَتُهُمْ
 فی الارضِ کما استخلف الذین من قبلہمْ وَلَیْکَ لَہُمْ دِیْنُہُمْ الذی اَرْضٰی لَہُمْ لَیْسَ لَہُمْ
 مِنْ حَیْثُ اَمْنًا دَیْعُودُ وَ نَبِیِّ لَا یُشْرَکُوْنَ بِیْ سَیِّئًا وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ
 اَلْفُحْشٰتُ ۝ اللہ نے تین ہی بعض شخصوں کی مئی کر دہ ایمان لائی ہیں اور انہوں نے اپنی عمارت
 کی اپنی وحدہ کیا ہے کہ انکو زمین پر خلیفہ کر دیا جس طرح کہ مئی ہو تو خلیفہ کیا تھا اور انکو انکی زمین
 کہ انکی مئی اللہ نے پسند کیا ہے قادر کر دیا اور خوف کی نیرا انکی دہلی امن بدل دیا وہ میری ہی
 عبادت کیا کرے اور جسی کچھ شرک کرے اور جو اسکی بعد ناشکری کرے اسکی ہی فاسق ہے اسے
 اول مقدمہ میں پہلے چند باتیں ہم بیان کرتی ہیں تاکہ مقصد خوب اپنی طرح واضح ہو جاوے **اول**
 جتنا کسی لفظ یا کلام کی معنی حقیقہ بن سکتے ہوں اور انکو چھڑ کر اور مجازی معنی مراد لیتا تمام جہان کی غلط
 ہے اور سب اہل عرف کی نزدیک نا جائز ہے و وہم یہ ہے کہ عرب کی زبان میں تین ہی کم کو معنی کے
 لفظ ہی کہتے ہیں اور زیادہ خواہ سید قدر ہوں پس ایک یا دو شخص کی واسطی صیغہ جمع کا نہ بولا
 ہاں خارجی اردو میں دو پر جمع کا صیغہ بولتی ہیں سنو ہم منکر میں رہن کی لفظ کی حقیقہ معنی ہے
 میں اور کم ضمیر انکی واسطی ہے کہ جو شکم کی کلام کی وقت حاضر ہو میں پس جب یہ نہایت ہو چکا
 تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ بعض مومنین کے واسطے کہ جو اس آیت کی نازل ہونے کی وقت موجود
 اور وہ بعض مومنین تین ہوں گے یا تین سے زیادہ ان چار چیزوں کا وعدہ کرتا ہے اول یہ کہ
 انکو زمین میں خلیفہ بنا دیا دوم یہ کہ انکو انوکلی دین پر کہ اللہ کے نزدیک یہی پسندی
 خوب مضبوط کر دیا سوم یہ کہ انکے عہد میں خوف بالکل جانا رہیگا امن ہو جاوے گا
 چہاں یہ کہ وہ خلفاء خاص اللہ ہی کی عبادت کریں گے اور شرک سے دور ہونے کا خیال
 و عدل کی موافق ایسا ہی ہو کہ ہی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اول ابو بکر صدیق کو خلیفہ کیا انکی عہد
 شریفین کہ عرب میں بکھلا گیا اور تمام عرب میں اسلام پہل گیا اور جو مئی لعین ہتی ڈر کر

۱۰
 کہ ہم تین حکومت دینی اور مہارے ہی امن و چین ہو جاویگا اور تم کو سید کا ڈر نہ رہیگا بلکہ اور لوگ مئی

۱۰
 کہ ہم تین حکومت دینی اور مہارے ہی امن و چین ہو جاویگا اور تم کو سید کا ڈر نہ رہیگا بلکہ اور لوگ مئی

۱۰
 کہ ہم تین حکومت دینی اور مہارے ہی امن و چین ہو جاویگا اور تم کو سید کا ڈر نہ رہیگا بلکہ اور لوگ مئی

ملک جوڑ گئے اور اہل اسلام میں خوب امن ہو گیا خالص اللہ کی عبادت شب و روز ہو گئی
 لگی اور سب ارکان دین بخوبی ادا ہوئے بعد اوسکے عمر فاروق کو خلیفہ بنایا اور کچھ
 عہد میں اسلام بڑا زیادہ قوت پکڑی یہاں تک کہ روم اور شام اور مصر اور ایران
 اہل اسلام کی قبضہ میں آگیا اور بڑی آسائش ہو گئے ہر طرف دین اسلام کے جھنڈے بلند
 ہو گئے بڑی بڑے بادشاہ رعب کی ماوسے ہزار فوج کے ساتھ بہاگ کر بہا ٹونین جا چھے
 چنانچہ یہ بات تمام عالم جانتا ہے یہود و نصاریٰ بھی اسکا اقرار کرتے ہیں پھر اوسکے بعد
 عثمان غنی کو خلیفہ بنایا اسکے عہد میں اندلس وغیرہ اور بہت سے ملک مسلمانوں کے
 قبضہ میں آئے اور ایک عالم اہل اسلام کے مدارسی ڈر گیا اونکے بعد علی مرتضیٰ کو خلیفہ کیا
 انکی عہد میں بھی بڑی خیر و برکت فی ظہور کیا طول اندلس چین تک اور عرض بخار سے
 لیکر عدن تک اہل اسلام کے تحت میں آگیا اور مسلمانوں کے تہذیب و آئین جو شخص ابو بکر اور عمر
 عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ خلیفہ کہ جب کا اس آیت میں وعدہ ہے تو ازیدو
 تب وہ بتلائی کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت میں جو لوگ موجود تھے اوسنیں سے
 دور اور خلیفہ کون ہیں اگر شیعہ کی طرح علی ہی کو وہ خلیفہ قرار دیا جاوے یا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ
 دوسرے خلیفہ حسن کو مانا جاوے تو اول تو اس آیت کی نزول کی وقت اونکی موجود ہونے
 کلام ہے و لولمنا پھر میرا اور کو قرار دو گے حسین یا اونکی اولاد کو ارام کا ایسا خلیفہ ہونا
 تو درکنار اونکو دشمنوں سے جان بچانا ہی مشکل تھا بلکہ شیعہ کے مہمل کی موجب تو ان خلفاء میں
 حضرت علی داخل ہی نہیں ہو سکتے کیونکہ شیعہ کہتے ہیں کہ علی تقیہ کرتے تھے اور ابو بکر اور عمر کے
 غرضی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مذہبی سکی پس جب دشمن کا در ہوا اور تقیہ کیا تو وہ وعدہ آہی کہاں
 پایا گیا اور اگر ابو بکر و عمر اور عثمان کو اس آیت کی خلفاء میں داخل کر دو پھر اونکو ہر اکہنا اور
 خائن اور فاسد قرار دینا غلط ہے کیونکہ اللہ اس آیت میں اودن خلفاء کی لئے بعد دشمنی
 دلا بشر کو بھی فرماتا ہے پس اس آیت سے جس طرح کہ بنی مصدق علیہ السلام کے نبوت اور قرآن کا

ایسی ثابت ہو تا ہے اسطرح سی خلفاء اربعہ کی خلافت ثابت ہوئی ہی لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ
 الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا قُلُّوْهُمْ قَا نَزَلَ الْمُسْكِبَتِ عَلَيْهِمْ وَأَنذَرَهُمْ
 فَنَحَا قُرْبَاهُ وَمَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُ وَهَبًا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ ۱۵ ۝ اِسْرَافِی ہوتا
 اودن مومنوں سی کہ جو اسی بنی تہیسی کیلیر کے درخت کچھ بی بیعت کرتے ہی پس جان لے اودن کی لکھی با
 پس اودناری اودن پر تسکین اور ثواب یا اودن کو فتح قریب اور بہت سی لوٹین کہ وہ اودن کو لوٹین
 گے اور اسد غالب اور حکمت والا ہے ۔ جو لوگ کہ سال حدیبیہ میں بنی صلہ اسد علیہ وسلم سے
 بیعت کرنے میں شامل ہی اودن سب کے لئے اس آیت میں فتح یہ چند خبرین فرماتا ہے اول یہ
 کہ اودن سب اسد راضی ہو چکا دوسرے یہ کہ اسد نے اودن پر تسکین نازل کی تیسرے یہ کہ
 اودن سی فتح قریب کا کہ وہ فتح خبر ہے وعدہ کیا ہے چوتھے اور بہت سی غنائم کہ وہ روم ایران
 حاصل ہوئی ہیں اودن کا وعدہ کیا اور یہ ظاہر ہے کہ اس بیعت میں خلفاء اربعہ شریک تھے
 اور فتح خیبر ہی اودن کی حصہ میں آئی ہی چنانچہ عمر رضی عنہ نے دنا لکی زمین اخیر عمر میں وقت حد کر
 تھے اور ایران اور روم وغیرہ غنائم ہی انہیں کی سب سے حاصل ہوئی تھیں وَالزَّمَنُ لَهُمْ
 كَلِمَةُ الْمُتَّقَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۝ ۱۶ ۝ اَلَا يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ لَوْ كُنَّا لُحْمًا
 حَدِیْبِیہ میں حضرت کی ساتہ ہی فرماتا ہی کہ کلمہ تقویٰ مہنی اودن کی ساتہ لازم کر دیا اور وہ اسکے
 مستحق اور اہل ہی ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سال حدیبیہ میں خلفاء اربعہ ہی شریک ہی تھے
 خبر اسد کے انکی ساتہ ہی کلمہ تقویٰ لازم ہو گیا اور جو چیز کسی چیز کے ساتہ لازم ہونی ہے وہ
 اوسی مدت بھر دور نہیں ہونی چنانچہ آگ کو حرارت لازم ہے پس آگ بھارت کی کہی ہو
 اسطرح خلفاء اربعہ سی ہی کلمہ تقویٰ جدا ہو گا پس جو شخص اصحاب حدیبیہ کو اور خصوص
 خلفاء کو یوں کہی کہ حضرت کی بعد معاذ اسد وہ دین سی پر گئے اور انہوں نے حق دیا یا
 اور خیانت کی وہ احمق اسد کو جو ہر ہا کہتا ہے تعالیٰ اسد عن ذلک علما کبر اقل الخلفاء من
 الْأَعْرَابِ نَسْتَدْعُونَ إِلَىٰ بَيْعِهِمْ أَوْ إِلَىٰ بَيْعِ نَابِئِهِمْ نَفَاتُكُونَهُمْ أَوْ يَكُونُ الْقَائِلُ

۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

تَطِيعُوا نُوْرَكُمْ اللهُ أَجْرُ الْحَسَنَاتِ وَإِنْ تَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يَنْقَلِبْ عَلَيْكُمُ الْمَوْلُوتُ
 کہی اسی بنی بھیجی رجا بنو ابی گنوار و نکو کو اپنی ایک بڑی سخت اور سیوالی قوم کی مدد کی گئی
 واسطے بلائی جاوے گئے یا تم کو قتل کرو گے یا وہ خود مسلمان ہو جاوے گی پس اگر تم نے کہا کہ
 تو تمکو اسد اچھا اور دیکھا اور اگر پہلے کی طرح پہرے تم کو تمکو بڑی کہہ کر کے اسی بار بھی آتے
 میں اسد تھا فی چند خبر میں دی ہیں اول یہ کہ وہ بد و لوگ کو جو مد مدینہ میں جنت میں ساتھ
 ستریک تھی کسی جنگ کی لئی بلائی جاوے گئے دوم یہ کہ وہ قوم کو جسے جنگ کے لئے آؤ گئے
 نہایت زبردست قوم ہو گئے سوم یہ کہ جو شخص انکو بلا گیا اس کے اطاعت فرمائی ہو گی ان
 لینے سے اجر ہو گا اور نافرمانی سے عذاب الیم ہو گا سو مطابقت اس خبر کے ایسا ہے کہ اس کی جلی
 علیہ وسلم کی بعد سیدہ کذاب کی جنگ کی لئی کہ اس کے قوم ہی بہت زبردست تھی اور شاہنشاہ
 کے جنگ کی لئی کہ اس کی مقابلہ میں عرب نہایت کم زور تھی جیسا کہ شہر کے آگے بڑھی ہو
 ہے ابو بکر صدیق کی تمام عرب کے قبیلوں میں خط بھیجا کہ اب وہ مدد آگیا اور کہہ دیا کہ
 عذاب یاؤ گے میں وہ بڑے گروہ مدینہ میں ساتھ رہتی وہ بھی اور انکی ماسوا میں اور قبائل میں
 مدینہ میں جمع ہوئی ازل سیدہ کو قتل کیا پھر چار سو دار و نکو چہندے سے دیکر روم کی طرف بھیجا
 وہ ان اور انہوں نے اس کے حکم کو خوب پورا کیا یہاں تک کہ وہ ملک فتح ہوا پس مقدم ہوا کہ
 ابو بکر صدیق خلیفہ برحق تھی کہ انکی اطاعت فرض تھی محمد رسول اللہ ﷺ
 آتے ہیں انکی انکفار و کفار بیکہ نام و کفار مسجد یمنعون فصل من اللہ وور
 میں انہوں نے وجوہ ہم میں اثر السجود طہ ان متلفس فی التوراة و منکم ان
 کہ رنج الایہ محمد اسد کا رسول ہی اور جو لوگ کہ اس کی ساتھ میں وہ کفار پر سخت ہیں اور اس میں
 ایک دوسری پر ہر زبان ہے - دیکھتے ہیں تو انکو رکوع اور عید کرتے ہوئے وہ اسد کا فضل اور اس کی
 کے طالب ہیں انکی علامتیں انکی چہرہ پر ہیں مسجدوں کے اثر سے یہ انکی صفت
 نورانی میں ہے اور انکی صفت انجیل میں ہے کہیے کیسے کہ انکی اوسنی سولی اپنی پر

فرستادی اس کو ہر سوئی ہوئی دو ہر سید ہی کہڑے ہوئے اپنے چڑ پر کہ اچھی معلوم ہوتے
 تھے کسانوں کو۔ انجیل میں حضرت کی اصحاب کی یہ صفت لکھی تھی کہ ایک قوم کھلے
 گئے کہتے کہ مانند کہ اول ایک ہی شاخ ہو گئے سو وہ بنی علیہ السلام میں ہر قومی ہوئی
 یعنی عمرہ سے ہر ادسکا پیڑ موٹا ہو جاوے گا یعنی دولت عثمان و ابو بکر صدیق سے
 ہر اپنے پیڑ کے سہاڑی سے اوپر بڑھیکے یعنی علی رضا کے برکت و شوکت سے پس
 یہ آیت صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہی اس میں اونکی لئے اللہ تعالیٰ
 چند وصف ذکر فرماتا ہے اول یہ کہ وہ کفار پر سخت ہیں دوم یہ کہ اسیسین ہر بان میں
 تیسرے یہ کہ وہ رات دن اللہ کے فضل اور رضای کے طلب میں جرتی ہیں چوتھے یہ
 کہ سب بھلاؤں کے اور نیکو ہونوں پر علامتیں ہیں پانچویں یہ کہ یہ خوبان اونکے
 تورات میں ہیں اور انجیل میں و وصیتیں ہیں جو پہلے ذکر ہوئیں چنانچہ کفار پر سخت ہونا
 حضرت عمر کا مشہور ہے اور رحم دے عثمان غنی کی مشہور ہے اور شب و روز ہر شخص
 اللہ کی رضای کا طالب ہا کرتا تھا دنیا و مافیہا سے اوہیں کچھ کار نہ تھا اور سجدہ کی آثار حضرت
 علی رضی کی چہرے پر ہر شخص کو نظر آیا کرتے تھے پس انجیل و تورات میں اونکی یہ تمام صفات
 موجود تھیں چنانچہ جب بیت المقدس فتح ہوئیں نہ آیا تو وہ ان ہی فتح کی امیر نے حضرت
 کو کہ طرف نادر لکھا کہ یہاں کی اہل کتاب یہ کہتی ہیں کہ جو شخص اس شہر کو فتح کرے گا ہم اس کو خوب چاہتے
 ہیں اونکی تمام علامتیں چاکر ان بھی ہوئی ہیں اگر وہاں اس دروازہ ہی تو اسی بلا و تاکہ ہم بچاؤں ہیں
 اگر وہی ہوا تو ہر دو دفعہ کے دروازے کو لکھو دیں پس جیسے حضرت عمر کے پاس یہ نامہ یا حضرت علی کی منورہ
 آیت مان ہوئی کہ نہ شہر شاہ پر چڑھ کر لکھو دیکھا اور کہا بیٹا یہ وہی ہے ہر دروازہ کو دیکھا چنانچہ یہ قصہ
 حضرت امام علی کی کہتا اور اب تورات و انجیل میں اگر صحابہ فضیلت میں ہی تو کچھ نہیں لکھا ہوں فی اس
 تمام خبر میں کسی نہ کہ اللہ تعالیٰ میں چنانچہ پہلی ہم انکی تحریف ثابت کر لی ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ
 سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں ناکہ کفار اور کفر سے غصہ کریں اور جلیں۔

نہ ہی دوستی وہ کہ اوس ہی حاجات طلب کیا وے سو حاجات ہی حضرت اسی ہی طلب
 کرتی تھی مشکوٰۃ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں عاتشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
 فرمایا کہ تو اپنی باپ ابو بکر اور بہائی عبدالرحمن کو بلا کہ میں اس کی بی بی کہہ دوں کیونکہ جو شخص
 ہے کہ کوئی اور آرزو کرے یا آرزو کر کے نہ کہی کہ میں ہوں اور اس کو اللہ اور مسلمان قبول کرے
 یعنی ابو بکر کو بلا کہ خلافت کی وہ سخت بین اور نکلے نام لکھن تاناکہ اور کوئی شخص عوی نکرے
 صحیحین میں ہے کہ ایک عورت نے حضرت سی کو سوال کیا اپنی فرمایا یہ آنا اوسنی کہا اگر آپ ہوں تو
 کے پاس آؤں کہا ابو بکر کے پاس آنا اس ہی معلوم ہوا کہ حضرت نے اپنی زمین ابو بکر کو خلیفہ
 کر رکھا تھا ترمذی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کیا ہے کہ آپ نے ابو بکر کو فرمایا انت صاحب
 فی الغار و صاحبی علی الخوض کہ تو میرا صحبت غار ثور میں تھا اور حوض کوثر پر بھی تو
 میرا صحبت ہے۔ غار ثور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ ابو بکر ہی تھی چنانچہ قرآن میں ہے
 ثَانِي اثْنَيْنِ اِذْ مَكَافِي الْغَارِ اَيَقُوْلُ لِيَصْحَابِي لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَجْعَعًا تَرْذِي نِي رَدِيْت
 کیا ہے کہ ایک بار ابو بکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ نے فرمایا انت عتيق الله من النار
 کہ تو اس کی طر فنی آگ سے آزاد کیا ہوا ہے۔ سو جب سے آپ کا لقب عتيق اللہ ہوا ہے۔ ابو داؤد نے روایت
 کیا ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ کو وہ دروازہ جنت کا دکھایا ہے کہ
 جس میں سے میری امت داخل ہوگی ابو بکر نے عرض کیا کیا ہو کہ جب میں بھی آپ کی ساتھ ہوں
 آپ نے فرمایا ای ابو بکر تو میرے سب امت سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ مناقب حضرت
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 پہلے اتھون میں محدث ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہی تو عمر ہے۔ محدث اس کو
 کہتے ہیں کہ جبکہ دوسرا رضی القاد ہو دین۔ سو اکثر سارا رضی حضرت عمر سے بہت ظاہر ہوتے
 تھے چنانچہ منز لنگی مساف سے ساریہ کو دیکھ لیا تھا ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے عمر کے زبان پر حق رکھا ہے۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا
 دربار میں آکر
 تہنیت خواجہ نے فرمایا
 کہ حضرت عمر کے لئے

مناقب حضرت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میری بعد کوئی بی بی جو تاقو عمر ہو یا صاحبہ بنی ہو یا بنو ہاشم سے رعایت ہو کہ جب عمر کو بعد موت کی جا رہا ہو یا بی بی یا اور کو کون فی اولیٰ بنی ہشعہ شریعہ کی کتاب میں شخص میری بی بی یا میری سوتیلہ بیویں بر ماتمہ رکھ کر کیون کہیں دیکھا کہ اللہ فیہ رحمت فرمائی امید ہے کہ انکو بہاری دونوں دوستوں سے ملا دیکھا (یعنی بنے صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر سے) کیونکہ میں نے انکو اکثر تہنیں دونوں کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا کرتا تھا فرمایا کہ تم میری بیویں اور ابو بکر اور عمر فاروقؓ ہیں اور میں اور ابو بکر اور عمر ومان گئی ہیں اور میں اور ابو بکر اور عمر ومان سے آئی ہیں میری بیویں موناہ پیر کر دیکھا تو وہ کہنے والی عائشہ بن ابیطالب ہیں تترندی فی السنن سند روایت کیا ہے اور تترندی علیہ سے ابن ماجہ نقل کیا ہے بنے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انکو اور عمر حبشہ میں سب اولین اور آخرین میری عمر کے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء اور رسولوں کی۔ یعنی انبیاء اور رسولوں کے سوائے جعفر ثبری عمر کے لوگ اس امت کی اور پہلے امت کے سنت میں جاؤ گے اور ان کے ابو بکر اور عمر سردار ہو گئے جعفر کے بعد جو ان کے حسن و حسین سے بڑھ کر ہوں گے اور جو تترندی سیدۃ النساء خاتمہ سردار ہوئی رضوان اللہ علیہم اجمعین صحیح تترندی نے ہے کوئی صحیح حدیث نے فرمایا ہے کہ ہر بی بی واسطے دو شخص آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے وزیر ہوتی ہیں پس آسمان کی بی بی و انوں میں سے میرے وزیر جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین کے رہنے والوں میں سے ابو بکر اور عمر میرے وزیر ہیں **منہاج عثمان**

ذی النورین رضی اللہ عنہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے لئے فرمایا ہے کہ جس سے دوستی چاہے کرتے ہیں اس سے بی بی کیون نہ چاہو کروں یعنی تم سے صحیح تترندی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بی بی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہے اور سردار رفیق جنت میں عثمان ہے امام احمد نے روایت کیا ہے کہ عثمان نزار و نزار بی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاس قیس العسیرہ کی عیاری کی لائی لائے تو حضرت عائشہؓ نے انکو کفری بن رکھ کر کہنے لگو دین کی لہ اور قرآن آج کی بعد عثمان کو کوئی کلمہ ستر نہ رکھنا۔ امام کاظم

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
موسى عليه السلام في القلبي

منافس عثمان بن عفان

روایت کیا ہے کہ ایک بار بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمانؓ اہل بیتؓ پر چڑھی بہاڑ
 لڑنے لگا حضرت صفیہؓ لات مار کر فرمایا کہ تیرا ایک بنی اور ایک صدیق اور دو شہید
 کے سوا اسے اور کوئی نہیں ہے۔ پس بنی تو آپؐ تہی اور صدیق ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ اور دو شہید عمرؓ اور
 عثمانؓ تھے **مناقب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ** امام بخاری اور مسلمؒ نے صدیق
 ابی وقاصؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو فرمایا کہ تو مجھ سے بطرح ہی
 کہ بطرح موسیٰؑ سی ماروں تہی مگر میرے بعد بنی نہیں ہے۔ یعنی بطرح موسیٰؑ کی بہائی بڑ
 کامل مرتبہ کی ماروں تہی میرا چوٹا بہائی بڑ سے کامل مرتبہ کا تو تہی مگر ماروں بنی تہی تمام
 فقط یہ فرق ہی۔ صحیح مسلم میں ہی کہ علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ نبیؐ اس کی قسم جسے
 زمین سے دانہ نکالا اور روحو پیدا کیا مجھ سے ہی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جہد کیا تھا کہ جو
 مومن ہوگا وہ تجھ سے دوستی رکھیں گا اور جو منافق ہوگا وہ تجھے عداوت رکھیں گا ترمذیؒ نے روایت
 کیا ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؓ نہ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور وہ
 نہ مومن کی دلی بین امام احمد اور ترمذیؒ نے زید بن ارقمؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کا میں مولی ہوں اس کا علیؓ مولی ہے ترمذیؒ نے روایت کیا
 کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں حکمت کا گہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہی امام احمد
 نے ام سلمیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علیؓ کو گالی دی
 وہ سنی ہوگا گالی ہی امام احمد نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے امی علیؓ خیر بنی شال میں کیسے ہے یہود کو اور سنی یہاں تک بغض ہوا
 کہ ان کی بان پر ہتھان لگایا اور نصار سے کو اور سنی یہی محبت ہوئی کہ جو مرتبہ اون کی لائق
 نہ تھا وہ اون کی لائق نہ تھا کیا لے لے ان کو خدا کا بیٹا کہا۔ یہ علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری معاملہ میں
 یہی دو شخص ہلاک ہو گئی ایک کہ جو مجھ سے یہاں تک دوستی کر لیا کہ جو بات میرے لائق نہیں ہے
 میرے واسطے ثابت کر لیا اور ایک مجھ سے عداوت کر لیا کہ وہ میری شان کو کم کر لیا اور خدا

عمر بن خطابؓ

ماری جمہورستان لگا دیکھا پس ایسا ہی ہوا کہ سیدہ کو نصیب بھی کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
 یہاں تک محبت ہوئی کہ او کو اکثر جہلائے خدا سمجھ لیا اور ہر مصیبت کی وقت یا طعیہ دیکھا بنا
 شروع کیا اور انکی نامکی روزی رکھنا اور او کو حاجت روا مقرر کر لیا اور انکی مقابلات
 کبار الصحابہ کو کہ جسکی طرح قرآن وحدیث میں ہی برکھنا لعن و طعن مگر م شروع کیا اور خراج
 و نوا تہیہ پہو کی طرح حضرت علی سی دو مدادت کی کہ ادن پر عثمان غنی کی قتل کا ہنساں
 لگا یا اور طرح طرح کی محبوب اونہیں ثابت کئی افراط و تفریط سے خالی اہل حق ہین کو نہ
 او کو شیعہ کی طرح حدی زیادہ بڑا ہن اور نہ خوارج دنیاصب کے طرح او کے جناب ہین
 کوئی کلمہ گستاخی کا تھاتے ہین **الغرض** قرآن اور احادیث سی حضرت کی صحابہ اور
 اہل بیت کی بہت فضائل ثابت ہین مسلمان کو ہر جیسے کہ سب کے دل سی محبت اور
 سب سے حسن عیادت رکھی اور سب امت میں او کو افضل اور بہتر جانے اور چپ کی کام
 سننے رضی اللہ عنہ کہی کیونکہ ان لوگون نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
 ادھائی ہے سالہا سال حضرت کی سارہ معاشرت کی ہی قرآن انکی رد و بدی مازل آتا
 جس پہ لوگ دشمنے اصول ہین الہین سے جھیلو کو دین پہو چاہتے اور قرآن ہین پہو
 مخاطب بالذات ہین بدرا اور احد وغیرہ جہاد وغین حضرت کی ساتھ ادھون نے بڑے
 بڑے محنتین ادھائی ہین انکی کسی اللہ نے قرآن میں جنت کا مدد فرمایا ہے
 معاذ اللہ اگر یہی لوگ بڑے ہین اور انہین بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت نے اثر کیا
 تو ہر کون پہلا ہے اور کس میں حضرت کی صحبت موثر ہوئی ہے مشہور ہے کہ کبلا ہوا
 کہ وہ ایسی چوٹی قصوں کی اعتماد پر کہ جب کلا بسد صحیح ثبوت ہین ہے یقینی ہونا تو درکنہ
 حضرت کی اصحاب کو کہ جسکی خویان قرآن میں مذکور ہین اور ادھ ثبوت یقینی ہی ہر کہتی
 ہین اور طرح طرح کی عیادت و فتن ثابت کرنی تھین اور انکی مدادت کو اور انکے
 وطن کو نکوایا امان بنا رکھا ہے اور اہل بیت میں سی ہی بہت لوگوں کو سرا کہتی ہین

اہل بیت کہہ دیا لیکو کہنتی میں سوال گہروالی بیوی ہوتی ہی اور بعد میں بیٹی بیٹیاں تو
نواسیان بہانے بنتی تھے ذوالقیاس سو حضرت کے چچا عباس اور انکی بیٹی عجبہ اللہ کو
اور حضرت کی بیویوں کو اور خصوص عائشہ صدیقہ ام المؤمنین کو برا کہتی ہیں۔ اور حضرت
کی بیبیوں کو کیا کیا عجیب گاتی ہیں اور کیسی کیسی نالایق کلمات اور لکی شان میں کہتی ہیں
اگر کوئی کسی ادنیٰ شخص کے بیوی کو ایسا کہی قدرت ہو تو فوراً سر کاٹ ڈالے و آہ حضرت کے
روح پر فخر جنت میں جب یہ حضرت کے صحابہ اہل بیت کو اور خصوص بیبیوں کو برا کہتی
ہوئی کیا خوش ہوتی ہو گے اور کیا اولاد صالح ہے کہ ان کی بیٹی کیا کیا عیب ثابت کرتی ہیں
اور حیف صدیغ ہی اون مسلمانوں پر کہ جو ایسی لوگوں سے محبت رکھتے ہیں اور انکی سزا
تقریباً داری میں شریک ہوتی ہیں اور اپنی شادی بیاہ کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ اگر
لوگوں سے یہی جواب سید المرسلین ناراض ہوئی اور انکو حوض کوثر سے دور نکلیں گے
اور اکثر ایسی لوگوں کی دنیا ہی میں صورتیں مسخ ہو گئی نہیں الہی جگہ اور میری سب جا
اور اقرباء کو اور کل مسلمانوں کو حضرت کی اور حضرت کی صحابہ و اہل بیت کی محبت کامل
نصیب کر اور انکی ساتھ حشر قرآمین آمین یارب العالمین **فصل** پہلی بیان ہو چکا
کہ کفر شرع میں ایمان کی ضد ہی پس جن چیزوں پر ایمان لانا اور انکے تصدیق ایمان
تقصیل میں ضرور ہی انکی انکار کرنے سے خواہ دلیں انکار کرے یا زبان سے کوئی کلمہ
ایسا نکالی کہ جس سے صراحتاً یا اشارۃً انکار ثابت ہو جاوے یا دلیں شک لائی سے
یا کلمات شک بان سے نکالنے سے خواہ اونی صراحتاً شک ثابت ہو دی یا اشارۃً یا کسی
کاری کو مافی تصدیق ہو قطعی کافر ہو جاتا ہے جب تک توبہ نہ کر گیا مومن نہ ہو گا خواہ یہ
ایک مومن بھی اور عبادات اور یا ضات شاذہ عمل میں لاوی اور کفار کی طرح ہمیشہ جہنم
میں جلی گا لغو باند نہا مومن کو چاہیے کہ ایمان لائیکے بعد اس کے محافظت رکھی اور
چیزوں سے ایمان جاوے اور کفر لازم آوی اور نہ دہر رہے کیونکہ ثابت رہنا ہی نجات کے

فصل کلمات کفر کی بیان میں

شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا اَرْسَلْنَا اللّٰهَ بِرِسَالَتِکُمْ فَلَکُمْ عَلَیْہِمْ کَلِمَۃٌ مِّمَّہُمْ یَحْشُرُوْنَ ۝ یعنی جنوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے نیز وہ آپ پر توہم سے
 تو انکو کچھ خوف اور غم نہ ہو گا اس لئے ان کلمات کفر کا کچھ مختصر طور پر بیان کرتا ہوں تاکہ
 مومنین خبردار ہو کر برسرِ گریں اور قاعدہ کلید اسکا میں ابھی بیان کر چکا ہوں جو حیات کفر
 موافق بیان سابق کے جزا قسام میں قسم اول وہ کلمات ہیں کہ جو صراحتاً انکارِ
 ولایت کر لئے ہیں مثلاً کہیںے کسی کو کہا کہ نماز پڑھو یا روزہ رکھو اوسنی سنکر کہا کہ نماز فرض
 نہیں یا روزہ فرض نہیں پس یہ شخص کافر ہو گیا کیونکہ نماز روزہ کا فرض ہونا قرآن ہی
 ثابت ہے پس جس چیز کے فرضیت قرآن کے ظاہر عبارت سی یا حدیث متواتر سے معلوم ہو جاوے
 پس جو شخص اسکو فرض نہ کہیگا کافر ہو گا یا جس چیز کا حلال ہونا اس طرح سے ثابت ہو چکا ہی
 جو اسکو حرام کہیگا کافر ہو گا اس طرح جس چیز کا حرام ہونا قرآن کی ظاہر عبارت یا حدیث
 متواتر سے ثابت ہو جاوے اسکو حلال کہیگا کافر ہو جاوے لگیا پس حسنی کہا کہ خنزیر یا سود کہا نا یا
 رنا یا چوہہ بون یا ناقہ قتل کرنا یا ظلم یا سحر کرنا یا شراب یا خمر کہینا یا غضب کرنا حلال
 ہے کافر ہو گیا پس کیرہ یا صغیرہ گناہ کو کہنا گناہ ہونا قطعاً ثابت ہو جاوے حسنی صلا
 کہا کافر ہو یا اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا انکار کیا مثلاً کہا کہ اللہ ہر چیز پر قادر نہیں
 یا وہ ہر شخص کی دعا نہیں سنتا یا فلان فلان چیزوں کی اسکو غیر نہیں یا وہ ہمیشہ سی نہیں ہے
 یا وہ کلام نہیں کرتا یا وہ مردہ ہے یا مر جاوے گا پس ان سب صورتیں کافر ہو گیا
 یا اسکی لئی کوئی بُری صفت ثابت کرے مثلاً کہا کہ اللہ ظلم کرتا ہے یا اسکی جبر و مئی
 میں یا وہ کہا تا میتا ہے یا وہ سوتا او گھتا ہے یا کسی عورت یا لڑکی سے عشق رکھتا ہے
 یا جام کرتا ہے یا اسکی لئی باب ان ہیال برابر میں یا وہ کسی مرد یا عورت کے
 شکل میں ہے یا وہ بخیل ہے یا وہ کسی سی ڈر جاتا ہے یا کسی سے مغلوب ہو جاتا ہے
 یا کسی چیز کو بھول جاتا ہے یا بہت کام کرتے سے تھک جاتا ہے پس ان سب صورتیں

قلم

کا فر ہو گیا یا اوسکی کسی نام کا انکار کیا اور کہا جیم یا رحمن یا اعدا اور دو مثلاً اور سکا نام
 نہیں ہے کا فر ہو گیا یا کسی بنی کا انکار کیا مثلاً کہا کہ موسیٰ یا عیسیٰ یا محمد مصطفیٰ یا آدم نے
 نہیں ہیں کا فر ہو گیا یا کسی کتاب الہی کا انکار کیا یا ادعین سے کسی ایک تہوری سے کسی
 انکار کیا کا فر ہو گیا یا انبیاء کو جو وہاں کہا یا کتاب الہی کو یا اوسکی کسی ایک ادنیٰ جز کو جو وہاں
 کہا کا فر ہو گیا یا فرشتوں کا انکار کیا مثلاً یوں کہا کہ فرشتہ کا وجود نہیں اگر ہوتا تو کہیں ہی
 بھی دکھائی دیتا لوگوں کی سنائی کو قرآن میں فرشتی کا ذکر کیا ہے کا فر ہو گیا یا فرشتوں کو
 اعدا کے بیٹھیاں کہا کا فر ہو گیا یا حشر کا انکار کیا مثلاً یوں کہا کہ امریکہ بعد کوئی نہیں جی گا
 یا اعدا سے آسمان و زمین نہیں ہو سکتی یا حباب نہو گایا کہا دوزخ و جنت فقط لوگوں کے ذہانی
 اور خوش کر نیلو ذکر کر دئے ہیں ورنہ میں نہیں یا جنت و دوزخ کی کسے ثواب و عذاب غلام کہ
 جو قرآن میں مذکور ہی انکار کیا مثلاً کہا وہاں حورین نہیں یا غلمان نہیں یا دوزخ میں قوم کا
 دوزخ نہیں یا کسی دوزخی کی لمبی سوز کے زنجیر نہو گی علیٰ ہذا القیاس کا فر ہو گیا یا یہ
 کی کسی حکم کو کہا کہ اسکو میں نہیں مانتا مثلاً کہینے کہا کہ چلو شریعت سے فیصلہ کر امین دوسرے
 کہا میں شریعت کی فیصلہ پر رہی نہیں کا فر ہو گیا کہینے کہ ایمان فقط جان بستی ہی کو
 نہیں کہتے ورنہ کا فر ہی اعدا کو اور رسول کو حق جانتے تھے بلکہ مان لینا بھی شرط ہی یا کہا
 اور سب احکام الہی کو نہ مانتا ہوں مگر زکوٰۃ یا روزے یا نماز یا حج کے حکم کو نہیں مانتا کا فر
 ہو گیا مثلاً کہینے کہ سیکو کہا کہ تم فلاں بڑی پیشے کو جو چوڑ دواؤ سنی کہا خدا ہی ہیکو ہی فرمایا ہی
 کا فر ہو گیا قسم دوم وہ کلمات ہیں کہ صبی اشارۃ انکار ثابت ہووے مثلاً ادعین
 پہلی چیزوں کو ہر طرح سے کہے کہ اوس سے انکار نکلتا ہو مثلاً کہنے بنی کی امانت کی یا اونکے
 کسی بابت پر عیب لگایا یا اونکی کسی فعل پر ہمتی کی یا اونکی حسب نسب شکل و صورت پر
 طعن کیا یا کہینے کہا سب دینوں میں اسلام حق ہے کہینے مسئلہ کہا سب دین حق ہیں کا فر
 ہو گیا یا بخوبی یا کاہن کو سچا کہا کا فر ہو گیا قسم سوم وہ کلمات ہیں کہ جن سے شک

و
 و

و
 و

فہم

فہم

مراحتاً ثابت ہوئی مثلاً کہا کہ بھی اصرار کے کریم ہوئی میں یا رحیم یا رزاق ہوئی میں ثابت ہے
 کا فر ہو گیا یا کہا اور کی خاتم ہوئی میں نہ کہ کا فر ہو گیا یا کہی کو بھی فرشتہ کی یا رسول کی
 یا کہ بتوں کی جو زمین تک ہے یا قیامت کی ہو نہیں سکتے کا فر ہو گیا علی ہذا امتیاس
 جو خیرین قطع الثبوت میں اگر اوہین شک و شبہ کر لیا کا فر ہو جاوے گا شتم چارہم و کلام
 میں کہ جسے اشارۃً شک ثابت ہوئی مثلاً کہ جسے کہا کہ قیامت ضرور آئے گی کہ جسے کہا کہ
 دیکھا جائیے گا فر ہو گیا یا کہی کہا کہ جنت میں مومنوں کو میری نعمتیں ملین گی اور کا فر کو
 بری سخت عذاب ہوئے گی ایسی کہ کیا خبر ہے کا فر ہو گیا علی ہذا امتیاس اگر کہی کوئی کلمہ
 کہا اور اسکو معلوم نہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے بعض علماء کے نزدیک جہل مذہب میں کا فر ہو
 بعض کہتی ہیں نا جاننا مذہبی کا فر نہیں ہوا قسم صحیح وہ افعال ہیں کہ جنہی بخلاف شک
 صراحۃً یا اشارۃً سمجھا جاوے مثلاً کہی قرآن مجید کو انات کی راہ سے نجاست یا آگ میں
 کا فر ہو گیا یا آنت کی راہ سے کعبہ کی طرف چناب کیا یا تھو کا کا فر ہو گیا یا آنت کی
 سی کہی مسجد کو گرد یا کسی عالم کو پار ڈالا کا فر ہو گیا یا سترج کی کسی بات پر ٹھہرا کیا
 مثلاً ایک شخص نے اعظم قرآن کی نقل کرنی لگا اور چند لوگ اس کی آس پاس بیٹھ کر سننے سے
 اس سے یہ سائل پوچھتی تھیں کہ یہ سب کا فر ہو گئے یا تو اب جاننا کہی کفر کے رسم کو
 عمل میں لایا مثلاً زمار علی میں ڈالا یا صلیب ڈالی یا مزدکی مانند باہمی پر شیکا لگایا یا
 کسی خاص لباس کو پہنا یا ہولی دیوالی مندر کو بتایا ان سب صورتوں میں کا فر ہو گیا
 اگر لگنا جانکر لکھا تو لگنا بگاڑ ہو گا کا فر ہو گا اور اگر کسی کی خوف سی کر لیا کہ اگر
 نہ کر دیا تو وہ بھی مار ڈالے گا یا مندر پر پوجا دیا تب گناہ نہیں یا کسی بت کے نام پر کسی
 قبر کے نام پر کفر کیا یا اور کو سجدہ کیا تو اب یا تھان یا دریا یا جوترو یا جہنمی کی آگ
 یا نور دج کیا یا اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کیا یا اور افعال شرک ملتزمین لایا ایمان
 کا فر و شرک ہو گیا یا قبلہ معلوم نہ ہوئے بیعت اور طرہ سوزہ کر کے نماز پڑھے

کافر ہو گیا یا کسی اہل مہنتی عنہ کو حلال سمجھ کر کیا مثلاً زنا کو درست جان کر کیا یا شراب کو سباح
 سمجھ کر پیا یا اور گناہ اسطوری کیا کافر ہو گیا یا کوئی شخص مسلمانوں اور کافروں کے مقابلہ
 کیوقت کفار کے ساتھ ہو گیا اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوا کافر ہو گیا کہنے کے یہہر جیسے افعال
 انکار یا شک میں پر دلالت کرتی ہیں **و** جو وقت کہیں کفر کی نیت کی اور سیدقت کافر
 ہو گیا خواہ نیت دس برس کی ہی کی ہو وہی مثلاً کہنے نیت کی کہ اگلے سال میں کرستان
 یا ہودی ہو جاؤ گا وہ ابھی کافر ہو گیا **اللہ سے نڈر ہونا کفر ہے** لاندہ لایا میں ہک اللہ
اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ قُوْنٌ اور **اللہ کے رحمت سے ناامید ہونا بھی کفر ہے** لاندہ لایا میں
رُوْحُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ قُوْنٌ ایمان خوف اور رجاء میں ہے
 پس اللہ سے ڈرنا بھی رہی کہ وہ فی پرواہ ہے جہنم میں والد سے اور کچھ پرواہ نہ کرے اور
 اوس سے امید نجات کی بھی رکھی کہ نہایت رحیم و کریم اور بڑا احسان کرنے والا ہے جو کہ اگر
 مانگتا ہے وہ عطا کرتا ہے اپنے بند کو بخشنے کا اور کچھ پرواہ نہ کرے **اللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لَنَا**
وَ اَنْزِلْنَا وَاَدْخِلْنَا جَنَّۃَ الْفِرْدَوْسِ میں **تسبیحہ** محققین علمای فراتی میں کہ جن چیزوں
 ایمان تفصیل میں ایمان لا باضرور ہے جب تک کوئی شخص انکار یا شک نہ کرے
 یا کوئی ایسا فعل کہ جس سے انکار و شک سمجھا جاویں اوس سے ظہور میں نہ آوے کافر نہیں
 پس محض کو ضرور ہے کہ جب تک موجودات کفر نہ لکھی کافر نہیں اور بنید پر کہ کسی مسلمان کو
 کافر نہ بنا دیا کرے اسی لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اسلام کے گمراہ فرقوں کے تکفیر نہیں کرتے
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی کسی کو لعنت کرتا ہے یا کافر کہتا ہے ملائکہ اوس
 کلمہ کو آسمان تک لیجاتے ہیں پس اگر جب کو کہا ہی وہ اوس کے قابل ہے تو اس پر اللہ الہی
 میں در نہ حسنی کہا تھا آخر وہ کلمہ اس پر پڑتا ہے بعض لوگوں نے ایسا طریقہ اختیار کر
 رکھا ہے کہ جہاں کسی شخص نے اوس کے معتقدات میں سے خواہ وہ عقائد تعبی ہوں کسی چیز کا
 ذرا بھی انکار کیا اوس کو اس وقت کافر بنا دیا گو یا کفر و اسلام اوس کی معتقدات کی اتنی نامی چیز ہے

وصیت ایمان سی زیادہ کوئی نعمت نہیں ہی کیونکہ گناہگار ہی ایمان کی دولت جہنم سے
 نجات پاویگا اور آخر حقیقت میں جاوے گا پس آدم کی محافطت بر وقت واجب اور آدم کی زینت کچھ اسطے
 کہ اس نے بنجا عبادت میں مصروف رہنا سنا سیکے اس عالم جہانی کی ہر چیز خالی ہی دو عالم قیادانی
 کوئی ناقص بیامنی کسی چیز سے دل نہ لگائی بلکہ عالم قدس کا شوق ہو کر سب حقیقت واجب لوجود اصل
 ہر موجود باری تعالیٰ کی طرف رجوع لاویں دلائیکہ داری دل درو بند و ذکر چشم از ہر عالم فرو بند
 اسی انسان کو آدم کی جہانی کو چوڑ عالم قدس کی طرف موہ نہ موڑ رشتہ علائق کو موت سی پہلے توڑ
 رباعی زرد سحر طائر قدیم فرس صدر و صغیرہ کہ درین نامک حاشا آرام گیر مہر قدسیان ہر کہستہ
 عشرتکدہ اس نہ تو درین غلکہ چون غمزہ گمان ماندہ و سپرہ دنیا میں پیر کوئی دو بارہ نہیں آئیگا
 جو کچھ کرنا ہی توجہ کر لوں خدا جانی کیا ہے پس اگر کسی کو کہیں مشبہ ہو جاوے تو فوراً کسی عالم ربانی سے
 فرمادی اور اگر کوئی تہی تو یوں بچے کہ اسرار و اسکی برسل ہی کوئی دانامد حافل نہیں جو کچھ دیکھ
 نے فرمایا سب حق ہی پیر میری فہم کا تصور ہے کیونکہ ہزار ہا امور و نیویہ کی ادراک سی فہم تصور
 ابی توئی جطر ح بن مانگی اپنی رحمت کا نام ہی ہو کہ ایمان جھٹا فرمایا ہے سبط رح اسکو معرفت ہی
 اور ہو کہ حب الغر دوس عطا فرماوے دنیا و آخرت میں کوئی تحفہ نہ دیکھو انک برز و وف رحیم
 و جواد کریم و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وَالصَّلَاةِ وَالْزَّكَاةِ عَلَى نَبِيِّنَا
 مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَالْوَاحِدِ الْطَّيِّبِ الطَّاهِرِ زَيْنِ عَلٰی جَمِيعِ عِبَادِهِ الصَّلَاةُ
 اَلٰی نَحْمُ الدِّينَ اَمِينُ اَمِينُ ۝

قطبہ تاریخ تالیف المولفہ

جون دین روز ما افضل خدا	یاقت این نسخہ صورت بہرام
دہشتم قمر سال آن کہ کے	گفت با من تمام گشت کلام
	۱۲ بجوی ۱۹۲

الحمد للہ میری تاریخ سنہ ۱۳۵۲ ہجری نبوی میں بوقت صبح اس کتاب کی تالیف
 شروع ہوئی اور چودہویں ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ کو قصور وقت تمام ہوئی

غششاء فی منازل فساء لا القوم من شیاء ثم ذکروا المتعذرة فقال انتم استمتعتموا لعلی محمد رسول الله
 صلی الله علیه وسلم والی بکر عسراءه سلم اور دوسری روایت میں سلم کہے چون آیا ہی کرتا
 کہتی ہیں کہ بکر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں متعذ کیا کرتے تھے پھر عمرؓ اسکو منع کر دیا پھر مجھے
 اسکو نکلیا پس ثابت ہوا کہ بعد نبی علیہ السلام کے ہی لوگ اسکو کرتے تھے جو اب اس آیت
 حدیث میں حایہ پر مبنی ثابت ہوتا ہے کہ یہ فعل درست ہے مگر حسب اسکا نسخ قرآن اٹھا
 جو اسکی حرمت پر دلالت کرتا ہے آجکا تو پہر حرام ہو گیا اس ہم اور اس نسخ کا بیان کرتی ہیں
 مگر فعل پہلی جم بہ کہتی ہیں کہ گو حدیث ہی اسکا جواز معلوم ہوتا ہے مگر اس آیت سے تعہد گرفتار
 نہیں کیونکہ اسکی یہ معنی ہیں کہ جس عورت سی فتنے فتنے لذت بطور نکاح حاصل کیا ہو تو اسکا
 ہر دید و پس بیان سے یہ کتب ثابت ہوا کہ طلب لذت بطور متعذ کے مبرا ہے کیوں کہ
 اشتراح لغت میں فتنہ معنی کو کہتے ہیں خصوصیت متعذ کے ہرگز نہیں بانی جاتی اور جو
 کری اور اسکا لازم ہے کہ کوئی دلیل تکلم میں کری سوال جب لغت میں اشتراح لغت میں کوئی
 تو فتنہ فتنہ بطور نکاح کی کوئی کر خاص کیا جو اب اس آیت سے پہلی نکاح کا ذکر ہو چکا ہے اور پہلے
 آچکا ہی پس اس قرینہ سی وہی مراد ہو گا بخلاف متعذ کے کہ وہ کہیں ہی قرآن میں مذکور نہیں اور اگر
 ہم یہ بھی تسلیم کریں تب اسکی ہی قرآن کی آیت نسخ موجود ہے قال تعالیٰ والذین یسلم لہم
 حاطون الا حلالہ الذین ہم اذنا ملکات ایما ہم یہ آیت بالاتفاق اول آیت سے بعد میں انما
 پہلی ہے اور اس میں صحت حصہ کر دیا ہے کہ بیوی اور لونڈی کی سوا اور عورت سی قرآن حدیث
 میں پس یہ ہم جو چاہیں کہ یہ متعذ کے ہونی عورت تو مذہبی ہی یا بیوی مگر مذہبی تو نہیں کیونکہ یہ
 ہے اور بیوی ہی نہیں کیونکہ کو بیوی کو تہہ کے مال میں ہے اور کسی عہد علاوہ ہر کے جو تھا اور انہوں
 حصہ ماسی عباد کہ قرآن میں مذکور ہی اور متعذ والی عورت کو بالاتفاق کسی مذہب میں مذہب نہیں تھا
 پس جب یہ بیوی ہی تو مذہبی تو اس آیت کی وجہ حرج حرام ہے پس اس حدیث اور اس نسخ
 اور احادیث کا یہ جواب ہی کہ اس کو اسکی منہج پر عملی حرج نہ ہو چکی تھی اسلئے اسکو لکھی انفر

بکر

جواب سوال

انکار ہرگز نہیں ہوتا کہ عورت سی فتنے فتنے لذت بطور نکاح حاصل کیا ہو تو اسکا ہر دید و پس بیان سے یہ کتب ثابت ہوا کہ طلب لذت بطور متعذ کے مبرا ہے کیوں کہ اشتراح لغت میں فتنہ معنی کو کہتے ہیں خصوصیت متعذ کے ہرگز نہیں بانی جاتی اور جو کری اور اسکا لازم ہے کہ کوئی دلیل تکلم میں کری سوال جب لغت میں اشتراح لغت میں کوئی تو فتنہ فتنہ بطور نکاح کی کوئی کر خاص کیا جو اب اس آیت سے پہلی نکاح کا ذکر ہو چکا ہے اور پہلے آچکا ہی پس اس قرینہ سی وہی مراد ہو گا بخلاف متعذ کے کہ وہ کہیں ہی قرآن میں مذکور نہیں اور اگر ہم یہ بھی تسلیم کریں تب اسکی ہی قرآن کی آیت نسخ موجود ہے قال تعالیٰ والذین یسلم لہم حاطون الا حلالہ الذین ہم اذنا ملکات ایما ہم یہ آیت بالاتفاق اول آیت سے بعد میں انما پہلی ہے اور اس میں صحت حصہ کر دیا ہے کہ بیوی اور لونڈی کی سوا اور عورت سی قرآن حدیث میں پس یہ ہم جو چاہیں کہ یہ متعذ کے ہونی عورت تو مذہبی ہی یا بیوی مگر مذہبی تو نہیں کیونکہ یہ ہے اور بیوی ہی نہیں کیونکہ کو بیوی کو تہہ کے مال میں ہے اور کسی عہد علاوہ ہر کے جو تھا اور انہوں حصہ ماسی عباد کہ قرآن میں مذکور ہی اور متعذ والی عورت کو بالاتفاق کسی مذہب میں مذہب نہیں تھا پس جب یہ بیوی ہی تو مذہبی تو اس آیت کی وجہ حرج حرام ہے پس اس حدیث اور اس نسخ اور احادیث کا یہ جواب ہی کہ اس کو اسکی منہج پر عملی حرج نہ ہو چکی تھی اسلئے اسکو لکھی انفر

۲۰
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

خبر کہ بارانی فخر خرمو نا بعض صحابہ کو اسکی منوج ہوئی کچھ امر لکھ نہیں کیونکہ یہ متواتر ایک خبر میں نہ ہوتی
 لکھنا صحابہ قوی القوی ہی تھے اور سافر میں بیویان پاس نہ رکھتی تھی مضطر ہو گئی تھی درست ہوا تھا
 پھر اسی جگہ حرام ہو گیا پھر فتح مکہ میں ہی ہی معاملہ پیش آیا پھر وہاں ہی آپس اجازت دی پھر
 تین روز کے بعد قیامت تک کو حرام کر دیا پس یہ معاملہ سفر میں واقع ہوا تھا دوم اسکی
 نسخ کی کوئی حضرت علیہ السلام کی کوئی نفاذ نہ نہیں ہوا دیا تھا کہ خواہی خواہی ابو بکر سبکو خبر ہو جائے
 پس جو اسوقت نہ تھی یا کسی کار میں مصروف تھی انکو خبر نہ ہوئی پہلی کوئی گئی آخر جب خبر ہوئی بارانی
 جیسا کہ ان احادیث میں ثابت ہوتا ہے مسلم فی سبہ روئے رایت کیا ہے کہ بکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 متعہ کی اجازت فرمائی تھی پس میں نے ایک رستی ایک پرانی سی چادر دیکر متعہ کیا اور تین روز میں اسکی
 پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من کان عنده شیء من هذا النساء التي بیعتن فلیحل
 سبیلھا کہ جبکی پاس کوئی متعہ کی ہوئی عورت ہو تو اسکو چھوڑ دیوئی اور مسلم کے دو کسر رایت
 اور نہیں سبہ روئے میں یوں منقول ہے فلم اخرج حتی حرمھا رسول اللہ علیہ وسلم کہ میں اس
 عورت کی پاس یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر حرام کر دیا میں جب حضرت
 متعہ حرام کر دیا تب میں اس عورت کو چھوڑ دیا پس اس میں نہان معلوم ہوا کہ اول میں متعہ کرتا
 ہو گیا تھا پھر حرام ہو گیا **قال المسلم** جدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب قال یا اباہی قال نا
 عبد الغفر بن بن عمر قال حدثنی الربیع بن سبرۃ الجمہنی ان اباہ خذہ ابنہ کان مع رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس انی قد کنت اذ بعت لکم فی الاستمتاع من النساء
 وان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ الحدیث کہ سبہ حضرت بن علیہ السلام کے پاس تھے آپ نے فرمایا
 تمکو پہلی متعہ کی اجازت دی تھی اور اب اسکو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک حرام کر دیا وعن علی
 بن ابیطالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن اکل
 الخوم الجملۃ لابنہ وادھ مالک وسلم وغیرہما حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعہ سے اور مانوس لگ ہونے گوشت کھانی سے منع

فہرست عقائد اسلام

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲	معتقد اسلام کے شرع کے تفسیر و نظر	۱۴	توحید و توحید دلیل اول دلیل دوم	۳۲
۳	دعویٰ توحید و توحید کے تفسیر و تفسیر و تفسیر	۱۵	دلیل چہارم فائدہ	۳۳
۴	اس فن کے اہم کار	۱۶	صفت آدم حیات قدرت کے بیان میں	۳۴
۵	حدیث معتبرہ متاخرین کے علم و کلام میں	۱۷	فائدہ حکماء و یونان انصاف نے	۳۵
۶	سبب فلسفہ کے برائے	۱۸	یہودیوں و کار و صفت علم و آراء و کلام	۳۶
۷	رای بن عقیلی واقع ہوئے کا سبب	۱۹	تبع و بصیرت کا بیان	۳۷
۸	اس کا شاعر و غیر ذلک	۲۰	صفت کلام کی بیان میں کلام و تفسیر	۳۸
۹	باب اول اعتقاد میں کہ کلام متعلق ہے	۲۱	قرآن کے تفسیر و بیان	۳۹
۱۰	و حشر میں مخصوص نہیں	۲۲	صفت گوین کا بیان و تفسیر	۴۰
۱۱	فصل اول اللہ و جوہر و غیرہ	۲۳	فصل سوم شرعیات میں جوہر و غیرہ	۴۱
۱۲	دلیل اول	۲۴	مکان سے پاک ہی صفا مشابہہ کا ذکر	۴۲
۱۳	دلیل دوم	۲۵	شکل صورت و زمانہ و غیرہ کے بیان	۴۳
۱۴	دلیل سوم	۲۶	خیانت و مشابہہ و غیرہ کا بیان	۴۴
۱۵	دلیل چہارم	۲۷	حلول و تفسیر پاک ہوئی کی بیان میں	۴۵
۱۶	دلیل پنجم	۲۸	قرآن و اورہ کوئی چیز واجب نہیں	۴۶
۱۷	فائدہ اول کی نظر و آئین کی تفسیر	۲۹	صفات نہ علین و غیرہ میں	۴۷
۱۸	اس کے لئی جاہ و مکان و غیرہ کی تفسیر	۳۰	فصل چہارم شرعیات میں دلیل اول	۴۸
۱۹	فصل دوم صفاتی بیان میں	۳۱	دلیل دوم دلیل سوم	۴۹

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۶	بشارت دوم تواریت سے	۸۹	کیسبت نزول قرآن کا ذکر کہ جس کی کتاب	۱۱۲	طبقات مسائل خفیہ
۵۷	بشارت تیسری تواریت سے	۹۰	وہی کس کس طور سے آتی تھی	۱۱۵	قصہ کے منبر ذہیر مغیر کتب کا بیان
۵۸	بشارت چہارم تواریت چیم ریوس سے	۹۱	قرآن کجی کرنی از نیل کی کا ذکر	۱۱۶	فصل پنجم ملائکہ کی مائتوں کے ذکر
۶۱	بشارت چہٹی انجیل سے	۹۲	مع بود قرآن کو پڑھ کر مین شہادت	۱۱۷	فصل ششم پاکہ کے بیان میں کی اہمیت
۶۳	بشارت ساتویں انجیل سے	۹۳	جو اشیاء سے نکرین آسمان کے بیان	۱۲۱	ایمان کے ارکان و شہاد
۶۵	بشارت از انجیل بنام مار طیط	۹۴	نفل کا معائنہ کا اس سے جو اور پڑھنا	۱۲۲	ایمان کے زیادتی ہو یا نہ ہو کا بیان
۶۶	شہاد اس کے کہ غلطی سے محرمین	۹۵	نبوت انجیل کے قرآن کی کتاب پر مبنی	۱۲۳	ایمان و اسلام کے پیرامور ایمان و اسلام کے فرق
۶۸	انحضرت کے مخالفین پر تین	۹۶	کو جو روز الحامی وغیرہ کے	۱۲۵	کبریا کے ایمان ثابت نہ کا فہم نہایت
۶۹	انحضرت کی انصافیت میں	۹۷	وہی کہ چار اصول ہیں قرآن کی تعلیم	۱۲۶	دوسرے عقائد و عقاید کے کتب کے
۷۰	دلیل عقلی اس پر کہ وہ جہات	۹۸	کے طرق کے جہات انصاف پر مبنی	۱۲۸	موسس کن ہمارے پیشینہ میں ہر ایک
۷۱	انحضرت کا تمام عالم کی بنی ہو	۹۹	اقسام احادیث کا بیان	۱۲۹	دوسرے عقائد و عقاید کے کتب کے
۷۸	مترجم میں	۱۰۰	طبقات کتب حدیث	۱۳۱	کفر کے تعریف و اقسام
۷۹	مخالفت کے ثبوت کی جواب	۱۰۱	مطلوع کر جائے جو سند و معانی کے	۱۳۲	شرک کے تعریف و اقسام
۸۰	انحضرت کی امت کے افضل ہے	۱۰۲	سوم اہل امت اور اسکے اول	۱۳۳	برکت کے تعریف و اقسام و دروازہ و دروازہ
۸۱	مخالفت کے علی ترین مخالفین جو	۱۰۳	چہارم قیاس و قیاس و قیاس	۱۳۴	تشریح کے تفصیل امحد کے وجہ
۸۲	اہل کفر و فحشاء کے	۱۰۴	اسمہ اربعہ کا بیان	۱۳۵	آزاد اہل سنت کے اہل حق جو چہ
۸۳	اہل احد و اہل سنو کی انصاف	۱۰۵	تقلید کا ثبوت مع چند اول	۱۳۶	اہل سنت کے اہل حق جو چہ
۸۴	ایمان کی تعلیم کے شرکاء میں	۱۰۶	طبقات فقہاء	۱۳۷	فصل نہم شریعت اہل ران فاعل
۸۵	فصل ششم کتاب و احادیث کی	۱۰۷	۱۱۲	۱۳۸	
۸۶	نزول قرآن کا ذکر انحضرت اسلام	۱۰۸	۱۱۳	۱۳۹	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۳	عباد کے مخلوق الہی ہونے پر	۱۴۲	باب سوم عالم نرنج کے بیان میں	۱۸۲	فصلیہ نام ہر ایک صفات کا بیان
۱۴۴	دلیل دوسرے	۱۴۳	فصل اول آئینہ بیت رسول پر	۱۸۳	فصل دوم حال کا کہیں کج طرح کا بیان
۱۴۵	بندگی افعال اور مشیت الہیہ سرور پر	۱۴۴	اولہ ثبوت عالم نرنج کے لئے	۱۸۴	فصل سوم عینے بدل جان کا کائنات
۱۴۶	بندگی کا افعال میں اختیار و حرج پر	۱۴۵	فصل ثانی احادیث کہ بعض مقام پر	۱۸۵	فصل چہال کے عہد الہی کی اور کجی
۱۴۷	وجہ اول وجہ دوم	۱۴۶	دوسرا علیہ بنی اور بعض میں قبر پر	۱۸۶	فصل چار ایچ کے عہد الہی کا بیان
۱۴۸	وجہ سوم سوال جواب فیہ طریقی	۱۴۷	فصل پنجم کی چند شہادت کے جواب	۱۸۷	بارہ میں کجی انہی سے ہو کتا پناہ میں
۱۴۹	بندہ و اپنے کاموں سے خدا کا خوشنود	۱۴۸	تشبیہ کہ عارف اب فرط میں	۱۸۸	فصل ششم کجی خلافت حق و خدا کی
۱۵۰	قدرت عباد کے تقسیم	۱۴۹	جواب فی ثبوت جواب تشبیہ جواب	۱۸۹	فصل ہفتم ہر ایک آفتاب طلوع میں
۱۵۱	افعال تہذیبیہ مباحثہ کا مخلوق الہی	۱۵۰	تشبیہ جواب تشبیہ جواب	۱۹۰	سوال کہ حکم توحید کا انکار کجی
۱۵۲	فصل دوم گرامت و یکا کیا عین	۱۵۱	فصل کہ بعض تجویز الہی میں	۱۹۱	فصل ثشم و ابتر الارض کے حال میں
۱۵۳	ثبوت کرامات کا قرآن وحدیث سے	۱۵۲	فصل ثمال میں ال کے صورت میں	۱۹۲	فصل پنجم میاں سرور کجی
۱۵۴	قرآن مجید سے بارہ میں	۱۵۳	فصل تہذیب و تربیتی اسباب	۱۹۳	فصل ششم کجی کا بیان
۱۵۵	گوئی ولی بنے کی تہذیب و تربیتی	۱۵۴	فصل تہذیب و تربیتی اسباب	۱۹۴	فصل ہفتم کجی کا بیان
۱۵۶	کسے عارف الہی کا شمع و رافقہ	۱۵۵	افصال نزدیک ثبوت معتز و کارو	۱۹۵	فصل ثشم و ابتر الارض کے حال میں
۱۵۷	فصل ہفتم ہر ایک میں	۱۵۶	فصل ثمال میں ال کے صورت میں	۱۹۶	فصل پنجم میاں سرور کجی
۱۵۸	اقام تہذیب و تربیتی کیوں مستعار	۱۵۷	میں اخلافاں در پر ایک اور	۱۹۷	فصل ششم کجی کا بیان
۱۵۹	وہا میں سب کی دعا قبول ہونے	۱۵۸	تاسخ عالم نرنج میں انکار کا ابطال	۱۹۸	فصل ثشم و ابتر الارض کے حال میں
۱۶۰	خدا پر صلح واجب ہونے کی وجہ	۱۵۹	باب سوم عالم نرنج کے بیان میں	۱۹۹	فصل پنجم میاں سرور کجی
۱۶۱	مناظرہ ابو الحسن و ابو جاسی	۱۶۰	فصل اول علامات کبریٰ نام پر	۲۰۰	فصل ششم کجی کا بیان
۱۶۲	موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان	۱۶۱	فصل دوم علامت کبریٰ نام پر	۲۰۱	فصل ہفتم کجی کا بیان

[illegible]